http://ataunnabi.blogspot.in

فلاح دارین

مفت سلسلہ اشاعت

الفتاوی الشاذلیہ

پروگرام آپ کے مسائل کا حل

از

مفتی محمد ابو بکر صدیق القادری الشاذلی

مفتی دارالافتاء Qtv

مرتبہ

محترمہ نازیہ رشید

ناشر

طوبیٰ ویلفیئر ٹرسٹ (انٹرنیشنل)

for more books click on the link

https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

نام کتاب: پروگرام آپ کے مسائل کا حل

مؤلف کا نام: مفتی محمد ابوبکر صدیق القادری الشاذلی

تعداد: ۳۰۰۰ (تین ہزار)

ناشر: طوبیٰ ویلفیئر ٹرسٹ (انٹرنیشنل)

شعبان المعظم ۱۴۳۲ھ ، جولائی 2011ء

جامع مسجد طوبیٰ ودارالافتاء جامع طوبیٰ، ملت گارڈن سوسائٹی، نزد محبت نگر، ملیر

15ـ

0321-2762847

UK کے رہنے والے حضرات اس کتاب کے حصول کے لئے

جناب خلیفہ ملک محمد ناصر محمود صاحب زید مجدہ (نوٹنگھم) سے درج ذیل نمبر پر رابطہ کر سکتے ہیں

07735415048

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

تصدیق

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ارشاد فرمایا فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون ترجمہ: ''تو پوچھو اہل علم سے اگر تمہیں علم نہ ہو۔'' قرآن کی اس آیت میں واضح فرما دیا گیا کہ جن امور دینیہ کے بارے میں علم نہ ہوانہیں اہل علم سے معلوکرلیا جائے، لیکن افسوس آج ہم سب سے زیادہ اسی سے دور ہیں، نہ ہم علم حاصل کرتے ہیں نہ اس کی ضرورت کا ہمیں کوئی احساس رہا۔ ہمارے اسلاف رحمہم اللہ نے میلوں دور مسافتیں طے کر کے علم کے نور کو اپنے سینوں میں محفوظ کیا، اور بعد ازاں ایک عالَم ان سے منور ہوا۔ جوں جوں ہم علم سے دور ہوتے گئے ہماری ناکامی وتباہی کی گھائیاں گہری ہوتی گئیں، بقول ڈاکٹر اقبال

گنوادی ہم نے جو اسلاف سے میراث پائی تھی
ثریا سے زمین پر آسمان نے ہم کو دے مارا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں پہلے ہی آگاہی دے دی تھی کہ یہ علم اٹھ جانے والا ہے، اس لئے اسے سیکھ کر محفوظ کرلو، اور علم کے حصول پر بارہا امت

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

مرحومہ کو ابھارا بلکہ اپنی بعثت کا مقصد ہی علم سے روشناس کرانا بتایا، **انما بعثت معلما** ایک دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا **تعلموا العلم وعلموہ الناس** ترجمہ ''خود بھی علم حاصل کرو اور دوسروں کو بھی سکھاؤ۔''

آج کا دور الیکٹرونک میڈیا کا دور ہے، ہر ادارہ اپنی تشہیر کے لئے اس کا سہارا لے رہا ہے، جہاں اس سے معاشرہ میں کئی ایک خرابیاں بھی پیدا ہوئیں، وہیں اس کے چند فوائد بھی ہیں، جس میں سے ایک دین اسلام کی نشر و اشاعت بھی ہے کہ آج میڈیا کے ذریعے منٹوں میں آپ کروڑوں لوگوں تک دین اسلام کا پیغام پہنچا دیتے ہیں، اور کئی ایک چینلز اس کام کو بخوبی انجام دے رہے ہیں۔

عرصہ دراز سے Qtv ''**آپ کے مسائل کا حل**'' کے نام سے ایک پروگرام کر رہا ہے، جس میں عالم اسلام کی مشہور و معروف شخصیت، **استاذ العلماء، فقیہ العصر، شیخ الحدیث، حضرت علامہ مولانا مفتی محمد ابوبکر صدیق القادری الشاذلی دام ظلہ العالی** دنیا بھر سے پوچھے گئے مختلف نوعیت کے سوالات کا براہ راست جواب دیتے ہیں، اور دنیا بھر کے مسلمان بلکہ غیر مسلم بھی اس سے استفادہ کرتے ہیں۔

یہ کتاب درحقیقت ان سوالات کے جواب پر مشتمل ہے جو مختلف پروگرامز میں محترمہ نازیہ رشید صاحبہ **بارک اللہ لھا حظا فی العلم والعمل**

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

نے پوچھے تھے، محترمہ نے بڑی محنت اور لگن سے ان سوالات کے جوابات کو علیحدہ علیحدہ عنوان کے تحت مرتب کیا تا کہ عامۃ المسلمین کو روزمرہ کے معاملات میں شرعی رہنمائی حاصل ہو سکے۔ اس کتاب میں عبادات و روزمرہ کے معاملات کے متعلق مختصر سوال و جواب ہیں۔ میں نے اس کتاب کو حرفاً حرفاً پڑھا ہے، ان شاءاللہ یہ کتاب عامۃ المسلمین کے لئے مفید ثابت ہوگی۔ میں دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ مؤلفہ محترمہ نازیہ رشید صاحبہ زید مجدھا کی اس کاوش کو شرفِ قبولیت بخشے اور ان کے لئے صدقہ جاریہ کا باعث بنائے۔

امین یارب العالمین وبک نستعین فی امور الدنیا والدین وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبه النذیر المبین وعلی اٰله واصحابه اجمعین .

محمد فرمان ذی شان القادری

٦ رجب المرجب ١٤٣٢

09.06.2011

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

اجمالی فہرست

احکام وضو و غسل

صفحہ نمبر ۱۹ صفحہ نمبر ۲۳ تک

احکام نماز

صفحہ نمبر ۲۳ صفحہ نمبر ۳۶ تک

احکام روزہ

صفحہ نمبر ۳۶ صفحہ نمبر ۳۸ تک

احکام صدقات واجبہ

صفحہ نمبر ۳۸ صفحہ نمبر ۴۱ تک

احکام حج وعمرہ

صفحہ نمبر ۴۲ صفحہ نمبر ۴۵ تک

احکام حیض ونفاس

صفحہ نمبر ۴۶ صفحہ نمبر ۴۶ تک

احکام تجہیز وتکفین ووراثت

صفحہ نمبر ۴۷ صفحہ نمبر ۵۰ تک

احکام مالی معاملات

صفحہ نمبر ۵۱ صفحہ نمبر ۵۴ تک

متفرق احکام

صفحہ نمبر ۵۴ صفحہ نمبر ۶۴ تک

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

تفصیلی فہرست

پاکی وناپاکی

میت کونہلایا، کپڑے پاک ناپاک؟ ۱۹
بارش کے ٹھہرے ہوئے پانی میں کپڑے بھیگ گئے؟ ۱۹
وضو کے چار فرائض پورے کرکے نماز پڑھنا؟ ۲۰
خلاف ترتیب وضو کرنا؟ ۲۰
مصنوعی دانت کی موجودگی میں وضو یا غسل کرنا؟ ۲۰
نابالغ بچہ کا قرآن کو بے وضو چھونا؟ ۲۰
قرآنی آیات کی کٹوریوں کو بے وضو ہاتھ لگانا؟ ۲۰
ناپاکی کا علم نہ ہو تو بغیر پاک کیے کپڑے دھونا

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

؟ ـــ ۲۱

باوضو حالت میں قہقہہ لگانا؟

بے وضو قرآن کو بغیر جزدان چھونا؟

کھانے کی چیز میں کوئی جانور مرجائے تو

؟ ـــ ۲۱

باتھ روم کے فرش پر کپڑے گر جائیں تو

؟ ـــ ۲۲

قرآن پاک زمین پر گر جائے تو؟

پانی کا پھندہ لگ جائے تو وضو کا کیا حکم ہے؟

چھالے سے پیپ یا پانی نکلا تو وضو کا کیا حکم؟

پلاسٹر چڑھا ہوا ہو تو وضو یا غسل کا کیا حکم ہے

؟ ـــ ۲۲

نیل پالش ہٹائے بغیر غسل کر لیا تو

؟ ـــ ۲۳

قرآنی آیات کے طغروں کو بے وضو صاف کرنا

؟ ـــ ۲۳

احکام نماز

فجر یا عصر کے فرائض سے پہلے نوافل پڑھنا

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

؟ ________________________ ۲۳

وقت ظہر باقی نہ رہا تھا لیکن

؟ ________________________________ ۲۳

یاد نہیں کہ خود پڑھ کر یا سن کر کتنے سجدہ تلاوت واجب ہوئے تو

؟ ______________ ۲۴

چکن کی چادر اوڑھ کر نماز پڑھنا؟

خطبہ جمعہ خاموشی سے سننا؟

ایک ہاتھ سے سجدہ کرنا

؟ ____________________________________ ۲۴

دو تین قدم پیچھے ہٹ کر سجدہ کرنا

؟ ____________________________ ۲۵

دوران نماز اگر پیریڈز (ماہواری) شروع ہو جائیں تو؟

سفرِ مدینہ طیبہ میں دو نمازیں ملا کر پڑھنا؟

اگر کسی کو غسل کی حاجت ہے تو

؟ _____________________________ ۲۵

سجدہ سہو واجب ہو جائے اور کرنا بھول جائیں تو

؟ ____________________ ۲۶

پانچوں نمازوں میں جتنی رکعتیں فرض ہیں ان سے زیادہ پڑھ لینا؟

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

اگر T.V پر LIVE آیت سجدہ سنی تو؟
نماز پوری پڑھنی تھی لیکن لاعلمی میں قصر پڑھ لی؟
قضاء نمازیں بیٹھ کر پڑھنا
؟_____________________________٢٦
دوران نماز سجدہ میں قرآنی دعا پڑھنا
؟_________________________٢٧
میلے کپڑے پہن کر نماز پڑھنا؟
رکوع میں سجدہ کی تسبیح اور سجدہ میں رکوع کی تسبیح پڑھنا؟
دوران نماز سر کے اشارے سے کسی بات کا جواب دینا؟
نماز کا وقت تنگ تھا لیکن نیت باندھ کر نماز شروع کر دی اور
؟________________٢٧
عالم اور حافظ میں سے امامت کا حق کس کا ہے
؟______________________٢٨
نماز ہر جگہ پڑھ سکتے ہیں، کیا یہ درست ہے؟
نماز کا وقت ختم ہونے میں چند منٹ رہ گئے تو کیا نماز قضا کر دیں
؟_____________٢٨
مرد حضرات تکبیر تحریمہ کس طرح کہیں
؟_________________________٢٩

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

آیت سجدہ توڑ توڑ کر پڑھی تو؟

خواتین نماز فجر کس وقت میں پڑھیں؟

وتر میں دعائے قنوت پڑھنا بھول گئے اور رکوع کے لیے تکبیر کہہ دی لیکن

؟_________۲۹

حرم شریف میں خواتین کا مردوں کی صف میں نماز پڑھنا

؟__________________۳۰

آیتِ سجدہ کا ترجمہ پڑھا تو

؟__________________________________۳۰

امام صاحب تیسری رکعت کے لیے کھڑے ہو گئے اور مقتدی پہلے قعدہ میں ہے تو

؟_____۳۰

دوران نماز بچوں کو پیچھے کر دینا

؟________________________________۳۰

پہلا قعدہ کرنا بھول گئے اور تیسری رکعت کے لیے کھڑے ہو گئے تو

؟_____________۳۱

تکبیرات انتقال جہر سے پڑھنا

؟________________________________۳۱

حالت جنابت میں آیتِ سجدہ سنی تو؟

انفرادی نماز پڑھتے ہوئے مرد پیچھے اور عورت آگے ہو تو

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

؟ ــــــــــــــــــ ۳۱

چولہے پر دودھ چڑھایا اور بھول گئے، نماز شروع کر دی تو

؟ ــــــــــــــــــ ۳۲

حرمین طیبین میں نماز عصر کب پڑھیں؟

حرمین طیبین میں وقت عصر شروع ہو گیا اور نماز ظہر نہ پڑھی ہو تو؟

پانی اتنا کم ہو کہ وضو کے چار فرائض پورا کرنا بھی دشوار ہو تو

؟ ــــــــــــــــــ ۳۲

قصر نماز میں غلطی سے چار رکعت کی نیت باندھ لی تو

؟ ــــــــــــــــــ ۳۳

امام کی اقتداء میں خواتین کا نماز پڑھنا؟

الحمد شریف کی جگہ التحیات اور التحیات کی جگہ الحمد شریف پڑھنا؟

بغیر سلام پھیرے سجدہ سہو کرنا

؟ ــــــــــــــــــ ۳۳

دوران نماز قہقہہ لگانا

؟ ــــــــــــــــــ ۳۴

تکبیرات انتقال میں سے کوئی تکبیر کہنا بھول گئے تو؟

دوران نماز تین دفع عمل قلیل کرنا؟

پاک ناپاک کپڑے لاعلمی میں ساتھ دھل گئے تو

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

؟_______________________۳۴

نماز مغرب کی نیت باندھی اور چار رکعت پڑھ لیں تو

؟_____________________۳۵

آخری قعدہ میں بغیر درود پاک پڑھے سلام پھیر دیا تو؟

قبلہ کی سمت میں دائیں بائیں 45 ڈگری کے اندر پاؤں پھیلانا؟

دورانِ نماز مسلسل کھانسی یا چھینکیں آ رہی ہو تو

؟________________________۳۵

زخم پر پٹی باندھی اور اس پر خون ظاہر ہو گیا تو

؟________________________۳۶

امام کی اقتداء میں عمل کثیر کرنا؟

مکروہ وقت میں سجدہ تلاوت کرنا؟

جان بوجھ کر سفر میں نماز پڑھنا؟

احکامِ روزہ

حالتِ روزہ میں خون دینا

؟_________________________________۳۶

تاخیر سے روزہ کھولنا

؟___________________________________۳۷

عورت صبحِ صادق کے بعد لیکن زوال سے پہلے پاک ہو گئی تو؟

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

نہاتے ہوئے پانی کان میں چلا جائے تو؟
دورانِ اعتکاف غلطی سے روزہ ٹوٹ جائے تو؟
دورانِ اعتکاف سگریٹ نوشی کرنا؟
حالتِ روزہ میں معتکف کے دانتوں سے خون نکل کر حلق میں چلا جائے تو؟
عورت کا اپنی جائے اعتکاف سے نکلنا
؟_______________________۳۷
معتکف کا روزہ ٹوٹ جائے تو اعتکاف کا حکم
؟_____________________۳۸

احکام صدقات واجبہ

بہ خدا یا واللہ کہنا؟
رقم ملک میں تو ہے لیکن قبضہ میں نہیں، زکوۃ کا کیا حکم ہے؟
نابالغی کی حالت میں قسم کے الفاظ ادا کرنا
؟_____________________۳۸
کسی کے کاروبار میں 50 ہزار سے شرکت کی تو زکوۃ کا کیا حکم ہے؟
گناہ کرنے کی قسم کھائی اور توڑ دی تو؟
غنی نے قربانی کا جانور خریدا اور بقر عید میں فقیر ہو گیا تو؟
قسم کا کفارہ کن لوگوں کو دیا جائے؟
حاملہ گائے کا بچہ عید سے پہلے پیدا ہو گیا لیکن؟

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

نابالغ کو زکوۃ دینا؟

منت کے الفاظ کتنی آواز سے ادا کریں؟

کاروبار میں استعمال ہونے والی گاڑی پر زکوۃ ہے؟

روزہ رکھنے کی منت مانی لیکن؟

قربانی کا جانور خریدا اور وہ چوری ہو گیا پھر قربانی کا کیا حکم ہے؟

احکام حج وعمرہ

مکروہ اوقات میں احرام باندھنا؟

حالت احرام میں عورت کا ہر وقت سر ڈھکنا؟

کیا ایک محرم دوسرے محرم کے بال کاٹ سکتا ہے؟

حالت احرام میں خوشبو والے صابن کا استعمال؟

کیا حاجی پر بقر عید کی قربانی واجب ہے؟

حالت احرام میں آنکھوں پر بازو رکھ کر سونا؟

اگر کسی کی ملکیت میں پلاٹ ہو تو اس پر زکوۃ کا کیا حکم ہے؟

کیا عمرہ کر کے آنے والے کی دعا 40 دن تک قبول ہوتی ہے؟

حج کی سعی کب کریں؟

طواف زیارت کرنے کے بعد کیا فوراً مِنٰی پہنچنا ضروری ہے؟

احرام کے نفل نہ پڑھے تھے کیا اب پڑھیں؟

تسبیح میں خوشبو لگ جائے تو؟

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

حالت احرام میں عورت نے دستانے پہنے ہوئے ہوں تو اس کا کیا حکم ہے؟

کیا مسجد نبوی میں دو نفل کا ثواب حج کے برابر ہے؟

حرم شریف میں موذی جانور کو مارنا؟

اگر طواف کرتے ہوئے کلائی کا کچھ حصہ کھلا رہ جائے تو؟

گرمی کے باعث عورت اپنی جائے اعتکاف سے باہر نکل جائے تو؟

حالت احرام میں رومال سے پسینہ صاف کرنا؟

احکام حیض ونفاس

ایام مخصوصہ کے دوران قرآن کا اردو ترجمہ پڑھنا؟

عورت سوتے وقت پاک تھی لیکن؟

تین دن سے پہلے پیریڈز بند ہو جائیں تو؟

ایام مخصوصہ کے دوران نہانا؟

احکام تجہیز وتکفین ووراثت

دوران حمل اگر عورت مر جائے تو؟

رمضان میں اپنی موت کی دعا مانگنا؟

کیا مرنے والے کی فاتحہ میں کھیر نہیں پکانی چاہیے؟

اگر مورث نے اپنے ترکہ میں حلال مال کے ساتھ حرام مال بھی چھوڑا تو؟

عورت کے مرنے کے بعد کیا اس کا جہیز اس کا شوہر رکھ سکتا ہے؟

ایک وراث نے اپنا حصہ دوسرے وارث کو بیچ دیا اور کچھ رقم لے لی، اب دوسرے

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

وارث نے؟

اگر کوئی شخص مرجائے اور اس پر قرض ہو جبکہ؟

مورث نے ترکہ میں ایک منزلہ مکان چھوڑا، ورثاء نے اسے دو منزلہ بنالیا وراثت کی تقسیم کس طرح ہوگی؟

ورثاء سے کسی نے کہا کہ مورث نے مجھ سے کچھ رقم قرض لی تھی وہ واپس کی جائے جبکہ اس معاملہ کا گواہ نہیں کیا کیا جائے؟

میت نے اپنے نماز روزے کا فدیہ دینے کی وصیت کی لیکن؟

اگر میت کا پورا ترکہ فدیہ میں چلا جائے تو؟

اگر کوئی پردیس میں مرے اور یہ وصیت کردے کہ؟

میت کے اولیاء میں کون کون شامل ہے؟

ایک مکان کے دو وارث تھے؟

احکام مالی معاملات

نفلی صدقہ کس کو دینا افضل ہے؟

نوکری حاصل کرنے لیے رشوت دینا؟

دو پارٹیوں کا شرط لگا کر کھیلنا؟

کرائے دار کی ایڈوانس رقم کا مالک مکان کو استعمال کرنا؟

درزی کو کپڑے سینے کو دیئے، اس نے غلط ناپ پر سی دیئے؟

کوئی شخص کرائے کی ٹیکسی چلاتا تھا ہنگاموں میں کسی نے اس کی ٹیکسی جلا دی؟

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

بینک سے قسطوں پر گاڑی لی اور تھرڈ پارٹی کو بیچ دی؟

دوکانداروں سے بھتہ لینا؟

چار ٹیمیں رقم ملا کر اس شرط پر کھیلیں کہ؟

والدین کا بچوں کی عیدی استعمال کرنا؟

متفرق احکام

احمقوں کی جنت میں رہنا؟

نبی کریم ﷺ کو امی کہنا؟

حضور ﷺ کے نام اقدس کے ساتھ (P.B.U.H) لکھنا؟

مردوں پر بزرگوں کی حاضری؟

کیا سابقہ کافر کو اس کے قبول اسلام سے؟

حضرت بلال رضی اللہ تعالی عنہ کا واقعہ؟

اللہ تعالی کی لعنت کے حق دار کون؟

نام والے دسترخوان کا استعمال؟

چاند کا بیت اللہ کے اوپر ہونا؟

ستر ڈھکا ہو تب بھی قبلہ کی طرف پیٹھ نہیں کرنی چاہیے؟

مقدس شبیہ والے گلاس؟

قرآن پاک کے الفاظ زمین پر پڑے ہوں تو؟

کیا یہ کوئی حدیث ہے کہ جو روزانہ یہ پڑھے کہ؟

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

منافق کی تین نشانیاں؟

دوافراد کی لڑائی ہورہی تھی؟

جب اللہ نے شیطان کو جنت سے نکال دیا تھا تو؟

محرم کے مہینے میں سلائی کڑھائی کرنا؟

خواب میں کلمہ کفر بولنا؟

LIVE پروگرامز میں سلام کا جواب دینا؟

کیا یہ کوئی حدیث ہے کہ؟

شرط لگانے کی شرعی حیثیت؟

اگر چڑیا گھر میں گھونسلہ بنائے تو؟

اگر پرندہ اڑ کر گھر میں آجائے تو؟

اگر ہم کسی کا دل دکھائیں تو؟

مدینہ شرف کا جہنمی پہاڑ؟

نابالغ کا ایصال ثواب کرنا؟

حضرت عیسی علیہ السلام کو یسوع مسیح کہنا؟

عشرہ مبشرہ کو جو جنت کی بشارت ملی؟

کلیجی میں موجود خون کا حکم؟

قرآن کی ایک آیت میں اللہ نے مسلمانوں کے لیے یہ ارشاد فرمایا کہ؟

نعت سننے اور سنانے والے کا رونا؟

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

طلاق کی عدت کا وفات کی عدت میں بدل جانا؟

بیوہ کا حمل ضائع ہو جائے تو عدت کا حکم؟

جب اللہ کا کوئی مکان نہیں تو؟

کیا یہ کوئی حدیث ہے کہ جو ہر نماز کے بعد آیۃ الکرسی پڑھے گا؟

غیر مسلم ممالک کے لیے بنے ہوئے قبلہ نما استعمال کرنا؟

کیا یہ کوئی حدیث ہے کہ جس نے میری ایک حدیث سنی؟

کیا ایک مومن دوسرے مومن کا آئینہ ہے؟

کیا یہ کوئی حدیث ہے کہ جس نے اپنی ماں کے پاؤں کو چوما؟

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

عرض مؤلفہ

مجھے علم دین کے حصول کا بے حد شوق ہے اور میرے اس شوق کو Q.tv کے ذریعے مزید جلا ملی ۔الحمد للہ Q.tv نے میری علمی پیاس کی بے حد تسکین کی ، میں نے Q.tv کے مفتیان کرام سے خود بھی بے شمار مسائل معلوم کیئے ،زیر نظر کتاب میں تمام مسائل وہ ہیں جو میں نے مفتی محمد ابوبکر صدیق سے مختلف ذرائع سے معلوم کیئے ۔جب میں نے ان مسائل کو تحریری شکل دینے کا ارادہ کیا اس وقت مجھے اندازہ نہ تھا کہ یہ کام میرے جیسے کم علم انسان کے لیے اتنا مشکل ہوگا ،لیکن اللہ رب العزت کا صدہا کروڑ ہا شکر ہے کہ اس نے مجھ حقیر پر تقصیر سے اپنے دین کا یہ کام لیا ، بلا شبہ میں خود کو ہرگز بھی اس قابل نہیں سمجھتی لیکن یہ تو فیق الہی اور نبی کریم ﷺ کی خصوصی نظر کرم کے علاوہ یہ میرے والدین کی دعائیں تھیں جن کے باعث میں نے اس کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا۔ جب میں نے اس کتاب کے لیے مفتی محمد ابوبکر صدیق صاحب سے رجوع کیا تو انہوں نے اس کتاب پر نظر ثانی کی ہاں بھی بھر لی ، ویسے تو میں نے تمام مسائل بہت اچھی طرح سمجھ کر لکھنے کی کوشش کی تھی اس کے باوجود اس میں کچھ غلطیاں بھی ہوگئی تھیں ۔ میں مفتی صاحب کی بے حد مشکور و ممنون ہوں کہ انہوں نے میری اصلاح فرمائی ، اللہ انہیں اس کا اچھا بدلہ عطا فرمائے ۔اس کتاب کے سلسلے میں جس جس نے بھی میری مدد کی ، اللہ ان کو جزائے خیر دے ، میرے لیے اسے ذخیرۂ آخرت

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

بنادے اور اپنی بارگاہ میں قبول و منظور فرمائے۔ آمین

دعا گو: نازیہ رشید عفی عنہا

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

احکامِ پاکی وناپاکی

مسئلہ: میت کونہلایااور کچھ چھینٹیں کپڑوں پر پڑ گئیں تو کپڑے پاک رہیں گے یا ناپاک ہوجائیں گے؟

الجواب: اگر میت کے جسم پر نجاست لگی ہوئی ہے اور وہ چھینٹے اس نجاست کے ساتھ کپڑوں پر لگ جائیں تب تو کپڑے ناپاک ہوجائیں گے، لیکن اگر نجاست نہیں ہے تب میت کو نہلاتے ہوئے جو چھینٹیں کپڑوں پر آجائیں تو ان سے کپڑے ناپاک نہیں ہوں گے بلکہ پاک رہیں گے کیونکہ اس صورت میں ان چھینٹوں کا وہی حکم ہوگا جو وضو کرتے ہوئے کپڑوں پر گرنے والے پانی کا ہے۔

مسئلہ: بارش کے ٹھہرے ہوئے پانی میں چل کے آئیں اور گھٹنوں تک کپڑے بھیگ جائے تو کیا ناپاک ہوجائیں گے؟

الجواب: جب تک یہ کامل یقین نہ ہو کہ پانی میں گٹر کا ناپاک پانی یا کوئی اور نجاست مل گئی ہے تب تک پانی ناپاک نہیں کہلائے گا اور اس میں کپڑے بھیگ جائیں تو ناپاک نہیں ہوں گے۔ اگر بارش ہورہی ہو اور پانی بہہ رہا ہو اور اس پانی میں گٹر کا پانی بھی مل جائے تب بھی اس پانی کو ناپاک قرار نہیں دیا جائے گا کیونکہ بہتا پانی پاک ہوتا ہے سوائے یہ کہ اس کی وجہ سے ناپاکی کا رنگ یا بو ظاہر ہوجائے۔

مسئلہ: اگر سر پر مسح کرلیا جائے اور جسم پر پانی بہالیا جائے تو وضو کے چاروں

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

فرائض پورے ہو جائیں گے؟ کیا اس طرح وضو ہو جائے گا اور کیا اس وضو سے نماز پڑھ سکتے ہیں؟

الجواب: جی ہاں اس طرح وضو ہو جائے گا اور اس وضو سے نماز پڑھی جاسکتی ہے۔

مسئلہ: خلاف ترتیب وضو کرنے سے کیا وضو ہو جائے گا؟

الجواب: وضو میں ترتیب شرط نہیں بلکہ سنت ہے، لہذا خلاف ترتیب وضو کرنے سے وضو ہو جائے گا مگر اس سے ثواب میں کمی ہو جائے گی۔

مسئلہ: اگر مصنوعی دانت لگے ہوں تو وضو/ غسل میں دانت اتار کر کلی کرنا ہوگی یا دانت لگے ہونے کی صورت میں بھی کر سکتے ہیں؟

الجواب: وضو میں کلی کرنا سنت ہے، لہذا اگر ایسے دانت لگے ہوئے ہیں جو نکل بھی سکتے ہیں تو دانت اتار کر ہی کلی کرنا چاہیے، لیکن اگر بغیر اتارے ہی کلی کر لی تو بھی وضو ہو جائے گا۔ غسلِ واجب میں کلی کرنا فرض ہے لہذا دانت اتار کر ہی کلی کرنا ہوگی ورنہ غسل نہیں ہوگا، البتہ اگر فکس دانت لگے ہوئے ہیں تو وضو/ غسل ہو جائے گا۔

مسئلہ: کیا نابالغ بچہ قرآن کو بے وضو چھو سکتا ہے؟

الجواب: نابالغ بچہ شرعی احکامات کا مکلّف نہیں ہوتا۔ لہذا وہ قرآن کو بے وضو چھو سکتا ہے لیکن وضو کروانا چاہیے تا کہ عادت پڑے۔

مسئلہ: کیا قرآنی آیات کی کٹوریوں کو بے وضو ہاتھ لگایا جا سکتا ہے؟

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

الجواب: کوئی بھی ایسی چیز جس کو قرآن سے الگ نہ کیا جا سکے اُس پر قرآن ہی کا حکم ہوگا، مثلاً قرآن کے اوپر جو گتہ ہوتا ہے وہ قرآن نہیں ہوتا لیکن اس کو قرآن سے الگ نہیں کیا جا سکتا لہذا اس کا حکم قرآن ہی کا سا ہوگا یعنی اسے بھی بے وضو ہاتھ نہیں لگائیں گے۔ اسی طرح کٹوریوں میں جو قرآن لکھا ہے اسے کٹوریوں سے الگ نہیں کیا جا سکتا، لہذا انہیں بے وضو ہاتھ نہیں لگا سکتے۔

مسئلہ: اگر ہم کسی کے کپڑے دھوئیں اور ہمیں معلوم نہ ہو کہ کپڑے پاک ہیں یا ناپاک، تو اگر بغیر پاک کیے دھو لئے تو درست ہے یا پھر پاک کیے جائیں گے؟

الجواب: اگر ظاہری طور پر نجاست نظر آ رہی ہے تو ضرور پاک کریں، لیکن اگر نجاست کہیں نظر نہیں آ رہی ہے تو پھر شک کرنے کی ضرورت نہیں، کیونکہ شریعت محض شک کی بنیاد پر کسی چیز پر ناپاکی کا حکم نہیں دیتی۔ لہذا ایسی صورت میں بغیر پاک کیے دھو سکتے ہیں۔

مسئلہ: نماز کے علاوہ اگر کوئی باوضو حالت میں قہقہہ لگائے تو کیا اس کا وضو ٹوٹ جائے گا؟

الجواب: اس طرح وضو نہیں ٹوٹتا، البتہ اگر رکوع و سجود والی نماز میں قہقہہ لگا دیا تب وضو بھی ٹوٹ جائے گا اور نماز بھی ٹوٹ جائے گی۔

مسئلہ: قرآن پر جزدان نہ ہو تو کیا بے وضو حالت میں اسے اپنے دوپٹہ سے پکڑ سکتے ہیں؟

الجواب: اگر دوپٹہ کا ایک حصہ آپ کے جسم پر ہو اور دوسرا حصہ سے قرآن پکڑنا

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

چاہیں تو نہیں پکڑ سکتے کیونکہ وہ دوپٹہ آپ کے تابع ہے اور اس طرح قرآن پکڑنا اپنے ہاتھ سے ہی پکڑنا کہلائے گا، اور بے وضو حالت میں قرآن کو بغیر جزدان کے چھونا منع ہے لہذا اس طرح تو منع ہوگا۔ البتہ اس طرح کیا جا سکتا ہے کہ دوپٹہ کا ایک حصہ آپ جسم سے الگ کر دیں اور دوسرے حصے سے پکڑیں تو اب یہ دوپٹہ آپ کے تابع نہیں رہا لہذا اس طرح پکڑا جا سکتا ہے۔

مسئلہ: کھانے کی ایسی چیز جو پاؤڈر فارم میں ہو اس میں کوئی جانور گر کر مر جائے، تو اس چیز کو استعمال کرنے کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟

الجواب: جتنے حصے میں وہ جانور پڑا ہے اتنا حصہ نکال دیں، باقی سب پاک ہے اور اسے استعمال کر سکتے ہیں۔

مسئلہ: باتھ روم میں کپڑے بدلتے ہوئے کپڑے ہاتھ سے چھوٹ کر باتھ روم کے فرش پر گر جائیں تو کیا وہ کپڑے ناپاک ہو جائیں گے؟

الجواب: اگر باتھ روم کے فرش پر نجاست پڑی ہے اور وہ کپڑوں پر لگ جاتی ہے تب تو کپڑے ناپاک ہو جائیں گے اور اگر فرش پر آپ کو کہیں نجاست نظر نہیں آ رہی یا آپ کو فرش کے ناپاک ہونے کا یقین نہیں ہے تو بھی کپڑے ناپاک نہیں ہوں گے۔

مسئلہ: کسی کے ہاتھ سے معاذ اللہ قرآن پاک گر جائے اور ہم گھبراہٹ میں بے وضو اسے اٹھا لیں تو کیا گناہ گار ہوں گے؟

الجواب: ویسے تو قرآن کو بے وضو نہیں چھونا چاہیے، لیکن اگر بے ادبی سے

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

بچانے کے لیے یہ عمل کیا تو کوئی گناہ نہیں۔

مسئلہ: پانی پیتے پیتے پھندہ لگ جائے اور پانی حلق سے واپس آجائے تو کیا وضوٹوٹ جائے گا؟

الجواب: اس سے وضو نہیں ٹوٹے گا۔ وضو اس صورت میں ٹوٹے گا جب معدہ میں جا کر واپس آئے۔

مسئلہ: چھالا نوچا یا پھوڑ لیا اور اس میں سے پیپ یا پانی نکلا، کیا وضوٹوٹ جائے گا؟

الجواب: اگر اتنا نکلا جس میں بہنے کی صلاحیت تھی تو وضوٹوٹ جائے گا، اور اگر صرف چمکا، بہا نہیں تو وضو نہیں ٹوٹے گا۔

مسئلہ: اگر ہاتھ یا ٹانگ پر پلاسٹر چڑھا ہو تو وضو و غسل کا کیا حکم ہوگا؟

الجواب: اس حصہ پر مسح کر لیا جائے اور باقی جسم پر پانی بہا لیا جائے تو وضو و غسل ہو جائے گا۔

مسئلہ: اگر نیل پالش لگی ہوئی ہو اور اس کو ہٹائے بغیر غسل کر لیا جائے، تو کیا نیل پالش ہٹا کر دوبارہ غسل کرنا ہوگا؟

الجواب: دوبارہ غسل کرنے کی ضرورت نہیں، بس نیل پالش ہٹا کر ناخن دھولیں تو غسل مکمل ہو جائے گا۔

مسئلہ: قرآنی آیات کے طغرے جو فریم شدہ ہوتے ہیں کیا ان کو بے وضو صاف کر سکتے ہیں؟

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

الجواب: قرآنی آیات کے طغرے پر جو شیشہ لگا ہوتا ہے اس کو طغرے سے الگ نہیں کیا جاسکتا لہذا وہ شیشہ بھی قرآن ہی کے حکم میں ہوگا، اس کو بے وضو براہ راست ہاتھ نہیں لگا سکتے، البتہ شیشہ کو کپڑے سے صاف کیا جائے تو بے وضو بھی صاف کر سکتے ہیں۔

احکامِ نماز

مسئلہ: کیا فجر یا عصر کے فرائض سے پہلے نوافل پڑھے جاسکتے ہیں؟

الجواب: عصر سے پہلے تو پڑھے جاسکتے ہیں، البتہ فجر کے فرائض سے پہلے یا بعد میں کوئی نوافل نہیں پڑھ سکتے کیونکہ فجر کا وقت شروع ہو جائے تو سوائے سنت فجر کے کوئی اور نوافل پڑھنا مکروہ ہے، اور فرائض کے بعد بھی نوافل پڑھنے کی اجازت نہیں۔

مسئلہ: وقتِ ظہر باقی نہ رہا تھا لیکن یہ گمان کیا کہ وقت باقی ہے اور نماز پڑھ لی، تو کیا یہ نماز ہو جائے گی یا دوبارہ پڑھنی ہوگی؟ بعد میں معلوم ہوا کہ وقت نہیں رہا؟

الجواب: یہ نماز قضاء ہی ادا ہوگی یعنی اس کو دوبارہ پڑھنا ضروری نہیں، کیونکہ فقہاء کرام رحمہم اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ ادا کو قضاء کی نیت سے یا قضا کو ادا کی نیت سے پڑھا جائے تب بھی نماز ہو جائے گی، یہ حکم فجر کے علاوہ چار نمازوں کا ہے، فجر میں اگر یہ معاملہ ہوا تو نماز نہیں ہوگی دوبارہ پڑھنی ہوگی۔

مسئلہ: یاد نہیں کہ خود پڑھ کر یا سن کر کتنے سجدہ تلاوت واجب ہوئے، تو اب

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

کیا کرنا ہوگا؟

الجواب: اس میں غالب گمان سے اندازہ کرلیں، اور اگر غالب گمان بھی نہیں تو جتنے چاہیں کرلیں، مسلمان کے سجدہ سے اللہ تعالی خوش ہوتا ہے اور شیطان ناراض۔لہذا زیادہ سے زیادہ سجدے کرکے اللہ تعالی کو خوش کریں اور شیطان کو ناراض۔

مسئلہ: چکن کی ایسی چادر اوڑھ کرکہ جس میں چھوٹے چھوٹے بہت سارے سوراخ ہوں، نماز پڑھنا کیا جائز ہے؟

الجواب: اگر کسی چادر میں سوراخ ہوں اور ان سے جسم کا وہ حصہ نظر آتا ہے جسے چھپانا چاہیے اور اتنے سوراخ ہیں کہ سب کو جمع کیا جائے تو جسم کے سب سے چھوٹے عضو کے چوتھائی حصہ کے برابر ہوجائے تو نماز نہیں ہوگی۔

مسئلہ: اگر مسجد گھر سے بہت قریب ہو اور جمعہ کے خطبہ کی آواز گھر میں آرہی ہو تو کیا خاموشی سے خطبہ سننا واجب ہے یا صرف مسجد میں بیٹھے ہوئے لوگوں پر ہی خطبہ سننا واجب ہے؟

الجواب: گھر پر بیٹھے ہوئے لوگوں کو خطبہ سننا واجب نہیں، لیکن اگر خطبہ کا احترام کریں تو اچھا ہے۔

مسئلہ: اگر کوئی سجدہ میں جائے اور ایک ہاتھ اٹھا کر کہیں کھجانا شروع کردے اور اسی طرح سجدہ مکمل کرلے تو کیا اس کی نماز ہوجائے گی؟

الجواب: سات ہڈیوں پر سجدہ کرنا سنت ہے، جن میں دونوں ہتھیلیاں بھی شامل

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

ہیں لیکن فقہاء کرام رحمہم اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ سجدہ میں پیشانی اور دونوں پاؤں لگانا ضروری ہیں، لہذا اگر ایک ہاتھ کسی نے حالتِ سجدہ میں زمین پر نہ رکھا تب بھی اس کا سجدہ ہو جائے گا۔

مسئلہ: میں نماز پڑھ رہی تھی تو میرے سامنے بچہ آ کے بیٹھ گیا، جس کی وجہ سے مجھے سجدہ کی جگہ نہ ملی تو میں نے دو تین قدم پیچھے ہٹ کر سجدہ کیا تو کیا اس طرح میری نماز ہو گئی؟

الجواب: اگر ایک دو قدم لیے تو نماز ہو جائے گی اور اگر زیادہ قدم لئے تو نماز فاسد ہو جائے گی کیونکہ فقہ حنفی کی رو سے دورانِ نماز تین قدم چلنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔

مسئلہ: دوران نماز اگر پیریڈز شروع ہو جائیں، تو کیا بعد میں اس نماز کی قضاء پڑھنی ہو گی؟

الجواب: نہیں یہ نماز معاف ہو جائے گی۔

مسئلہ: میں نے ایک کتاب میں یہ مسئلہ پڑھا تھا کہ سفر مدینہ طیبہ میں بعض اوقات قافلہ نہ ٹھہرنے کے باعث ظہر وعصر کی نماز ملا کر پڑھیں گے، تو کیا یہ درست ہے؟

الجواب: علماء کرام رحمہم اللہ تعالی نے بیان کیا کہ قافلہ نہ ٹھہرنے کی مجبوری کے تحت یہ مسئلہ ہے کہ اگر آپ نے ظہر کے وقت سے پہلے سفر شروع کیا اور آپ کو یقین ہے کہ ظہر کے وقت میں بس نہیں رو کے گا تو آپ اسی وقت یہ نیت کر لیں کہ

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

آپ عصر کی نماز کے ساتھ ظہر پڑھیں گے۔ اسی طرح اگر ظہر کے وقت میں سفر شروع کیا اور آپ کو معلوم ہے کہ عصر میں نہیں روکے گا تو ظہر کے ساتھ ہی عصر پڑھ لیں۔تو اس طرح یہ دونوں نمازیں شرعا درست ہوں گی اور آپ بری الذمہ ہوجائیں گےاور یہی حکم مغرب وعشاء کا ہے۔

مسئلہ: اگر کسی کو غسل کی حاجت ہے لیکن اگر غسل کرتا ہے تو فجر کی نماز قضاء ہونے کا ڈر ہے،تو اب کیا کرنا چاہیے؟

الجواب: ایسی صورت میں تیمّم کر کے نماز پڑھ لے اور بعد میں غسل کر کے نماز کا اعادہ کرے۔

مسئلہ: نماز میں سجدۂ سہو واجب ہو گیا لیکن کرنا بھول گئے اور سلام پھیر دیا ،اچانک یاد آ گیا اور ابھی نہ کسی سے بات کی اور نہ جائے نماز سے اٹھے،فوراً ہی سجدۂ سہو کرلیا،کیااس طرح نماز صحیح ہوجائے گی یااس نماز کو لوٹانا ہوگا؟

الجواب: اس طرح نماز صحیح ہوجائے گی،لوٹانے کی حاجت نہیں۔

مسئلہ: فجر کے فرائض پڑھتے ہوئے غلطی سے تیسری رکعت کے لیے،ظہر پڑھتے ہوئے پانچویں رکعت کیلیے یا مغرب پڑھتے ہوئے چوتھی رکعت کے لیے کھڑے ہو گئے اور رکعت پڑھنا شروع کردی،اچانک یاد آ گیا تو کیا واپس بیٹھ کر نماز ختم کر سکتے ہیں؟

الجواب: جب تک اگلی رکعت کا سجدہ نہ کیا ہو واپس پلٹ کر سجدہ سہو کریں اور نماز ختم کر دیں۔لیکن ظہر اور مغرب میں اگر اگلی رکعت کا سجدہ کر لیا تو اب

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

دونوں میں ایک رکعت مزید ملاکر ظہر میں چار فرض اور دو نفل جبکہ مغرب میں تین فرض اور دو نفل کرلیں اور سجدۂ سہو کر کے نماز ختم کردیں، لیکن فجر میں ایسا نہیں کریں گے، کیونکہ فجر کے بعد نفل پڑھنے کی اجازت نہیں۔

مسئلہ: اگر ٹی وی پر live آیت سجدہ سنی تو کیا سجدۂ تلاوت واجب ہوگا؟

الجواب: live آیت سجدہ سننے سے سجدۂ تلاوت واجب ہوجاتا ہے۔

مسئلہ: نماز پوری پڑھنی تھی، لاعلمی میں قصر پڑھ لی اب لوٹانی ہوگی یا نہیں؟

الجواب: ضرور لوٹانی ہوگی کیونکہ نماز ہوئی ہی نہیں۔

مسئلہ: کیا قضاء نمازیں بیٹھ کر پڑھی جاسکتی ہے؟

الجواب: نہیں کیونکہ قضاء نمازوں میں فرض اور وتر پڑھے جاتے ہیں اور فرائض اور واجب میں قیام فرض ہے۔لہذا یہ نمازیں بغیر شرعی عذر کے بیٹھ کر نہیں پڑھی جاسکتیں۔

مسئلہ: دوران نماز سجدہ میں قرآن میں آئی ہوئی کوئی دعا پڑھنے سے کیا نماز فاسد ہوجاتی ہے؟

الجواب: نماز میں قیام کے علاوہ کہیں بھی قرآن پڑھنے کی اجازت نہیں، البتہ اس سے نماز فاسد نہیں ہوگی، اگر سجدہ میں قرآنی دعا کو بنیت دعا پڑھا جائے تو اس میں حرج نہیں۔

مسئلہ: وہ کپڑے جو میلے ہوں لیکن پاک ہوں، کیا وہ پہن کر نماز پڑھ سکتے ہیں؟ جبکہ دوسرے کپڑے بھی موجود ہوں، کیا اس طرح کے کپڑوں میں پڑھی

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

ہوئی نماز واجب الاعادہ ہے؟

الجواب: اس طرح نماز ہو جائے گی، دہرانا واجب نہیں لیکن صاف کپڑے پہن لینا اچھا ہے۔

مسئلہ: دوران نماز غلطی سے رکوع میں سجدہ کی تسبیح یا سجدہ میں رکوع کی تسبیح پڑھ دی جائے تو کیا سجدۂ سہو واجب ہوگا؟

الجواب: اس سے سجدۂ سہو واجب نہیں ہوتا۔

مسئلہ: دوران نماز سر کے ہلکے سے اشارے سے بغیر زبان ہلائے کسی کو کسی بات کا جواب دیا جائے تو کیا نماز فاسد ہو جاتی ہے؟

الجواب: اس سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔

مسئلہ: نماز کا وقت بہت تنگ تھا لیکن نیت باندھ کر نماز شروع کر دی، اور دوران نماز دوسری نماز کا وقت شروع ہو گیا، تو کیا یہ نماز ہو جائے گی۔

الجواب: فجر کی نماز پڑھتے ہوئے اگر وقت ختم ہو جائے تو نماز نہیں ہوگی لیکن بقیہ چار نمازوں کا حکم یہ ہے کہ اگر تکبیر تحریمہ وقت کے اندر کہہ لی اور پھر دوسری نماز کا وقت شروع ہو گیا تو نماز ہو جائے گی۔

مسئلہ: ایک شخص عالم ہے لیکن حافظ نہیں، جبکہ دوسرا شخص حافظ قرآن ہے لیکن عالم نہیں، دونوں میں سے امامت کا زیادہ حقدار کون ہوگا؟

الجواب: علم کی فضیلت حفظ قرآن سے زیادہ ہے کیونکہ ضروریات دین علم کا حاصل کرنا فرض عین ہے جبکہ پورا قرآن حفظ کرنا فرض کفایہ، لہذا امامت کا

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

زیادہ حقدار عالم ہوگا۔

مسئلہ: حدیث شریف ہے کہ میری امت کے لیے تمام زمین مسجد کردی گئی ،اس حدیث کو پیش نظر رکھ کر اگر کوئی یہ کہے کہ ہم تو مندر، گرجا میں ہر جگہ نماز پڑھ سکتے ہیں، ہماری نماز ہو جائے گی تو کیا اس کا یہ کہنا درست ہے؟

الجواب: جہاں شعار کفر مثلاً بت وغیرہ ہوں ان کے سامنے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے،لہذا ایسے مقام پر نماز پڑھنے سے فرض ذمے سے اتر جائے گا مگر ایسا شخص کراہت تحریمہ کی وجہ سے گناہ گار ہوگا۔

مسئلہ: ظہر کا وقت ختم ہونے میں چند منٹ رہ گئے ہوں تو کیا اس وقت میں نماز پڑھ سکتے ہیں یا قضاء کر کے پڑھیں؟

الجواب: اس نماز کو ہرگز قضاء نہیں کریں گے، بلکہ اگر اتنا کم وقت رہ گیا ہے کہ صرف تکبیر تحریمہ ہی وقت ظہر میں ہو سکے اور پھر وقت عصر شروع ہو جائے تب بھی یہ نماز ہو جائے گی، مگر بلا ضرورت اتنی تاخیر کرنا درست نہیں۔

مسئلہ: مرد حضرات تکبیر تحریمہ کہتے ہوئے کان کی لو کو ہاتھ لگائیں یا صرف کان کے قریب کرلیں؟

الجواب: اس بارے میں مختلف روایات ہیں، افضل یہ ہے کہ کان کی لو کو ہاتھ لگائیں۔

مسئلہ: معلّمہ نے آیت سجدہ کو توڑ توڑ کر پڑھایا، تو کیا سجدہ تلاوت واجب ہوگا؟

الجواب: اگر اس طرح آیت کو توڑ توڑ کر پڑھا کہ پورا ایک کلام نہیں بنا تو سجدہ

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

واجب نہیں ہوگا۔

مسئلہ: خواتین کو فجر کی نماز اول وقت میں پڑھنے کا حکم ہے،لیکن کیا بچوں کو اسکول بھیجنے کے بعد آخر وقت میں پڑھ سکتی ہیں؟

الجواب: خواتین کے لئے ایسا کرنا مستحب ہے یعنی کریں تو ثواب اور نہ کریں تو گناہ نہیں،لہذا اگر اول وقت میں پڑھنے کا موقع مل جائے تو ضرور پڑھیں ثواب ملے گا ورنہ کسی عذر کے باعث یا بلا عذر بھی آخر وقت میں پڑھ سکتی ہیں ،نماز ہوجائے گی اور گناہ بھی نہیں ہوگا۔مگر اتنا کم وقت نہ ہو کہ نماز ٹھیک طریقے سے ادا نہ کی جاسکے۔

مسئلہ: وتر کی تیسری رکعت میں دعائے قنوت پڑھنا بھول کر رکوع کے لیے تکبیر کہی ،لیکن رکوع کرنے سے پہلے یاد آگیا کہ دعائے قنوت نہیں پڑھی ،اب کیا رکوع میں چلے جائیں اور آخر میں سجدۂ سہو کرلیں ،یا دوبارہ ہاتھ باندھ کر دعائے قنوت پڑھیں؟

الجواب: اگر یاد آنے کے باوجود رکوع میں چلے گئے اور دعائے قنوت نہ پڑھی تو گناہ گار ہوں گے ،مگر نماز ہوجائے گی جبکہ آخر میں سجدۂ سہو کرلیا ہو۔اور رکوع سے پہلے یاد آجائے تو ہاتھ باندھ کر دعائے قنوت پڑھیں اس کے بعد رکوع کریں ؟

مسئلہ: حرم شریف میں بعض خواتین ڈھیٹ بن کر مردوں کی صفوں میں کھڑی ہوجاتی ہیں اور سمجھانے کے باوجود نہیں جاتیں،تو کیا اس صورت میں بھی عورت

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

کے ارد گرد کے ان چار مردوں کی نماز چلی جائے گی جن کا عورت کے ارد گرد کھڑے ہونے میں کوئی قصور نہیں، کیونکہ وہ پہلے سے کھڑے تھے عورت بعد میں آ کے کھڑی ہوگئی؟

الجواب: اس صورت میں بھی مردوں کی نماز چلی جائے گی اگرچہ وہ گناہ گار نہیں ہوں گے اور وبال عورت کے سر ہی ہوگا، مگر مردوں کو نماز از سر نو پڑھنا ہوگی۔

مسئلہ: کیا آیت سجدہ کا ترجمہ پڑھنے سے بھی سجدۂ تلاوت واجب ہوتا ہے؟

الجواب: جی ہاں آیت سجدہ کا ترجمہ پڑھنے سے بھی سجدہ تلاوت واجب ہو جاتا ہے۔

مسئلہ: کوئی امام کی اقتداء میں نماز پڑھ رہا تھا ابھی اس نے پہلے قعدہ میں التحیات آدھی ہی پڑھی تھی، کہ امام صاحب تیسری رکعت کے لیے کھڑے ہو گئے اب کیا مقتدی پوری التحیات پڑھے یا پھر امام کی اقتداء میں کھڑا ہو جائے؟

الجواب: کیونکہ التحیات پڑھنا واجب ہے لہذا یہ پوری التحیات پڑھ کر ہی تیسری رکعت کے لیے کھڑا ہو۔

مسئلہ: بعض لوگ مسجد میں اس طرح کرتے ہیں کہ دوران نماز قریب البلوغ بچے کو صف میں سے ہٹا کر خود ان کی جگہ نماز پڑھنے کھڑے ہو جاتے ہیں، تو کیا اس طرح ان بچوں کی نماز ٹوٹ جاتی ہے؟

الجواب: جی ہاں اس طرح ان بچوں کی نماز ٹوٹ جاتی ہے اور گناہ ان لوگوں پر ہوتا ہے جو انہیں پیچھے کر دیتے ہیں۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

مسئلہ: چار رکعت والی نماز میں دوسری رکعت میں قعدہ کرنا بھول گئے اور تیسری رکعت کے لیے کھڑے ہوگئے اب کیا واپس بیٹھ کر التحیات پڑھیں یا آخر میں سجدہ سہو کریں؟

الجواب: اگر تیسری رکعت کے لیے کھڑے ہونے لگے ، ابھی پوری طرح کھڑے نہ ہوئے تھے، بیٹھنے کے قریب تھے،تو واپس بیٹھ کر التحیات پڑھیں اور اگر کھڑے ہونے کے قریب ہوگئے تھے تو کھڑے ہوجائیں اور آخر میں سجدۂ سہو کرلیں۔

مسئلہ: اگر کوئی انفرادی نماز پڑھتے ہوئے جہر سے تکبیرات انتقال پڑھ دے، تو کیا سجدہ سہو کرنا ہوگا؟

الجواب: تکبیرات انتقال ان تکبیروں کو کہتے ہیں جو ایک رکن سے دوسرے رکن میں جانے کے لیے کہی جاتی ہیں، ان میں سنت یہی ہے کہ سری نماز میں دل میں ہی پڑھی جائیں لیکن اگر جہر سے یہ تکبیرات کہہ دیں تو سجدہ سہو واجب نہیں ہوتا۔

مسئلہ: اگر کوئی عورت حالت جنابت میں آیت سجدۂ سنے تو کیا اس پر سجدۂ تلاوت واجب ہوجائے گا؟

الجواب: جی ہاں اس صورت میں بھی سجدہ تلاوت واجب ہوجائے گا اور پاک صاف ہوکر سجدہ تلاوت ادا کرنا ہوگا۔

مسئلہ: اگر انفرادی نماز پڑھتے ہوئے مرد پیچھے نماز پڑھ رہا ہو اور عورت آگے نماز پڑھے تو کیا مرد کی نماز پر کوئی فرق پڑے گا؟

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

الجواب: جماعت میں اگر عورت آگے اور مرد پیچھے ہو تو مرد کی نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ لیکن انفرادی نماز میں یہ حکم نہیں ہوگا، دونوں کی نماز ہو جائے گی لیکن یہ پسندیدہ نہیں ہے، علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں احتیاط کرنی چاہیے۔

مسئلہ: چولہے پر دودھ چڑھایا اور بھول گئے، نماز شروع کردی، اور دوران نماز یاد آیا تو کیا نماز توڑ سکتے ہیں؟

الجواب: اگر یقین ہے کہ میرا نقصان ہو جائے گا تو اس صورت میں نماز توڑ سکتے ہیں۔

مسئلہ: حرمین طیبین میں عصر کا وقت فقہ حنفی سے پہلے شروع ہو جاتا ہے، تو کیا وہ لوگ جو حنفی مذہب سے تعلق رکھتے ہیں اس وقت عصر کی نماز پڑھ سکتے ہیں یا پھر اپنے وقت کے مطابق پڑھیں؟

الجواب: فقہ حنبلی میں فقہ حنفی سے پہلے وقت عصر شروع ہو جاتا ہے اور جو لوگ حج وعمرہ وغیرہ کرنے جاتے ہیں اور حنفی مذہب سے تعلق رکھتے ہیں وہ عصر کی نماز حنبلی وقت کے مطابق پڑھ سکتے ہیں کیونکہ ہمارے مذہب میں یہ قول بھی مفتی بہ ہے۔

مسئلہ: اگر کوئی حج وعمرہ پر گیا ہو اور فقہ حنفی سے اس کا تعلق ہو حرمین طیبین میں وقت عصر شروع ہو جائے اور اس نے نماز ظہر ادا نہ کی ہو، تو کیا وہ ظہر کی نماز فقہ شافعی کے مطابق عصر کے وقت میں ادا کر سکتا ہے؟

الجواب: اگر ظہرادانہیں کی تو شافعی وقت کے مطابق عصر کے وقت میں وہ اپنی ظہر کی نماز پڑھ سکتا ہے، اور پھر جب فقہ حنفی کے مطابق وقت عصر شروع ہو تو وہ

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

عصر کی نماز پڑھ لے۔

مسئلہ: ہم مدینہ شریف سے مکہ معظّمہ جا رہے تھے، تو راستے میں قافلہ جہاں ٹھہرا وہاں واش روم تو تھے لیکن ان میں پانی کی نہایت ہلکی دھار آ رہی تھی، جن سے وضو کے چار فرائض کا پورا کرنا بھی دشوار تھا، تو کیا ایسی صورت میں اگر تیمّم کر کے نماز پڑھ لی تو ادا ہو جائے گی؟

الجواب: اگر وہاں کوئی مکان وغیرہ نہیں تھا جہاں سے پانی حاصل کیا جا سکتا یا دور دور تک پانی کا کوئی امکان نہیں تھا، ایسی صورت میں تیمّم کر کے پڑھی گئی نماز ہو گئی، اور اگر یہ شرائط نہ پائی گئیں لیکن پھر بھی تیمّم کر کے نماز پڑھی، تو ادا نہ ہوئی۔

مسئلہ: نماز قصر پڑھنی تھی، غلطی سے چار رکعت کی نیت باندھ لی، دوران نماز یاد آ گیا تو قصر کر کے پڑھ لیں کیا یہ نماز ہو جائے گی؟

الجواب: نہیں: اس نماز کو بیچ سے قصر کر کے نہیں پڑھا جا سکتا، نیت توڑ کر دوبارہ دو رکعت کی نیت باندھیں پھر نماز پڑھیں۔

مسئلہ: کیا خواتین امام کی اقتداء میں اس طرح نماز پڑھ سکتی ہیں کہ وہ الگ کمرے میں ہوں اور امام الگ کمرے میں؟

الجواب: اگر وہ کمرہ امام کے کمرے سے متصل ہے اور امام کے انتقالات ان سے پوشیدہ نہیں ہیں، تو پڑھ سکتی ہیں ورنہ جائز نہیں۔

مسئلہ: وتر کی رکعت میں غلطی سے الحمد شریف کی جگہ التحیات اور التحیات کی جگہ الحمد شریف بھولے سے پڑھ دی، لیکن آخر میں سجدۂ سہو کر لیا، کیا نماز صحیح ہو جائے

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

گی؟

الجواب: اگر سجدہ سہو کرلیا تو کراہت زائل ہو جائے گی اور نماز صحیح ہو جائے گی۔ نماز دہرانے کی ضرورت نہیں ہوگی۔

مسئلہ: کیا بغیر سلام پھیرے سجدۂ سہو کر سکتے ہیں؟

الجواب: نماز میں جو کمی رہ جاتی ہے اس کے لیے آخر میں ایک سلام پھیرنے کے بعد دو سجدے کیئے جاتے ہیں، اس کو سجدہ سہو کہتے ہیں اور سنت کریمہ یہی ہے کہ سلام پھیر کر ہی سجدے کیئے جائیں اور سلام اس لیے پھیرا جاتا ہے تاکہ یہ ظاہر ہو جائے کہ یہ دو سجدے نماز کا حصہ نہیں ہیں، بلکہ جو کمی نماز میں رہ گئی اس کو پورا کرنے کے لیے یہ دو سجدے کیئے گئے ہیں۔لہذا اسی طرح کرنے چاہئیں۔

مسئلہ: دوران نماز اتنی آواز سے ہنس پڑے کہ آس پاس والوں کو بھی آواز چلی گئی، تو کیا نماز ٹوٹ جائے گی؟

الجواب: جی ہاں اس طرح نہ صرف نماز ٹوٹ جائے گی بلکہ وضو بھی ٹوٹ جائے گا، کیونکہ اتنی آواز میں ہنسنا کہ دوسروں کو آواز چلی جائے قہقہہ کی تعریف میں داخل ہے۔دوبارہ وضو کر کرے نئے سرے سے نماز پڑھیں۔

مسئلہ: اگر تکبیرات انتقال میں سے کوئی تکبیر کہنا (دوران نماز) بھول گئے، تو کیا نماز پر کوئی فرق پڑے گا؟

الجواب: دوران نماز جو تکبیر ایک رکن سے دوسرے رکن میں جانے کے لیے کہی جاتی ہے، انہیں تکبیرات انتقال کہا جاتا ہے اگر ان تکبیرات میں سے کوئی تکبیر کہنا

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

بھول گئے تو نماز پر کوئی فرق نہیں پڑے گا، نماز ہو جائے گی، البتہ اگر تکبیر تحریمہ نہیں کہی تو نماز شروع ہی نہیں ہوگی۔

مسئلہ: اگر کسی رکن میں بھولے سے ۳ دفعہ عمل قلیل کرلیا جائے، اور نماز کے بعد یاد آئے تو کیا نماز ہو جائے گی یا دوبارہ پڑھنی ہوگی؟

الجواب: دوران نماز کسی رکن میں ۳ دفعہ عمل قلیل کرنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے، چاہے یہ عمل بھول کے کیا ہو یا جان بوجھ کر۔ لہذا یہ نماز فاسد ہوگئی اور اب اس نماز کو دوبارہ پڑھنا ہوگا۔

مسئلہ: پاک و ناپاک کپڑے لاعلمی میں ساتھ دھل گئے، اور ان کپڑوں میں نماز بھی ادا کرلی، بعد میں پتہ چلا کہ کوئی کپڑا ناپاک پاک کپڑوں میں دھل گیا، جس سے سارے کپڑے ناپاک ہو گئے تھے۔ اب جو نماز پہلے ادا کرلی تھی کیا وہ نماز ادا ہوگئی؟

الجواب: جب معلوم ہوگیا کہ ناپاک کپڑا پاک کپڑوں میں شامل ہوگیا اور آخر میں انہیں شرعی طریقے سے پاک بھی نہیں کیا گیا، تو اب سارے کپڑے ناپاک کپڑوں کے حکم میں ہوں گے، اور جو نماز پڑھ لی تھی وہ ادا نہ ہوئی دوبارہ پڑھنی ہوگی۔

مسئلہ: مغرب کی ۳ رکعت نماز کی نیت باندھی لیکن دوران نماز بھول گئے اور چار پڑھ لیں کیا مغرب کی نماز ہوگئی؟

الجواب: نہیں اس طرح مغرب کی نماز نہیں ہوگی، اس نماز کو دوبارہ پڑھنا ہوگا۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

مسئلہ: نماز کے آخری قعدہ میں بھولے سے التحیات پڑھ کر سلام پھیر دیا، درود پاک پڑھنا بھول گئے تھے تو کیا یہ نماز واجب الاعادہ ہوگی؟

الجواب: التحیات کے بعد درود پاک اور دعا پڑھنا سنت ہے، اور جب سنت ترک ہو جائے تو ثواب میں کم ہو جاتی ہے مگر نماز ہو جاتی ہے۔ لہذا یہ نماز ہوگئی اور اس کو دوبارہ پڑھنا ضروری نہیں، ہاں اس کو دہرا لینا اچھا ہے۔

مسئلہ: قبلہ کی سمت کے دائیں بائیں 45 ڈگری کے اندر پاؤں کر کے لیٹنے کا کیا حکم ہے؟

الجواب: قبلہ کی سمت دائیں بائیں 45 ڈگری بھی قبلہ ہی ہے۔ لہذا اس کا احترام بھی قبلہ کی طرح ہی کیا جائے گا اور اس سمت میں پاؤں پھیلانے سے پرہیز کرنا چاہیے۔

مسئلہ: اگر دوران نماز مسلسل چھینکیں یا کھانسی آ رہی ہو اور 3 بار سبحان اللہ کہنے کا وقفہ گزر جائے تو کیا سجدۂ سہو واجب ہو جائے گا؟

الجواب: دوران نماز طبعی تقاضوں کے تحت اگر 3 بار سبحان اللہ کہنے کا وقفہ گزر جائے تو سجدہ سہو واجب نہیں ہوتا، اگر بلا عذر اتنا وقفہ گزر جائے تب سجدہ سہو واجب ہوگا۔

مسئلہ: اگر زخم پر پٹی باندھی اور اس پر خون ظاہر ہو گیا، اور اس پٹی کو بدلا نہیں جا سکتا تو وضو اور نماز کا کیا حکم ہوگا؟

الجواب: پورا وضو کیا جائے اور پٹی کے مقام پر مسح کر لیا جائے اور نماز اسی خون

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

آلود پٹی کے ساتھ ادا کر لی جائے، کیونکہ یہ مجبوری کی صورت ہے کہ پٹی کو تبدیل کرنے میں شدید حرج ہے ،اور شریعت نے حرج کو اٹھا دیا ہے۔

مسئلہ: اگر کوئی امام کی اقتداء میں عمل کثیر کر لے تو کیا اس کی نماز فاسد ہو جائے گی؟

الجواب: جی ہاں فاسد ہو جائے گی۔

مسئلہ: اگر مکروہ وقت میں سجدہ تلاوت کیا تو کیا ادا ہو جائے گا؟

الجواب: جی ہاں ادا ہو جائے گا مگر ایسا کرنا مکروہ تحریمی یعنی حرام سے قریب ہے۔

مسئلہ: اگر کوئی شرعی سفر پر جا رہا ہے، نماز کا وقت شروع ہو گیا لیکن سفر میں پڑھی تا کہ کم ہو جائے تو کیا نماز ہو جائے گی؟

الجواب: نماز ہو جائے گی مگر نماز سے تنگدلی کوئی اچھی بات نہیں۔

احکام روزہ

مسئلہ: حالت روزہ میں خون دینے سے کیا روزہ ٹوٹ جاتا ہے؟

الجواب: اس سے روزہ پر کوئی فرق نہیں پڑتا، البتہ خون دینے سے اگر کمزوری ہو جائے تو مکروہ ہے۔

مسئلہ: مختلف چینلز پر مغرب کی اذان کے مختلف اوقات آتے ہیں کیا کچھ منٹ کی دیر سے روزہ کھولا جا سکتا ہے؟

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

الجواب: ایک آدھ منٹ کی تاخیر سے کوئی فرق نہیں پڑتا، لیکن زیادہ تاخیر نہیں کرنی چاہیے۔

مسئلہ: رمضان میں اگر عورت صبح صادق کے بعد لیکن زوال سے پہلے پاک ہوگئی تو کیا وہ اس دن کا روزہ رکھے یا رمضان کے بعد قضاء کرے؟

الجواب: نہیں! اس دن کا روزہ وہ رمضان کے بعد قضا کرے گی۔

مسئلہ: دوران روزہ نہاتے ہوئے پانی کان میں چلا جائے تو روزہ کا کیا حکم ہو گا؟

الجواب: دوران روزہ نہاتے ہوئے پانی کان میں چلا جائے تو روزہ نہیں ٹوٹے گا۔

مسئلہ: اگر دوران اعتکاف خطاً روزہ ٹوٹ جائے تو کیا اعتکاف بھی ٹوٹ جائے گا؟

الجواب: اعتکاف کے لیے روزہ شرط ہے۔لہذا اگر روزہ ٹوٹ گیا تو اعتکاف بھی ٹوٹ جائے گا۔

مسئلہ: دوران اعتکاف روزہ کھولنے کے بعد سگریٹ نوشی کرنے سے کیا اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے؟

الجواب: اس سے اعتکاف تو نہیں ٹوٹے گا، لیکن یہ عمل مکروہ ہے۔

مسئلہ: حالت روزہ میں سوتے ہوئے معتکف کے دانتوں سے خون نکل کر حلق میں چلا گیا، اور اس کا ذائقہ بھی محسوس ہو گیا تو روزے اور اعتکاف کا حکم بیان

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

فرمادیں؟

الجواب: اس طرح معتکف کا روزہ ٹوٹ جائے گا اور وزہ ٹوٹا تو اعتکاف بھی ٹوٹ جائے گا۔

مسئلہ: عورت گھر میں معتکف تھی، گھر میں ہی کسی کی میت ہوگئی اور وہ اپنی جائے اعتکاف سے نکل گئی تو کیا اس کا اعتکاف ٹوٹ جائے گا؟

الجواب: عورت کی جائے اعتکاف بس اتنی جگہ کہلاتی ہے جس میں وہ سو بھی جائے اور وہیں عبادت وغیرہ بھی ادا کرے، اگر اس جائے اعتکاف سے عورت نکل گئی خوہ گھر میں ہی میت کے پاس جائے تو اس کا اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔

مسئلہ: اگر معتکف کا روزہ خطاً ٹوٹ جائے تو اس کا اعتکاف بھی ٹوٹ جائے گا تو کیا اس اعتکاف کی قضاء کرنی واجب ہے؟

الجواب: جی ہاں قضاء کرنی واجب ہوگی، اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ رمضان کے بعد ایک دن قضاء کی نیت سے روزہ رکھ کر اعتکاف میں بیٹھ جائے تو قضاء ادا ہو جائے گی۔

احکامِ صدقاتِ واجبہ

مسئلہ: اگر باخدا یا واللہ کہہ کر یہ کہے کہ 'میں یہ کام کروں گا' تو باخدا یا واللہ کہنے سے یہ قسم ہو جائے گی؟

الجواب: ویسے تو یہ دونوں الفاظ قسم کے ہی ہیں لیکن بعض فقہاء فرماتے ہیں کہ اگر

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

یہ دونوں الفاظ کسی کا تکیہ کلام ہیں، تب یہ یمین لغو بن جائے گی یعنی اس پر پکڑ نہیں ہوگی۔لیکن اگر تکیہ کلام نہیں بلکہ قسم کے طور پر ہی کہا تو قسم منعقد ہو جائے گی اور اس کے خلاف کرنے سے کفارہ لازم آئے گا۔

مسئلہ: اگر کسی کے پاس نصاب کے برابر رقم ہے اور وہ اسے بینک میں رکھوا دیتا ہے تو کیا اس پر زکوۃ فرض ہوگی؟ کیونکہ وہ رقم اس کی ملک تو ہے لیکن قبضہ میں نہیں ؟

الجواب: اگر آپ نے مال کسی کے پاس امانتاً یا بطور قرض دیا مثلاً بینک میں رکھوا دیا تو رکھنے والا وکیل ہے اور وکیل کا قبضہ آپ کا ہی قبضہ کہلائے گا۔لہذا اس پر زکوۃ واجب ہوگی۔

مسئلہ: کیا نابالغی کی حالت میں قسم کے الفاظ ادا کرنے سے قسم ہو جائے گی؟ اور بالغ ہونے کے بعد اس کے خلاف کرنے سے کیا قسم ٹوٹ جائے گی؟

الجواب: جب تک انسان بالغ نہیں ہوتا اس پر شرعی احکام لاگو نہیں ہوتے۔لہذا نابالغی کی حالت میں قسم کے الفاظ ادا کرنے سے قسم نہیں ہوگی، اور اس کے خلاف کرنے سے کفارہ بھی لازم نہیں ہوگا۔

مسئلہ: کسی نے کسی کے کاروبار میں 50 ہزار روپے سے شراکت کی، اب ان 50 ہزار پر زکوۃ ہوگی یا صرف منافع پر ہوگی؟

الجواب: دوکان یا کاروبار میں کچھ چیزیں ایسی بھی ہوتی ہیں جو بیچنے کے لیے نہیں ہوتیں مثلاً فرنیچر وغیرہ، یا وہ چیزیں جو بیچنے کے لیے تو نہیں ہوتیں مگر بیچنے

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

میں معاونت کرتی ہیں مثلاً درزی کی دوکان ہے تو اس کی مشینیں، قینچیاں، گز وغیرہ ،ان سب سامان کو نکال کر باقی سامان جو بیچنے کے لیے رکھا گیا ہو ان سب کی قیمت نکال لی جائے وہ قیمت اور منافع ملا کر اگر نصاب کے برابر رقم ہوگئی ہو یا یہ نصاب کے برابر نہیں مگر پہلے سے موجود نصاب کے برابر کسی رقم پر سال شروع ہو چکا ہے تو اس رقم کو اس میں ملا کر کل رقم پر زکوۃ ادا کی جائیگی۔

مسئلہ: اگر گناہ کرنے کی قسم کھائی اور پھر اسے توڑ دیا، تو کیا اب بھی قسم کا کفارہ دینا ہوگا؟

الجواب: گناہ کرنے کی قسم کو توڑنا واجب ہے لیکن اس صورت میں کفارہ واجب ہو جائے گا، کیونکہ قسم توڑ دی جائے تو کفارہ واجب ہو جاتا ہے چاہے وہ گناہ کی قسم ہی کیوں نہ ہو۔

مسئلہ: ایک صاحب نصاب شخص نے قربانی کا جانور خریدا اور عین بقر عید کے دنوں میں وہ فقیر ہو گیا تو کیا اب وہ قربانی کا جانور فروخت کر سکتا ہے یا اسے قربانی کرنی ہوگی؟

الجواب: نہیں اسے قربانی کرنی ہوگی، جانور کو بیچ نہیں سکتا، کیونکہ جیسے بقر عید کا وقت شروع ہوا اس پر قربانی واجب ہو چکی تھی۔

مسئلہ: قسم کا کفارہ کن لوگوں کو دینا چاہیے؟

الجواب: قسم کا کفارہ شرعی فقیر کو ہی دینا ہوگا یعنی جس کو زکوۃ دے سکتے ہیں، اس کو ہی قسم کا کفارہ دے سکتے ہیں۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

مسئلہ: کوئی بقر عید پر قربان کرنے کے لیے حاملہ گائے لایا پھر اس کا بچہ بھی عید سے پہلے ہی پیدا ہو گیا لیکن اس نے اس بچہ کو قربان نہ کیا اب اس بچہ کا کیا کیا جائے؟ کیا اگلے سال قربان کر سکتے ہیں؟

الجواب: شرعی حکم تو یہ ہے کہ اس بچہ کو بھی ماں کے ساتھ ہی ذبح کرنا تھا لیکن اگر نہیں کیا تو اب اگلے سال قربانی نہیں کر سکتے، اسے صدقہ کرنا ہوگا اور جتنی جلدی ہو سکے صدقہ کر دیں، اگلے سال کا انتظار نہ کریں اور کسی شرعی فقیر کو دے دیں۔

مسئلہ: کیا نابالغ کو زکوۃ دی جا سکتی ہے؟

الجواب: اگر نابالغ کے والد غنی ہیں تب تو نہیں دی جا سکتی کیونکہ نابالغ اولاد والد کے حکم میں ہوتی ہے۔ اگر والد غنی ہیں تو نابالغ کو بھی غنی تصور کیا جائے گا اور اگر والد شرعی فقیر ہیں تو نابالغ کو بھی شرعی فقیر تصور کیا جائے گا۔ لہذا اگر نابالغ کے والد شرعی فقیر ہیں تو نابالغ کو زکوۃ دی جا سکتی ہے۔

مسئلہ: منت کے الفاظ کتنی آواز سے ادا کرنا ضروری ہے؟ یعنی کتنی آواز سے کہا جائے جس سے منت واجب ہو جائے؟

الجواب: اتنی آواز سے ادا کرنا ضروری ہے کہ اپنے کان تک آواز پہنچ جائے یعنی جس طرح سری نماز پڑھی جاتی ہے کہ اس میں بھی اتنی آواز سے پڑھنا ضروری ہے کہ اپنے کان تک آواز آئے۔ اگر اس طرح بھی شرعی منت کے الفاظ ادا کئے تو منت واجب ہو جائے گی۔

مسئلہ: اگر کوئی مال سپلائی کا کام کرتا ہے تو کیا اس کی اس گاڑی پر زکوۃ بنے گی

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

جوسپلائی میں استعمال ہوتی ہے؟

الجواب: اس گاڑی پر زکوۃ نہیں۔

مسئلہ: اگر کسی نے یہ منت مانی کہ اگر کام ہوگیا تو اگلے دن کا روزہ رکھوں گا ،اب کام ہونے کے بعد اگلے دن روزہ نہ رکھا،تو کیا وہ روزہ کبھی بھی رکھا جاسکتا ہے؟

الجواب: اگر روزہ رکھنے کا دن معین کرلیا تو اسی دن روزہ رکھنا واجب ہے،اگر اسی دن روزہ نہ رکھا تو اب یہ روزہ کبھی بھی نہیں رکھا جاسکتا بلکہ اب منت کا کفارہ دیناواجب ہوگا۔البتہ اگر یہ منت مانی جاتی کہ کام ہوگیا تو ایک دن کا روزہ رکھوں گا ،کیونکہ اس منت میں دن معین نہیں کیا گیا لہذا یہ روزہ زندگی میں کبھی بھی رکھا جاسکتا ہے،منت پوری ہوجائے گی۔مگر مذکورہ بالاصورت حال میں اس منت کا کفارہ دیناپڑے گا۔

مسئلہ: کسی نے قربانی کا جانور خریداوہ چوری ہوگیا،پھراس نے دوسرا خریدلیا بعد میں پہلا جانور مل گیا تو اس شخص نے ایک کوقربانی کے لیے رکھ لیا اور دوسرے کو بیچ دیا کیا ایسا کرنا درست تھا؟

الجواب: اگر غنی نے ایسا کیا تو صحیح ہے وہ کرسکتا ہے،لیکن اگر فقیر تھا تو ایسا نہیں کرسکتا،اسے دونوں جانور قربان کرنے ہوں گے۔

احکام عمرہ وحج

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

مسئلہ: کیا مکروہ اوقات میں احرام باندھ سکتے ہیں؟

الجواب: جی ہاں باندھ سکتے ہیں لیکن نفل مکروہ اوقات کے بعد پڑھیں گے۔

مسئلہ: کیا حالت احرام میں عورت کا ہر وقت سر ڈھکنا ضروری ہے؟ مثلاً اگر عورت حج پر گئی اور رات کو سوتے ہوئے سر کا کپڑا اتار دیا تو کیا وہ گناہ گار ہو گئی؟

الجواب: ویسے تو حالت احرام میں عورت کو سر ڈھک کر رکھنا چاہیے لیکن اگر سوتے ہوئے سر کھل جائے تو یہ کوئی گناہ نہیں اور اس پر کوئی کفارہ بھی نہیں ہے۔

مسئلہ: عمرہ ادا کرنے کے بعد کیا ایک محرم دوسرے محرم کے بال کاٹ سکتا ہے؟

الجواب: اگر دونوں عمرہ کر چکے ہیں تو ایک محرم دوسرے محرم کے بال کاٹ سکتا ہے۔

مسئلہ: حالت احرام میں عام صابن جس میں تھوڑی بہت خوشبو ہو اس کا استعمال کرنا کیسا ہے؟

الجواب: عام صابن میں جو خوشبو ہوتی ہے وہ پک چکی ہوتی ہے۔ لہذا اس کو استعمال کر سکتے ہیں کیونکہ پکی ہوئی خوشبو کا استعمال حالت احرام میں جائز ہے لیکن تقوی یہی ہے کہ اس سے بچے۔

مسئلہ: کیا حاجی پر بقرعید کی قربانی واجب ہے جبکہ وہ مکہ شریف میں مقیم ہو مسافر نہ رہا ہو؟

الجواب: اگر حاجی مقیم ہو اور صاحب استطاعت بھی ہو تب اس پر بقرعید کی قربانی

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

بھی واجب ہوگی۔

مسئلہ: حالت احرام میں آنکھوں پر بازو رکھ کر سونے سے کیا کوئی کفارہ واجب ہوگا؟ کیونکہ آستین سے چہرہ کا کچھ حصہ ڈھک جاتا ہے؟

الجواب: اگر آستین سے چہرہ کا چوتھائی حصہ چھپ گیا تو صدقہ واجب ہوگا۔

مسئلہ: اگر کسی کی ملکیت میں پلاٹ ہو تو کیا اس پر حج فرض ہو جائے گا؟

الجواب: اگر پلاٹ صرف مال تجارت ہے اور اتنی رقم ایکسٹرا بھی ہے کہ اپنے پیچھے گھر والوں کو نان ونفقہ بھی دے سکے اور حج کے اخراجات بھی پورے کر سکے تب حج فرض ہو جائے گا۔ اگر پلاٹ ہے اور یہ سوچا ہے کہ اگر اچھے پیسے مل گئے تو بیچ دیں گے ورنہ گھر بنالیں گے تب حج فرض نہیں ہوگا۔

مسئلہ: ہم نے سنا ہے کہ حج سے واپس آنے کے بعد بھی حاجی کی دعا 40 دن تک قبول ہوتی ہے کیا یہ بات عمرہ کر کے آنے والے کے لیے بھی ہوتی ہے؟

الجواب: 40 دن کی روایت میرے علم میں نہیں، البتہ یہ ضرور ہے کہ حاجی سے دعا کرانی چاہیے کہ اس کی دعا مقبول ہوتی یہی مسئلہ عمرہ سے آنے والے کا بھی ہے۔

مسئلہ: حج کی سعی کیا حج سے پہلے بھی کی جاسکتی ہے یا صرف حج کے بعد ہی کر سکتے ہیں؟

الجواب: حج کی سعی حج کا احرام باندھنے کے بعد حج سے پہلے بھی کی جاسکتی ہے ،طواف زیارت کے ساتھ بھی کی جاسکتی ہے، کسی نفلی طواف کے ساتھ بھی کی جاسکتی

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

ہے اور طواف وداع کے ساتھ بھی کی جاسکتی ہے۔

مسئلہ: ایام حج میں طواف زیارت کرنے کے لیے منٰی سے مکہ جاتے ہیں تو کیا طواف کرنے بعد کچھ دیر ہوٹل میں آرام کر سکتے ہیں یا فوراً منی پہنچنا ضروری ہے؟

الجواب: اگر کچھ دیر ہوٹل میں آرام کرنے کے لیے ٹھہر گئے تو اس میں حرج نہیں لیکن افضل یہی ہے کہ جلد از جلد منی واپس پہنچ جائیں کیونکہ ایام حج میں منی میں رہنا زیادہ افضل ہے۔ بہر حال اگر تھک گئے ہیں تو کچھ دیر آرام کرنے کے لیے ٹھہر سکتے ہیں۔

مسئلہ: جب ہم نے عمرہ کا احرام باندھا تو مکروہ وقت تھا لہذا احرام کے نفل نہ پڑھے تھے لیکن بعد میں پڑھنا بھول گئے تو کیا اب پڑھنے ہوں گے؟

الجواب: نہیں! احرام کے نفل پڑھنا واجب نہیں تھا لہذا اب پڑھنا ضروری نہیں۔

مسئلہ: تسبیح کو غلطی سے خوشبو والے کپڑوں میں رکھا اور تسبیح میں خوشبو بس گئی، حالت احرام میں اس تسبیح کو استعمال کرنے پر کیا کفارہ ہوگا؟

الجواب: اگر خوشبو کم ہے کہ چھوٹ کر ہاتھ پر نہ لگی ہو تو کوئی کفارہ نہیں، لیکن استعمال کرنا مکروہ تھا۔ اور اگر خوشبو چھوٹ کر ہاتھ پر لگی تو دیکھیں گے کہ کتنی لگی اگر کم لگی تو صدقہ ہے اور اگر زیادہ لگی ہے تو دم ہوگا۔

مسئلہ: حالت احرام میں عورت نے دستانے پہنے ہوئے ہوں تو دعا کے بعد آمین کہتے ہوئے منہ پر ہاتھ پھیرے جائیں عادتاً، اور یہ کئی بار ہو یاد نہ رہے کہ احرام ہے تو کیا کوئی کفارہ ہوگا؟

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

الجواب: اس سے کوئی کفارہ واجب نہیں ہوتا کیونکہ دستانے انگلیوں کے تابع ہیں جیسے اگر کوئی اپنے دونوں ہاتھوں سے چہرہ چھپائے تو اس پر کوئی کفارہ نہیں ہوتا، اسی طرح دستانے سمیت چہرہ چھپائے تب بھی یہی حکم ہوگا۔

مسئلہ: کیا یہ کوئی حدیث مبارکہ ہے کہ ''کوئی میری مسجد میں دو رکعت نفل پڑھے گا اسے حج کا ثواب ملے گا''؟

الجواب: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو میری مسجد میں دو رکعت نفل پڑھے گا اسے عمرہ کا ثواب ملے گا''۔ حج سے متعلق یہ حدیث نہیں ہے۔

مسئلہ: کیا حرم شریف میں احرام کے بغیر موذی جانور کو مار سکتے ہیں؟

الجواب: موذی جانور کو تو احرام کی حالت میں بھی مارنا جائز ہے تو بغیر احرام کے تو بدرجہ اولیٰ جائز ہوگا۔ لہذا حرم شریف میں موذی جانور کو ہر حالت میں مارا جاسکتا ہے۔

مسئلہ: اگر طواف کی حالت میں عورت کی کلائی کا کچھ حصہ کھلا رہ جائے اور اسی حالت میں طواف کرلیا جائے تو کیا حکم ہوگا؟

الجواب: طواف کا جتنا حصہ کھلی کلائی کے ساتھ کیا، اسے کلائی ڈھک کر دہرانا ہوگا۔

مسئلہ: گرمیوں میں روزے ہوں اور عورت کمرہ میں اعتکاف میں ہو، لائٹ چلی جائے اور کمرہ میں گرمی ہو تو کیا وہ کمرہ سے باہر جاسکتی ہے؟ کیا اس سے اس کے اعتکاف پر کوئی اثر تو نہیں پڑے گا۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

الجواب: اس طرح اس کا اعتکاف فاسد ہو جائے گا، کیونکہ گرمی لگنا کوئی شرعی عذر نہیں ہے اور حالت اعتکاف میں صرف ضرورت شرعیہ اور حوائج طبعیہ کے تحت اپنی جائے اعتکاف سے نکلا جا سکتا ہے۔

مسئلہ: اگر حالت احرام میں رومال سے پسینہ صاف کیا تو کوئی کفارہ ہے؟

الجواب: اگر اس طرح پسینہ صاف کیا کہ منہ کا چوتھائی یا اس سے زائد حصہ نہ چھپا تو کوئی کفارہ نہیں اور اگر چوتھائی یا زائد حصہ رومال سے چھپ جائے تو ایک صدقہ فطر واجب ہوگا۔

احکام حیض و نفاس

مسئلہ: کیا ایام مخصوصہ کے دوران قرآن پاک کا ترجمہ پڑھا جا سکتا ہے؟ اگر پڑھنا چاہیں تو کیسے پڑھیں؟

الجواب: اس دوران زبان سے قرآن پاک کا ترجمہ بھی پڑھنا منع ہے، کیونکہ ترجمہ بھی قرآن کے حکم میں ہے۔ اور اگر پڑھنا ہی ہے تو بہتر یہ ہے کہ زبان ہلائے بغیر صرف نظروں سے پڑھیں۔

مسئلہ: عورت سوتے وقت پاک تھی، صبح اٹھی تو پیریڈز شروع ہو چکے تھے، تو اب پیریڈز کا شمار رات سے ہوگا یا صبح سے؟

الجواب: اگر فجر کے وقت میں آنکھ کھلی تو اسی وقت سے پیریڈز کا شمار ہوگا اور یہ نماز معاف ہوگی۔ لیکن اگر عشاء نہیں پڑھی تھی تو اسکی قضاء کرنی ہوگی اور اگر فجر

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

کے بعد آنکھ کھلی تو فجر کی نماز بعد میں پڑھنی ہوگی کیونکہ اب پیریڈز کا شمار فجر کے بعد سے ہی کیا جائے گا۔

مسئلہ: اگر 3 دن سے پہلے پیریڈز بند ہو جائیں تو یہ حیض نہیں استحاضہ کہلائے گا ،تو کیا نہانا ضروری ہوگا؟

الجواب: اگر 3 دن سے پہلے پیریڈز بند ہو گئے تو یہ استحاضہ کہلاتا ہے اور استحاضہ بیماری ہے ناپاکی نہیں۔ لہذا جب ناپاکی نہیں تو نہانا بھی واجب نہیں ہے۔ اور ان دنوں کی نماز قضاء کرنا بھی ضروری ہے۔

مسئلہ: پیریڈز میں گھر کی بزرگ خواتین نہانے کو منع کرتی ہیں۔ کیا اس کی کوئی شرعی حیثیت ہے؟

الجواب: شریعت میں تو کوئی ممانعت نہیں، البتہ طبعی لحاظ سے اس میں نقصان ہوسکتا ہے۔ اور صحیح طریقے سے سرکل پورا نہ ہونے کے باعث ایام دب سکتے ہیں، اس لئے بزرگ خواتین اکثر ان ایام میں نہانے کو منع کرتی ہیں۔

احکامِ تجہیز وتکفین و وراثت

مسئلہ: دوران حمل کوئی عورت اگر انتقال کر جائے تو کیا وہ شہید کہلائے گی؟

الجواب: میرے ذہن میں اس قسم کی روایت دوران حمل سے متعلق تو نہیں البتہ دردزہ (ڈلیوری کے وقت) کے بارے میں روایت ذہن میں ہے کہ کوئی عورت انتقال کر جائے تو وہ حکمی شہید ہے۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

مسئلہ: کیا رمضان المبارک میں اپنی موت کی دعا مانگنا جائز ہے؟

الجواب: ماہ رمضان المبارک ایک مبارک مہینہ ہے اور اس میں مرنے والے کے حساب وکتاب میں بھی اللہ تعالیٰ آسانی فرماتا ہے۔لہذا اس طرح یہ دعا کی جاسکتی کہ یا اللہ اگر تو مجھے موت دے تو رمضان کے مہینے میں دے۔

مسئلہ: ہم نے سنا ہے کہ مرنے والے کی فاتحہ میں کھیر نہیں پکانی چاہیے، کیونکہ اس سے اس خاندان میں اموات کا سلسلہ شروع ہوجاتا ہے۔کیا یہ بات صحیح ہے؟

الجواب: یہ بات بالکل بے سروپا بات ہے۔ ہر شخص کی موت اپنے وقت پر آتی ہے نہ ایک لمحہ پہلے نہ ایک لمحہ بعد۔اور موت کا تعلق صرف وقت سے ہے۔جیسے ہی انسان کا وقت پورا ہوجائے موت آجاتی ہے۔موت کا تعلق نہ ہی کھیر سے ہے اور نہ ہی کسی اور دنیاوی چیز سے۔

مسئلہ: اگر مرنے والے نے اپنے ترکہ میں حلال مال کے ساتھ حرام مال بھی چھوڑا ہے تو وارث کو کیا کرنا چاہیے؟

الجواب: اگر وارث کو معلوم ہے کہ حرام مال کس سے وصول کیا ہے تو اس پر واجب ہے کہ واپس کرے۔اور اگر معلوم نہیں تو نا معلوم مالک کی طرف سے صدقہ کردے۔اور اگر حرام مال حلال مال میں مل گیا اور معلوم نہیں ہورہا کہ کون سا حلال ہے اور کون سا حرام، تو تقویٰ یہی ہے کہ اس سے بچے۔

مسئلہ: اگر عورت مرجائے تو اسکا جہیز کس کی ملک ہوگا؟ کیا شوہر نان نفقہ کے عوض جہیز خود رکھ سکتا ہے؟

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

الجواب: جہیز اصل میں عورت ہی کی ملکیت ہے، اس کے مرنے پر ورثاء کا حق ہوگا۔ شوہر نان نفقہ کے عوض جہیز خود نہیں لے سکتا، کیونکہ نفقہ شرعاً اس پر واجب تھا ۔اگر اولاد ہے تو شوہر کو چوتھا حصہ عورت کے ترکہ میں سے ملے گا۔

مسئلہ: ایک مکان میں دو وارث ہیں ۔ایک وارث نے اپنا حصہ دوسرے وارث کو بیچ دیا اور کچھ رقم لے لی ،اب دوسرے وارث نے کچھ سالوں بعد مکان بیچا تو کیا اس رقم میں پہلا وارث حصہ دار ہوگا ؟

الجواب: پہلے وارث نے اپنا حصہ بیچ دیا تھا۔لہذا اب جو مکان بیچا گیا ہے اس میں یہ وارث حصہ دار نہیں ہوگا، اور اس مکان کی رقم کا صرف دوسرا وارث مالک ہوگا۔

مسئلہ: اگر کوئی شخص مرجائے اور اس پر قرض ہے جبکہ اس کا ترکہ بھی نہیں ہے کہ قرض ادا کیا جاسکے، تو ادائیگی کس طرح ہوگی؟ جبکہ قرض خواہ مطالبہ کررہے ہوں۔

الجواب: حدیث پاک کے مطابق اس شخص کے قرض کی ذمہ داری حاکم وقت پر ہوتی ہے، لیکن فی زمانہ اس حکم پر حاکم وقت تو عمل کرتا ہی نہیں۔ لہذا ہر شخص کو چاہیے کہ وہ اگر کسی سے قرض لے تو کوشش کرے کے اس کو اپنی زندگی میں ہی ادا کردے ورنہ پیچھے وبال رہ جائے گا۔

مسئلہ: اگر کوئی شخص مرگیا اور اسکے ترکہ میں ایک مکان تھا جو ایک منزلہ تھا بعد میں ورثاء نے بغیر ترکہ تقسیم کیئے اس مکان کو دو منزلہ بنالیا۔اب وراثت کی تقسیم

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

ایک منزلہ مکان کے حساب سے ہوگی یا دو منزلہ مکان کے حساب سے ہوگی؟

الجواب: وراثت کی تقسیم ایک منزلہ مکان کے حساب سے ہوگی، اور اِس وقت اس ایک منزلہ مکان کی جو قیمت ہوگی وہ ورثاء میں شرعی حکم کے مطابق تقسیم ہوگی۔

مسئلہ: مورث کے مرنے کے بعد ورثاء سے اگر کسی نے یہ کہا کہ مرنے والے نے مجھ سے کچھ رقم قرض لی تھی وہ رقم اب واپس کی جائے، جبکہ اس معاملے کا کوئی گواہ نہیں اور ورثاء کو اس کا علم بھی نہ تھا، تو اس صورت میں کیا حکم ہوگا؟

الجواب: جو دعویٰ کرتا ہے اس پر گواہ پیش کرنا واجب ہے، اگر وہ گواہ پیش نہیں کرسکتا تو اس کی بات کا کوئی اعتبار نہیں، اور ورثاء کو ایسی صورت میں قرض لوٹانا ضروری نہیں۔ ہاں اگر دل اس شخص کے سچا ہونے کی گواہی دے تو ادا کرنا بہتر ہے۔

مسئلہ: میت پر نماز روزے باقی تھے اور اس نے مرنے سے پہلے فدیہ ادا کرنے کی وصیت بھی کی تھی، لیکن ترکہ میں کچھ نہیں چھوڑا، کیا ورثاء پر میت کا فدیہ دینا واجب ہے؟

الجواب: وصیت مورث کے مال میں جاری ہوتی ہے کیونکہ مورث نے ترکہ نہیں چھوڑا، لہذا ورثاء پر واجب تو نہیں ہے لیکن اچھی بات ہے کہ اپنے مال سے ادا کردیں۔

مسئلہ: میت پر کثیر نماز اور روزے باقی تھے اور اس نے فدیہ دینے کی وصیت

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

بھی کی تھی، اب اگر اس کا پورا ترکہ ہی فدیہ میں چلا جائے تو پہلے فدیہ ادا کیا جائے گا یا ورثاء کا حق بھی اس میں شامل ہوگا؟

الجواب: وصیت تہائی مال میں جاری ہوتی ہے۔لہذا تہائی مال تک تو فدیہ نکالنا واجب ہے، البتہ فدیہ کی جو رقم باقی رہ گئی ہے اسکا حکم یہ ہوگا کہ اگر ورثاء اپنا حصہ چھوڑنے پر راضی ہیں تو پورے ترکہ سے فدیہ ادا کریں، اور اگر ورثاء مطالبہ کررہے ہیں تو باقی مال ورثاء میں شرعی حساب سے تقسیم کیا جائے گا۔

مسئلہ: اگر کوئی پردیس میں مرے اور مرنے سے پہلے یہ وصیت کردے کہ مجھے میرے ملک میں ہی دفن کرنا، تو کیا اس کی وصیت پوری کرنا واجب ہے؟

الجواب: یہ وصیت پوری کرنا واجب نہیں ہے، اگر آسانی سے اس شخص کو وطن پہنچایا جاسکے تو ٹھیک ہے ورنہ جہاں انتقال ہوا ہے وہیں دفن کردیا جائے۔

مسئلہ: میت کے اولیاء میں کون کون شامل ہے؟

الجواب: میت کے اولیاء میں میت کے والد، بیٹے، اور بھائی وغیرہ شامل ہیں۔

مسئلہ: ایک مکان کے دو وارث تھے ایک نے دوسرے سے کہا کہ مجھے رقم کی ضرورت ہے اگر ابھی مکان نہیں بیچ رہے تو مجھے میرے حصہ کی رقم دے دو، پہلے نے اسکے حصہ میں سے آدھا دے دیا، اور کہا کہ جب مکان بیچیں گے تو باقی آدھا حصہ دے دوں گا۔ کچھ عرصہ بعد پہلے وارث کا انتقال ہوگیا دوسرے نے اس کے ورثاء سے کہا کہ مکان بیچ کر میرا آدھا حصہ مجھے ادا کردو، تو ورثاء نے انکار کردیا اور کہا کہ آپ کو آپ کا حصہ مل گیا تھا، اب اس مکان میں ہمارا حصہ ہے

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

۔اس معاملے کا کیا شرعی حل ہوگا؟

الجواب: اس مکان میں پہلے کا آدھا حصہ باقی ہے لہذا دوسرے کے ورثاء پر واجب ہے کہ اسکا حصہ ادا کریں، کہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد پاک ہے کہ ''جو کسی کی میراث کاٹے گا اللہ تبارک وتعالیٰ جنت میں اسکا حصہ کاٹ دے گا ۔''

لہذا ورثاء کو چاہیئے کہ خوف خدا کریں اور اسکا حصہ ادا کریں۔

مالی معاملات کے احکامات

مسئلہ: نفلی صدقہ کس کو دینا افضل ہے؟ کیا پہلے گھر والوں کو دیا جائے یا غیر لوگوں کو دیا جائے؟

الجواب: اس میں پہلے یہ دیکھنا ہوگا کہ کون زیادہ حاجت مند ہے۔اگر اپنا قریبی زیادہ حاجت مند ہے تو اپنے کو دیا جائے،اور اگر غیر حاجتمند ہے تو غیر کو دیں،لیکن اگر دونوں ہی برابر حاجت مند ہوں تو پہلے اپنے کو دینا افضل ہے۔

مسئلہ: دو امیدواروں نے ایک جگہ انٹرویو دیا۔جس میں ایک امیدوار اس نوکری کی تمام شرائط پر پورا اترتا ہے جبکہ دوسرا میرٹ پر پورا نہیں اترتا،لیکن غالب گمان یہی ہے کہ دوسرا امیدوار رشوت یا سفارش کے زریعہ نوکری حاصل کرلے گا،تو کیا پہلا امیدوار جس کے پاس کوئی سفارش نہیں ،نوکری حاصل کرنے کے لئے رشوت دے سکتا ہے؟

الجواب: بے شک ان دونوں امیدواروں میں سے ایک امیدوار ہی میرٹ پر

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

ہونے کی وجہ سے نوکری کا صحیح حق دار ہے، لیکن وہ اس نوکری کو رشوت کے زریعے حاصل نہیں کرسکتا کیونکہ اور بہت سے امیدوار اس سے زیادہ اس نوکری کے حق دار ہوسکتے ہیں جو اس نوکری تک نہیں پہنچ سکے ہوں، البتہ اگر یہ اہل شخص سفارش کے زریعہ نوکری حاصل کرلے تو جائز ہے کہ یہ جائز کام کی سفارش ہے۔ لیکن رشوت کے زریعہ نہیں کرسکتا۔

مسئلہ: دو پارٹیاں شرط لگا کر کھیلیں تو کیا جائز ہے؟ مثلاً یہ شرط لگائی کے جو ہارے گا وہ جیتنے والی پارٹی کو کھانا کھلائے گا؟

الجواب: ایسا کرنا خالصتاً جوا ہے جس کے بارے میں قرآن پاک میں صراحۃً ممانعت آئی ہے۔ لہذا اس طرح شرط لگا کر کھیلنا ہرگز جائز نہیں ہے۔

مسئلہ: کسی نے کوئی مکان یا دوکان کرائے پر دی، اور کرایہ دار نے کچھ رقم ایڈوانس کے طور پر دی، کیا وہ رقم مالک مکان استعمال کرسکتا ہے؟

الجواب: کرایہ دار جو رقم بطور ایڈوانس دیتا ہے وہ یا تو رہن ہوتی ہے یا پھر ایڈوانس کرایہ۔ اگر یہ رقم بطور رہن دی ہے تب تو اسکا استعمال مالک کے لئے ناجائز، لیکن اگر بطور ایڈوانس کرایہ کے دی ہے تو اسکا استعمال شرعاً جائز ہے، کیونکہ اس رقم کو مالک کو اس وقت واپس کرنا ہوتا ہے جب کرایہ دار مکان یا دوکان خالی کرے گا اور ہمارے عرف میں اسے ایڈوانس ہی سمجھا جاتا ہے۔ لیکن مالک یہ دیکھ کر استعمال کرے کہ وقت پر اسکے پاس رقم ہوگی یا نہیں؟ اگر اندیشہ ہو کہ نہ ہوگی تب اس رقم کو استعمال کرنے سے گریز کرنا چاہیئے۔

پیارے گا مہ آپ کے مسائل کا حل
for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

مسئلہ: درزی کو کپڑے سینے کے لئے دیئے، اس نے غلط ناپ پر سی دیئے۔ کیا درزی سے کپڑے کی قیمت وصول کی جاسکتی ہے؟

الجواب: جی ہاں بالکل درزی سے تاوان وصول کیا جاسکتا ہے، اور درزی پر واجب ہے کہ تاوان ادا کرے۔

مسئلہ: کوئی شخص کرائے کی ٹیکسی چلاتا تھا، ملکی حالات خراب ہوئے جس میں اس کی ٹیکسی جلا دی گئی۔ کیا اب بھی مالک کو تاوان دینا پڑے گا؟

الجواب: اس شخص کے پاس ٹیکسی امانت تھی اور امانت کے بارے میں شرعی حکم یہ ہے کہ اگر امین شخص نے امانت کی پوری طرح سے حفاظت کی اور کسی قسم کی کوئی غفلت نہیں کی، اس کے باوجود امانت ضائع ہوگئی تو اس پر کسی قسم کا تاوان واجب نہیں ہوتا۔ مثلاً ٹیکسی ڈرائیور کہیں سے آ رہا تھا کہ اچانک ہنگامے میں اس کی ٹیکسی جلا دی گئی تو یہاں کوئی غفلت نہیں پائی گئی تو تاوان بھی نہیں ہوگا۔ لیکن اگر ہنگامے ہو رہے تھے اور اس نے یہ سوچ کر ٹیکسی نکالی کہ کچھ ہوا تو مالک کا نقصان ہوگا، اس صورت میں اس پر تاوان ہوگا کیونکہ اس میں اس کی غفلت پائی گئی۔

مسئلہ: ایک شخص نے بنک سے قسطوں پر گاڑی لی اور آگے دوسرے شخص کو فروخت کر دی۔ اب اس شخص سے قسط لے کر ہر ماہ بنک کو قسط جمع کروائے گا۔ کیا ایسا کرنا جائز ہے؟

الجواب: بنک سے اگر کوئی گاڑی لیتا ہے تو بنک سے اس کو یہ معاہدہ کرنا پڑتا ہے کہ وہ اس گاڑی کو بنک کی اجازت کے بغیر آگے فروخت نہیں کرسکتا۔ لہذا اگر کوئی

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

بنک کی اجازت کے بغیر گاڑی کسی تھرڈ پارٹی کو فروخت کرتا ہے تو یہ گناہ اور وعدہ خلافی ہے، اور ایسا کرنا شرعاً جائز نہیں۔

مسئلہ: دوکانداروں سے بعض لوگ بھتہ وصول کرتے ہیں اور اگر نہ دیں تو تنگ کرتے ہیں۔ یہ لینا اور دینا شرعاً کیسا ہے؟

الجواب: یہ لینا حرام ہے اور ڈاکے کے حکم میں ہے، مگر دینے والے پر اس کا گناہ نہیں کیونکہ وہ مجبور ہے۔

مسئلہ: چار ٹیمیں رقم ملا کر اس شرط پر کھیل رہی ہیں کہ جو ٹیم جیتے گی اس کو زیادہ رقم ملے گی اور جو ٹیم ہارے گی اس کو بھی کچھ رقم مل جائے گی۔ کیا یہ جوا ہے؟

الجواب: جوئے کی تعریف ہی یہی ہے کہ دو پارٹیاں رقم ملا کر کھیلیں اور جیتنے والی پارٹی دوسری پارٹی کا کل یا کچھ مال لے جائے۔ اور کیونکہ مذکورہ صورت میں یہ ہی صورت پائی جارہی ہے لہذا یہ بھی جوا ہے۔

مسئلہ: بچوں کا جیب خرچ یا عیدی وغیرہ جو بچے والدین کے پاس رکھوا دیتے ہیں، کیا والدین ان کو اپنے استعمال میں لا سکتے ہیں؟

الجواب: بچوں کا جیب خرچ اور عیدی وغیرہ بچوں کو ہی دیئے جاتے ہیں تو وہ بچوں کی ملک ہو جاتا ہے اس کو استعمال نہیں کیا جا سکتا۔ البتہ ہمارے ہاں عرف یہ ہے کہ کسی کے ہاں کوئی بچہ پیدا ہو تو اس کو کچھ رقم بطور تحفہ دیتے ہیں۔ یہ رقم عموماً والدین کے لئے ہی دی جاتی ہے یعنی یہ پیسے رسم نبھانے کے لئے دیئے جاتے ہیں۔ اس رقم کو والدین کو استعمال کرنا جائز ہے۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

متفرق احکامات

مسئلہ: یہ جملہ جو بہت مشہور ہے کہ ''احمقوں کی جنت میں رہنا'' کیا یہ جملہ بولنا صحیح ہے؟ کیونکہ اس جملہ میں جنت جیسی اعلیٰ نعمت کو احمقوں سے منسوب کر دیا گیا ہے؟

الجواب: یہ جملہ اس معنی میں بولا جاتا ہے کہ احمق اور بے وقوف لوگ ہر فکر سے آزاد اپنی ہی دنیا میں مگن رہتے ہیں۔ لہذا یہ جملہ کفر تو نہیں لیکن اس جیسے جملے کہنے سے پرہیز کرنا چاہیئے کہ اس سے ایک عام آدمی کا ذہن جنت جیسی اعلیٰ نعمت کی طرف جاتا ہے۔

مسئلہ: کیا نبی کریم ﷺ کو امّی کہنا بے ادبی ہے؟

الجواب: امی کے معنی ہیں ان پڑھ، لیکن نبی کریم ﷺ کے لئے اس لفظ کے معنی آپ ﷺ کی شان کے مطابق یہ ہوں گے کہ ایسی شخصیت جنہوں نے کسی سے تعلیم حاصل نہ کی ہو اور ان کا معلم رب کائنات عزوجل ہے۔ لہذا اس معنی کو ذہن میں رکھتے ہوئے آپ ﷺ کے لئے امّی کا لفظ استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں بلکہ یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظیم فضیلت ہے۔

مسئلہ: کیا حضور ﷺ کے نام کے ساتھ (P.B.U.H) لکھ سکتے ہیں یا صلی اللہ علیہ وسلم رومن انگلش میں لکھیں؟

الجواب: یہ مخفف ہے (Pece be upon him) کا، اور مخفف خواہ اردو زبان میں ہو یا انگلش زبان میں جائز نہیں، ہاں مکمل درود پاک لکھا جائے خواہ

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

انگلش میں ہو یا اردو میں یا رومن میں۔

مسئلہ: کیا مردوں پر بزرگوں کی حاضری ہوسکتی ہے؟

الجواب: بزرگوں کی حاضری نہ مردوں پر ہوتی ہے اور نہ عورتوں پر۔ بلکہ یہ شریر قسم کے جنات ہوتے ہیں جو بزرگوں کی شکل میں آکر پہلے انسان کو اپنے بس میں کرتے ہیں پھر ان سے گناہ کرواتے ہیں۔لہذا ایسی باتوں پر ہرگز یقین نہیں کرنا چاہیئے۔

مسئلہ: کیا سابقہ کافر کو اسکے قبول اسلام سے پہلے کی نیکیوں پر ثواب ملے گا؟

الجواب: کوئی کافر مسلمان ہوگیا تو اس کے قبول اسلام سے پہلے کی نیکیوں پر آخرت میں اسے کوئی ثواب نہیں ملے گا کیونکہ آخرت کا ثواب صرف مسلمانوں کے لئے ہے۔البتہ یہ ہوسکتا ہے کہ اس کے قبول اسلام سے پہلے کی نیکیوں پر اللہ تعالیٰ اسے دنیا میں ہی کوئی بدلہ عطا فرما دے۔

مسئلہ: قوالی میں جو حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا واقعہ بیان کیا جاتا ہے کہ جب تک انھوں نے اذان نہ دی صبح نہ ہوئی، کیا یہ صحیح ہے؟

الجواب: یہ واقعہ آج تک کسی مستند کتاب کے حوالے سے ہماری نظر سے نہیں گذرا، لہذا اسے بیان کرنے میں احتیاط کی جائے۔

مسئلہ: خدا کی لعنت صرف کفار پر ہوتی ہے یا مسلمانوں پر بھی خدا کی لعنت ہوسکتی ہے؟

الجواب: دراصل خدا کی لعنت کے حقدار تو کفار ہی ہیں لیکن بعض اعمال اتنے

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

برے ہیں کہ ان کو کرنے سے مسلمان بھی اس لعنت کے حقدار ہو جاتے ہیں، مثلاً کسی کو لعنت کرنا، یعنی کسی کو لعنت کی اگر وہ اس لعنت کا مستحق ہے تو لعنت اس کو پہنچے گی ورنہ لعنت دینے والے پر ہی لوٹے گی، سود کھانے والے پر، اس کے لکھنے والے پر، سود کھلانے والے پر، اس پر گواہ بننے والے پر اغلام بازی کرنے والے پر، وہ مرد جو عورتوں کی اور وہ عورت کو مردوں کی مشابہت کرے ان پر اللہ کی لعنت ہوتی ہے۔ان اعمال کے علاوہ اور بھی بہت سے لوگ برے اعمال کے سبب اللہ کی لعنت کے مستحق ہو جاتے ہیں۔اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو اپنی پناہ میں رکھے۔

مسئلہ: دستر خوان پر عموماً کمپنی کا نام تحریر ہوتا ہے، کیا ایسے دستر خوان کو استعمال کیا جا سکتا ہے؟

الجواب: ایسے دستر خوان پر کھانا مکروہ ہے۔

مسئلہ: ہم نے سنا ہے کہ اگر چاند بیت اللہ کے بالکل اوپر ہو تو لازمی دعا قبول ہوتی ہے، کیا یہ بات درست ہے؟

الجواب: ایسی کوئی بات نہ تو قرآن پاک سے ثابت ہے اور نہ ہی حدیث مبارک سے۔لہذا یہ بات درست نہیں اور نہ ہی ایسی غلط باتوں کو پھیلانا چاہیئے۔

مسئلہ: بعض لوگ اس بات پر سختی کرتے ہیں کہ ستر ڈھکا ہو تب بھی قبلہ کی طرف پیٹھ نہیں کرنی چاہیئے، کیا یہ صحیح ہے؟

الجواب: ستر کھلا ہونے کی صورت میں تو یہ حکم ہے لیکن ایسی کوئی روایت حدیث پاک سے ثابت نہیں کہ ستر ڈھکا ہو تب بھی قبلہ کی طرف پیٹھ نہیں کرنی چاہیئے، بلکہ

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

جب خطیب صاحب منبر پر بیٹھ کر خطبہ دیتے ہیں تو ان کی پیٹھ قبلہ کی طرف ہوتی ہے۔لہذا ایسا کرنا غلط نہیں ہے،البتہ بچوں کو سکھانے کے لئے ایسا کہا جائے کہ عام حالت میں بھی کوشش کرو کہ قبلہ رو ہو کے بیٹھو تو کر سکتے ہیں،لیکن اس کو لازم وضروری نہ سمجھا جائے اور نہ اس پر سختی کی جائے۔

مسئلہ: ہمارے پاس ایسے گلاس ہیں جن پر بیت اللہ اور گنبد خضراء کی شبیہ بنی ہوئی ہے،ان میں سے ایک گلاس ٹوٹ گیا ہے اب اس کو کہاں ڈالیں؟

الجواب: اس گلاس کو ایسی جگہ جہاں لوگوں کے قدم وغیرہ نہ پڑتے ہوں مثلاً کیاری وغیرہ میں دبا دیں تاکہ بے ادبی نہ ہو۔

مسئلہ: لفظ شیطان قرآن پاک میں آیا ہے تو کیا کہیں زمین پر پڑا دیکھیں اور قرآن میں آنے کی وجہ سے تعظیماً اٹھایا جا سکتا ہے؟

الجواب: حروف کی تعظیم کرنی چاہیئے لہذا لفظ شیطان یا اور کوئی بھی تحریر زمین پر پڑا دیکھیں تو حروف کی تعظیم کی نیت سے اٹھا لیں۔

مسئلہ: کیا یہ کوئی حدیث پاک ہے کہ کوئی اگر روزانہ " اللھم اجرنا من النار" پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس پر جہنم کی آگ کو حرام فرما دیتا ہے۔

الجواب: جی ہاں یہ روایت ہے کہ جو کوئی اس دعا کو فجر کی نماز کے بعد سات بار پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر جہنم کی آگ کو حرام فرما دیتا ہے۔

مسئلہ: حدیث پاک میں جو منافق کی تین نشانیاں بیان کی گئی ہیں کہ "جب بات کرے تو جھوٹ بولے،امانت رکھوائی جائے تو خیانت کرے اور وعدہ کرے

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

تو اس کے خلاف کرے۔ تو کیا یہ وہ منافق ہے جس کے بارے میں قرآن پاک سے ثابت ہے کہ وہ جہنم کے سب سے نچلے درجے میں ہوں گے؟

الجواب: حدیث میں بیان کی گئی علامتیں منافق اصلی کی نہیں بلکہ منافق عملی کی ہیں۔ منافق عملی وہ ہوتا ہے جو ہوتا تو مسلمان ہے لیکن عمل میں کمزور ہوتا ہے۔ اور جہنم کے سب سے نچلے درجہ میں رہنے والے منافقین ہی منافق اصلی ہیں۔ لہذا جس میں یہ علامات پائی جائے تو صرف ان علامات کی بنیاد پر اسے کافر نہیں کہا جائے گا۔

مسئلہ: دو افراد کی لڑائی ہو رہی تھی ایک نے کہا کہ خدا کرے تمہیں مرتے وقت کلمہ نصیب نہ ہو یا تم کافر ہو کر مرو کیا ایسا کہنا کفر ہے؟

الجواب: اگر کہنے والا دوسرے کے کافر ہو کر مرنے پر راضی ہے تو یہ بھی کفر ہوا یعنی کسی کے کفر پر راضی ہونا بذات خود کفر ہے۔ لہذا کہنے والے پر تجدید ایمان اور تجدید نکاح لازم ہے۔ اور یہ ارادہ نہیں یعنی کفر پر راضی نہیں بلکہ صرف غضب میں یہ بات کہہ دی تو یہ گالی ہے اور گالی دینا گناہ ہے۔

مسئلہ: جب اللہ نے شیطان کو جنت سے نکال دیا تھا تو وہ حضرت آدم علیہ السلام اور بی بی حوا رضوان اللہ علیہا کو بہکانے جنت میں کیسے پہنچا؟

الجواب: کہا جاتا ہے کہ شیطان سانپ کی شکل میں جنت کی دیوار پر چڑھا تو دوسری طرف مور موجود تھا اس نے سانپ کو اپنے منہ میں لے لیا اور جنت میں پہنچا دیا، جہاں اس نے حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوّا رضی اللہ عنہا کے دل

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

میں وسوسہ ڈالا۔

مسئلہ: ہم نے سنا ہے کہ محرم کے مہینے میں سلائی کڑھائی نہیں کرنی چاہیئے۔کیا یہ بات درست ہے؟

الجواب: یہ بات بالکل بے اصل ہے اسکا اعتبار نہیں کرنا چاہیئے۔ ہر دن سلائی کڑھائی کی جاسکتی ہے اس میں کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ: اگرکوئی خواب میں صریح کلمہ کفر بکے تو اسکے ایمان کا کیا حکم ہے؟

الجواب: اس سے اس کے ایمان پر کوئی فرق نہیں پڑے گا۔لیکن اس شخص کو چاہیئے کہ نیک اعمال کی طرف توجہ کرے۔

مسئلہ: ٹی وی پر لوگ live پروگرام میں سلام کرتے ہیں تو کیا ایسے سلام کا جواب دینا ناظرین پر واجب ہے؟

الجواب: جو بطور خاص ٹی وی دیکھنے بیٹھا ہے اس پر واجب ہے کہ جواب دے اور افضل بھی یہی ہے کہ جواب دے کہ یہ سلامتی کی دعا ہے۔

مسئلہ: کیا یہ کوئی حدیث مبارک ہے کسی نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا کہ جنت کہاں ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا دو قدم کے فاصلے پر، پہلا قدم اپنے نفس پر رکھو دوسرا قدم جنت میں؟

الجواب: میرے علم میں ایسی حدیث پاک نہیں بلکہ بزرگان دین کے اقوال اس طرح کے ہیں۔لہذا بلا تحقیق اسے حدیث نہ کہا جائے۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

مسئلہ: شرط لگانے کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

الجواب: اگر دونوں فریقین میں سے ایک نے شرط لگائی کہ تم یہ کام کرو تو میں تمہیں انعام دوں گا تو یہ شرط صحیح ہے یا تھرڈ پارٹی شرط لگائے کہ جو جیتے گا میں اسے انعام دوں گا، یہ شرط بھی ٹھیک ہے لیکن اگر دونوں فریقین نے آپس میں شرط لگائی کہ اگر میں جیتا تو تم اور اگر تم جیتے تو میں انعام دوں گا یہ شرط درست نہیں، اور یہ جوا ہے۔

مسئلہ: اگر چڑیا کسی کے گھر میں گھونسلہ بنالے تو کیا مالک مکان اس چڑیا کا مالک ہوجاتا ہے؟

الجواب: صرف گھر میں گھونسلہ بنانے سے مالک نہیں ہوجائے گا، بلکہ اگر وہ اس پرندے کو پکڑ لے تو مالک ہو جائیگا ،اور اگر کوئی اور آپ کے گھر آ کر اس پرندے کو پکڑ لے تو وہ مالک ہوجائے گا، آپ مالک نہیں ہوں گے۔

مسئلہ: اگر کوئی پرندہ گھر میں اُڑ کر آجائے تو کیا مالک مکان اس پرندے کا مالک ہوجائے گا؟

الجواب: اگر جنگلی کبوتر یا جنگلی طوطا وغیرہ گھر میں آجائے اور مالک مکان اس کو پکڑ لے تو وہ اس کا مالک ہوجائے گا۔ لیکن اگر کوئی ایسا پرندہ گھر میں آجائے جو کسی کی ملک ہو تو وہ مالک مکان نہیں لے سکتا، وہ پرندہ لقطہ کے حکم میں ہوگا۔ مالک مکان کو اس کا اعلان کرانا ہوگا اور اگر اعلان کرانے کے باوجود کوئی نہ آئے تو پھر اس پرندے کو نامعلوم مالک کی طرف سے صدقہ کرنا ہوگا۔ مالک اگر غنی ہے تو خود

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

نہیں رکھ سکتا۔

مسئلہ: اگر ہم کسی کا دل دکھائیں تو کیا ضروری ہے کہ اس خاص بات کا حوالہ دے کر اس سے معافی مانگیں؟ اگر اس طرح کہہ دیں کہ کبھی بھی دل دکھایا ہو تو معاف کر دیں۔ کیا اس طرح معافی ہو جائے گی اور ہم بری الذمہ ہو جائیں گے؟

الجواب: افضل یہی ہے کہ اس خاص بات کا حوالہ دے کر معافی مانگی جائے۔ لیکن اگر بغیر حوالہ دے کر بھی معافی مانگی جائے تو بھی بری الذمہ ہو جائے گا اگر سامنے والا معاف کر دے۔

مسئلہ: ہم نے سنا ہے کہ مدینہ پاک میں ایک ایسا پہاڑ بھی ہے جسے جہنمی پہاڑ کہا جاتا ہے۔ کیا یہ بات درست ہے؟

الجواب: مدینہ شریف کے باہر ایسا پہاڑ ہے جس کے بارے میں حدیث پاک میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ''یہ پہاڑ ہم سے نفرت کرتا ہے'' اور حقیقتاً سرکار ﷺ سے نفرت کرنے والے چاہے جاندار ہوں یا بے جان جہنمی ہی ہیں، اس پہاڑ پر قیامت سے پہلے دجال اترے گا اور پھر مدینہ شریف میں تین زلزلے آئیں گے جن سے ہر منافق اور کافر مدینہ شریف سے نکل جائے گا۔

مسئلہ: کیا نابالغ کسی کو ایصال ثواب کر سکتا ہے؟

الجواب: بالکل کر سکتا ہے اس میں کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ: عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یسوع مسیح کہتے ہیں، ان کی دیکھا دیکھی بعض مسلمان بھی ایسا ہی کہتے ہیں، کیا ان مسلمانوں کا یسوع مسیح کہنا درست

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

ہے؟

الجواب: قرآن پاک میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے لفظ مسیح استعمال ہوا ہے جس کا مطلب مسیحا ہے لہذا مسیح کہنے میں تو حرج نہیں۔لیکن یسوع نہیں کہنا چاہئے، بلکہ بہتر یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی کہا جائے۔

مسئلہ: عشرہ مبشرہ کو جو جنت کی بشارت ملی تو وہ کیا کسی خاص واقعہ کی وجہ سے ملی ہے،ہم نے سنا ہے کہ تحویل قبلہ کا جب حکم نازل ہوا اور اس جماعت میں جتنے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین شامل تھے انھیں جنت کی بشارت ملی،کیا یہ بات درست ہے؟

الجواب: وہ دس صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو نبی کریم ﷺ نے دنیا میں ہی جنت کی بشارت عطاء فرمائی تھی،ان کو کسی ایک خاص واقعہ کی باعث یہ فضیلت نہیں ملی بلکہ مختلف مواقع پر کسی ایک صحابی کو آپ ﷺ نے جنتی فرمایا۔اور یہ بھی صحیح نہیں کہ تحویل قبلہ کے وقت جو صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین جماعت شامل تھے ان کو جنت کی بشارت ملی بلکہ مختلف مواقع پر کبھی کسی صحابی کو اور کبھی کسی صحابی کو جنتی فرمایا۔اور اس طرح یہ کل ملا کر دس صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ہوئے جن کو عشرہ مبشرہ کہا جاتا ہے۔

مسئلہ: کلیجی میں دھونے کے باوجود خون رہ جاتا ہے اگر کلیجی کو خون سمیت پکالیا جائے تو

کھانے کا کیا حکم ہوگا؟

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

الجواب: حدیث پاک میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ''تمہارے لئے دو خون حلال کیئے گئے ہیں، ایک کلیجی اور دوسرا تلّی'' لہذا اچھی طرح دھولیا جائے اس کے بعد اسے پکایا جائے۔

مسئلہ: قرآن پاک کی آیت مبارک ہے کہ ''اے ایمان والوں تم میں سے اگر کوئی اپنے دین سے مرتد ہو جائے تو اللہ عنقریب ایک ایسی قوم کو لائے گا جو اللہ کو محبوب رکھے گی اور اللہ انہیں محبوب رکھے گا۔ مسلمانوں کے سامنے ذلیل اور کافروں پر سخت ہوگی'' اس آیت مبارک میں مسلمانوں کے سامنے ذلیل ہونے کا کیا مطلب ہے؟

الجواب: اس آیت میں ذلیل کا مطلب کمزور اور عاجزی کرنے والے ہیں یعنی اللہ عنقریب ایسی قوم کو لائے گا جو مسلمانوں سے لڑنے میں کمزور ہوگی، یعنی مسلمانوں سے نہیں لڑے گی لیکن کافروں سے جہاد میں پیچھے نہیں ہوگی۔

مسئلہ: ہم نے سنا ہے کہ نعت شریف سننے والے اور سنانے والے دونوں کو رونا نہیں چاہیئے، کیا یہ بات درست ہے؟

الجواب: یہ بات صحیح نہیں ہے اللہ نے ہمیں اپنے حبیب کریم رؤف الرحیم ﷺ سے محبت کرنے کا حکم دیا ہے اور جہاں محبت ہوتی ہے وہاں سوز ہوتا ہے اور جہاں سوز ہوتا ہے اور جہاں سوز ہوتا ہے وہاں رونا ہوتا ہے لہذا نعت سننے اور سناتے وقت رونا بری بات نہیں بلکہ بہت اچھی بات ہے۔

مسئلہ: مرد نے اپنی عورت کو طلاق دے دی، عورت کی عدت پوری ہونے

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

سے چند دن پہلے

مرد کا انتقال ہو گیا تو اب کیا طلاق کی عدت وفات کی عدت میں بدل جائے گی؟

الجواب: جی ہاں کل ملا کر چار ماہ دس دن کی عدت واجب ہے۔

مسئلہ: اگر شوہر مر جائے اور اسکی بیوہ حاملہ ہو اور چند مہینے کا حمل ضائع ہو جائے تو کیا عورت کی عدت پوری ہو جائے گی؟

الجواب: بچہ جب ماں کے پیٹ میں چار ماہ کا ہو جاتا ہے تو اس میں روح ڈال دی جاتی ہے اگر چار ماہ سے پہلے حمل ضائع ہوا ہو تو چار ماہ دس دن عدت پوری کرے اور چار ماہ یا زیادہ کا حمل ضائع ہوا تو عدت پوری ہو گی۔خواہ میاں کے مرنے کے فوراً بعد ضائع ہوا ہو۔

مسئلہ: جب اللہ تعالیٰ کا کوئی مکان نہیں تو خانہ کعبہ کو بیت اللہ کیوں کہا جاتا ہے؟

الجواب: ویسے تو ہر مسجد کو اللہ کا گھر کہا جاتا ہے لیکن خانہ کعبہ کی طرف بیت اللہ کی نسبت ،نسبت تعظیمی کہلاتی ہے۔یعنی اگر کسی چیز کی عزت بڑھانی ہو تو یہ نسبت ذکر کی جاتی ہے،جیسے قرآن پاک میں ذکر ہے"ناقۃ اللہ" یعنی اللہ کی اونٹنی اور حضرت خالد بن ولید کا لقب "سیف اللہ" اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا لقب "اسد اللہ" وغیرہ۔

مسئلہ: کیا یہ کوئی حدیث پاک ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت جبریل علیہ السلام سے پوچھا کہ کیا میری امت کو موت کے وقت تکلیف ہو گی تو انھوں نے

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

عرض کیا جی ہاں تو آپ ﷺ آبدیدہ ہو گئے پھر اللہ نے وحی نازل فرمائی کہ جو ہر نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھے گا موت کے وقت اسکا ایک پاؤں دنیا میں اور ایک جنت میں ہوگا؟

الجواب: یہ روایت میری نظر سے نہیں گزری۔ ہاں ایک حدیث پاک میں ہے کہ ''جو ہر نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھے گا اللہ تعالیٰ اپنے دست قدرت سے اسکی روح قبض فرمائے گا اور پڑھنے والے کو اتنا ثواب ملتا ہے گویا وہ کسی نبی کی حمایت میں کفار سے جنگ لڑ رہا ہو'' اور ایک روایت کے مطابق اس کے درمیان اور جنت کے درمیان صرف موت حائل ہوتی ہے'' لہذا ہر نماز کے بعد آیت الکرسی ضرور پڑھنی چاہیئے۔

مسئلہ: کیا غیر مسلم ممالک کے بنے ہوئے قبلہ نما استعمال کیئے جاسکتے ہیں؟

الجواب: جی ہاں کیئے جاسکتے ہیں اس میں کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ: کیا یہ کوئی حدیث مبارک ہے کہ ''جس نے میری ایک حدیث سنی اور اسے آگے پہنچایا اس کے لئے میری شفاعت واجب ہوگئی''؟

الجواب: یہ حدیث مبارک میری نظر سے نہیں گزری ہاں البتہ نبی کریم ﷺ کی بہت سے احادیث کریمہ اس بارے میں ہیں کہ تبلیغ کی جائے، مثلاً اللہ تبارک وتعالیٰ اسے تروتازہ رکھے جو میری بات کو سنے اور اس کو آگے پہنچائے اور جو حاضر ہیں وہ غائب کو بتادیں۔

مسئلہ: حدیث پاک میں ہے کہ ایک مومن دوسرے مومن کا آئنہ ہے'' اس

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

حدیث کی کیا تشریح ہے؟

الجواب: اس حدیث شریف کا مطلب یہ ہے کہ ایک مومن دوسرے مومن میں اپنے کردار کی خامیاں دیکھ سکتا ہے کیونکہ مومن ایک آئینہ ہے اور آئینہ میں انسان اپنا عکس دیکھ سکتا ہے۔ اس حدیث مبارک کا دوسرا مطلب یہ ہے کہ مسلمان بھی مومن ہے اور اللہ بھی مومن ہے اور ایک مومن دوسرے مومن میں اللہ تبارک وتعالیٰ کی تجلیات کا عکس دیکھ سکتا ہے۔

مسئلہ: کیا یہ کوئی حدیث پاک ہے کہ جس نے اپنی ماں کے پاؤں کو چوما اس نے کعبۃ اللہ کی دہلیز کو چوما؟

الجواب: جی ہاں علامہ شامی علی الرحمہ کی کتاب ''ردالمختار'' میں یہ روایت لکھی ہے کہ ماں باپ کے قدم چومنا کعبہ کی چوکھٹ کو بوسہ دینے کے برابر ہے۔

واللہ ورسولہ اعلم بالصواب

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

فلاح دارین

مفت سلسلۂ اشاعتِ کتب

الفتاوی الشاذلیہ

غیر مسلم ممالک میں سود اور مورٹ گیج کا شرعی حکم

مؤلف

مفتی محمد ابوبکر صدیق القادری الشاذلی

(جنرل سیکریٹری طوبیٰ ویلفیئر ٹرسٹ انٹرنیشنل، رئیس دارالافتاء جامع طوبیٰ)

ناشر

طوبیٰ ویلفیئر ٹرسٹ انٹرنیشنل

for more books click on the link

https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

نام کتاب: غیر مسلم ممالک میں سود اور مورٹ گیج کا شرعی حکم

مؤلف کا نام: مفتی محمد ابو بکر صدیق القادری الشاذلی

تعداد: ۲۰۰۰ (دو ہزار)

ناشر: طوبیٰ ویلفیئر ٹرسٹ (انٹرنیشنل)

رجب المرجب ۱۴۳۲ھ، جون 2011ء

جامع مسجد طوبیٰ و دارالافتاء جامع طوبیٰ، ملت گارڈن سوسائٹی، نزد محبت نگر، ملیر

15۔

0321-2762847

UK کے رہنے والے حضرات اس کتاب کے حصول کے لئے

جناب خلیفہ ملک محمد ناصر محمود صاحب زید مجدہ (نوٹنگھم) سے درج ذیل نمبر پر رابطہ کر سکتے ہیں

07735415048

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

عرض مدعا

الحمد للّٰه والصلاة والسلام علی رسول اللّٰه وعلی آله وأصحابه وأهل بیته وذریته أجمعین. أما بعد

الحمد للہ طوبیٰ ویلفیئر ٹرسٹ کے مفت سلسلۂ اشاعتِ کتب بنام **"فلاح دارین"** کی سولہویں کتاب **"غیر مسلم ممالک میں سود اور مورٹ گیج کا شرعی حکم"** آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ کتاب ہذا میں غیر مسلم ممالک میں رہنے والے مسلمانوں کو پیش آنے والے چند اہم مسائل سے متعلق سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ کا مؤقف دلائل شرعیہ کی روشنی میں بیان کیا گیا ہے۔ امام اعظم پر معترض بعض حنفی حضرات کے دلائل کا تفصیلی جائزہ لیا گیا ہے۔ مطالعہ کیجئے اور شرعی معلومات میں اضافہ کیجئے۔

جو حضرات "فلاح دارین" کے اس سلسلہ کے ممبر بننا چاہیں وہ ایک سال کے ڈاک کا خرچہ 200 روپے بھیج کر اس کے ممبر بن سکتے ہیں، ان شاءاللہ ہر ماہ ایک کتاب ان کے ایڈریس پر روانہ کر دی جائے گی اور جو حضرات اس سلسلے میں تعاون کرنا چاہیں وہ درج ذیل نمبر پر فون کر کے رابطہ کر سکتے ہیں:

موبائل: 0333-3786913

ادارہ: طوبیٰ ویلفیئر ٹرسٹ انٹرنیشنل

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الاستفتاء: جناب مفتی صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمدللہ Qtv پر آپ کے پروگرامز دیکھنے کا اتفاق ہوتا رہتا ہے۔ آپ عموما غیر مسلم بینکوں سے مورٹ گیج (Mortgage) کے جواز کا فتوی دیتے ہیں۔ مگر ہم نے یہاں انگلینڈ میں بعض معتبر علماء کو ناجائز کہتے سنا ہے۔ عموما مورٹ گیج کے عدم جواز پر مختلف قسم کے دلائل بیان کئے جاتے ہیں۔ برائے کرم ہمیں درست شرعی حکم بیان کریں کہ کونسی بات درست ہے؟ اگر آپ کی بات درست ہے تو ان اعتراضات کے جوابات مرحمت فرمادیں جو بعض علماء کی جانب سے کئے جاتے ہیں۔

الجواب بعون الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمدللہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی سیدالأنبیاء والمرسلین وعلی آلہ واصحٰبہ واھل بیتہ وآئمۃ امتہ اجمعین خاصۃ منھم علی الامام الأعظم ابی حنیفۃ نعمان ابن ثابت. والعاقبۃ للمتقین. اللھم ارناالحق حقاوارزقنااتباعہ وارناالباطل باطلاوارزقنااجتنابہ. آمین بجاہ النبی الأمین وصلی اللہ علیہ وآلہ وبارک وسلم

امابعد! راقم الحروف نے آپ کے ارسال کردہ استفتاء کے بعد بھی اور اس

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

سے قبل بھی امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے اختلاف رکھنے والے علماء کے اعتراضات کو بغور دیکھا مگر حق یہ ہے کہ ان اعتراضات میں سے کوئی بھی اعتراض ایسا نہیں جو دقت نظری پر مشتمل ہو۔ بہر حال راقم الحروف ان تمام اعتراضات کے جوابات معتبر کتب سے مکمل حوالہ جات کے ساتھ نمبر وار لکھے گا جس سے واضح ہو جائیگا کہ امام الائمہ، سراج الآئمۃ، کاشف الغمۃ ہی کا فتوی حق اور قرآن وسنت کے عین مطابق ہے۔ ہم اللہ تعالی سے خیر طلب کرتے ہیں اور وہی خیر کی توفیق دینے والا ہے۔

راقم الحروف کا مؤقف

امام اعظم سے اختلاف رکھنے والے علماء کے اعتراضات کے جوابات سے پہلے راقم الحروف یہ بات واضح کرنا چاہے گا کہ یہ ایک علمی مسئلہ ہے اور اس مسئلے میں مجتہدین کا اختلاف ہے۔ بعض مجتہدین کے نزدیک حربی سے بظاہری سودی معاملہ کر کے نفع اٹھانا جائز ہے اور یہ ہی امام اعظم کا موقف ہے جیسا کہ حنفی مذہب کی کتبِ متون، شروح اور فتاوی سے ظاہر ہے۔ اور بعض مجتہدین کے نزدیک ناجائز ہے۔ جب ایک فقہی مسئلہ مجتہدین کے مابین مختلف فیہ ہو تو اس میں مقلدین کو کلام کی حاجت نہیں۔ ہر مقلد کو حق حاصل ہے کہ وہ اپنے امام کے مسئلے پر عمل کرے۔ مگر فی زمانہ بعض علماء نے امام اعظم کے مؤقف کی بلا وجہ تضعیف کی بلکہ امام اعظم کے مؤقف کی خودساختہ تاویلات کیں، نہیں بلکہ اس کا سرے سے انکار کیا تو راقم الحروف نے ارادہ کیا کہ سیدنا امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے حقیقی

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

مؤقف کو عوام کے سامنے بیان کیا جائے۔ نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان ”یسّروا ولاتعسّروا“ پر عمل کرتے ہوئے غیر مسلم ممالک میں رہنے والے مسلمان بھائیوں کے لئے جائز سہولت کو بیان کیا جائے تاکہ وہ لوگ شریعت مطہرہ کی دی گئی رعایت وسہولت پر عمل کرتے ہوئے اپنے لئے مورٹ گیج کے ذریعے مکانات کی ملکیت حاصل کرسکیں۔ اس کے علاوہ راقم الحروف کی معلومات کے مطابق غیر ملکی بینکوں میں مسلمانوں کی چھوڑی ہوئی رقم ریڈ کراس کے ذریعے عیسائی تبلیغی کاموں میں استعمال کی جاتی ہے، لہذا مسلمانوں کو چاہیے کہ اگر وہ اس رقم کو خود نا بھی استعمال کریں تو بھی اسے بینک کی ملکیت میں نہ دیں کیونکہ وہ رقم غیر مذہب کے پرچار میں استعمال کی جائیگی۔ چنانچہ بہتر ہے کہ وہ رقم لے کر دیگر کمزور مسلمان بھائیوں کو دے دی جائے تاکہ ان کے کام آسکے۔

خیال رہے ہمارے اس فتوی کا منشا لوگوں کو سودی بینکوں سے لین دین کرنے کی ترغیب دینا نہیں۔ اس ضمن میں یہ واضح کردینا چاہوں گا کہ فی زمانہ کسی بھی ملک کی معیشت اس کے بینکوں پر منحصر ہوتی ہے۔ لہذا اگر کہیں اسلامی بینک موجود ہوں وہاں بلاوجہ نفع حاصل کرنے کے لئے مروجہ سودی بینکوں میں اکاؤنٹ کھولنے کے بجائے اسلامی بینک کو ترجیح دی جائے۔ نیز اگر اسلامی بینک کے ذریعہ اسلامی طریقے سے بآسانی مورٹ گیج حاصل کرنا ممکن ہوتو پھر اسے ہی ترجیح دی جائے اور مروجہ سودی بینکوں کا رخ نہ کیا جائے۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

امام اعظم کے مؤقف پر دلائل

علماءِ معترضین کے اعتراضات کے جوابات سے پہلے راقم الحروف امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے مؤقف کی تائید میں بیان کئے جانے والے چند دلائل میں سے دو دلائل اختصار کے ساتھ بیان کرے گا۔

دلیل نمبر 1: حدیث لا ربا

امام اعظم اور دیگر فقہاء مجتہدین نے مسلمان اور حربی کافر کے مابین سود کی نفی کی بنا حدیث **لا ربا بین المسلم والحربی فی دارالحرب** پر کی ہے۔ اس حدیث شریف کو امام زیلعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے نصب الرایہ، کتاب البیوع، باب الربا جلد۴ صفحہ نمبر۸۲ پر نقل کیا۔ اور امام بیہقی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اسی حدیث کو **لا ربا بین أهل الحرب** کے الفاظ سے معرفۃ السنن والآثار، کتاب السیر، باب بیع الدراھم بالدرھمین فی أرض الحرب، رقم الحدیث ۱۸۱۶۹، جلد۳، صفحہ ۲۷۶ پر بیان کیا ہے۔

دلیل نمبر 2: ربا العباس رضی اللہ عنہ

سیدنا امام اعظم کے مؤقف کی تائید میں اس دلیل کو امام جعفر طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب مشکل الآثار جلد۴ صفحہ ۲۴۵ میں بیان فرمایا۔ راقم الحروف اسے اختصار کے ساتھ بیان کرے گا۔ امام جعفر طحاوی نے فرمایا کہ بعض روایات کے مطابق سیدنا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہما غزوہ بدر کے وقت مسلمان ہو چکے تھے، اور بعض روایات کے مطابق آپ غزوہ خیبر کے وقت اسلام لائے

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

تھے۔ بہر حال دونوں ہی صورتوں میں آپ رضی اللہ عنہ فتح مکہ سے پہلے اسلام قبول کر چکے تھے۔اور حضرت فضالہ بن عبید کی روایات سے ثابت کہ سود کی حرمت غزوہ خیبر یا اس سے پہلے ہو چکی تھی۔ جب مکہ معظّمہ فتح ہوا تو اس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خطبہ ارشاد فرمایا جس میں یہ بھی فرمایا کہ، ”أول ربا أضع ربانا ربا العباس بن عبدالمطلب“ یعنی سب سے پہلا سود جسے میں ختم کرتا ہوں وہ ہمارا سود یعنی عباس بن عبدالمطلب کا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ان الفاظ مبارکہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ فتح مکہ کے وقت مکہ معظّمہ میں سود قائم تھا کیونکہ ختم یا ساقط اسے کیا جاتا ہے جو قائم ہو۔ اور حضرت عباس بن عبدالمطلب کا سود بھی قائم تھا حالانکہ وہ تو پہلے ہی مسلمان ہو چکے تھے۔ چنانچہ معلوم ہوا کہ اس وقت تک مکہ معظّمہ میں مسلمان اور مشرکین کے مابین سود کا لین دین جائز تھا، کیونکہ فتح سے پہلے تک مکہ مکرمہ دارالحرب تھا۔لہذا ظاہر ہوا کہ امام اعظم کا مؤقف درست ہے۔اسی لئے امام اعظم سے پہلے امام ابراہیم نخعی فرماتے تھے کہ ”لابأس بالدینار بالدینارین فی دارالحرب بین المسلمین وبین أهل الحرب“۔ ترجمہ ”ایک دینار کے بدلے میں دو دینار لینے میں کوئی حرج نہیں، اگر یہ معاملہ دارالحرب میں مسلمانوں اور اہل حرب کے درمیان ہو“۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

اعتراضات اوران کے جوابات

اعتراض نمبرا: کیا نصاری نجران اور مجوس ہجر حربی تھے؟

جس حدیث سے امام اعظم نے استدلال کیا وہ ضعیف ہے، اوراس حدیث شریف کے ضعیف ہونے کی ایک صریح دلیل یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نجران کے نصاری اور ہجر کے مجوس کو باوجود حربی کافر ہونے کے سود لینے دینے سے منع فرمایا جیسا کہ حدیث شریف میں ہے:

فان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کتب الی نصاری نجران من اربی فلیس بیننا وبینه عهد وکتب الی مجوس هجر اما ان تدعوا الربا او تأذنوا بحرب من اللہ ورسوله.

(المبسوط للسرخسی، کتاب الصرف، باب الصرف، ج ۱۴ ص ۵۸ دارالمعرفة بیروت لبنان)

ترجمہ: ''نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نجران کے نصاری کی طرف لکھا جس شخص نے سود لیا ہمارے اوراس کے درمیان کوئی عہد نہیں، اور مجوس ہجر کی جانب لکھا یا تو تم سود چھوڑ دو یا اللہ اوراس کے رسول سے اعلان جنگ قبول کرلو''۔

نصاری نجران اور مجوس ہجر حربی تھے، لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انھیں بھی اپنے علاقوں میں سود لینے کی اجازت نہیں دی، اور جب آپ نے حربی

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

کافروں کو سود لینے کی اجازت نہیں دی ہے تو آپ دارالحرب کے مسلمانوں کو سود خوری کی اجازت کب دے سکتے ہیں؟

جواب: یہی دلیل شاید مانعین کے نزدیک امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے قول سے عدول کی سب سے قوی وجہ ہے، مگر راقم الحروف کے خیال میں یہ عبارت امام اعظم کے مؤقف کے خلاف نہیں بلکہ تائید میں ہے۔ خود اس روایت میں ایسے الفاظ موجود ہیں جو اس بات پر صریح دلالت کرتے ہیں کہ نجران کے نصاری اور ہجر کے مجوس حربی نہ تھے بلکہ ذمی تھے، اسی لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے اس طرح کا لین دین منع فرمایا۔ مذکورہ بالا عبارت میں پہلی خط کشیدہ عبارت کا ترجمہ یہ ہے کہ "پس ہمارے اور تمہارے درمیان معاہدہ نہ رہے گا"۔ اس سے ظاہر کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نجران کے عیسائیوں سے معاہدہ کیا تھا اور وہ لوگ حکومت اسلامیہ کے معاہد تھے۔ اور دوسری خط کشیدہ عبارت کا ترجمہ یہ کہ "یا تم سود چھوڑ دو یا اللہ عزوجل اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اعلان جنگ کردو"۔ اس عبارت سے بھی یہ ہی ظاہر ہے کہ ہجر کے مجوس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے معاہدہ کرلیا تھا ورنہ اگر وہ حربی تھے تو ان کو یہ نہ کہا جاتا ہے کہ "اللہ عزوجل اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اعلان جنگ کردو" کیونکہ حربی تو ہوتا ہی وہ ہے جو مسلمانوں سے محارب ہو۔ چنانچہ اسی روایت سے ثابت ہوا کہ نجران کے عیسائی اور ہجر کے مجوس حربی نہ تھے بلکہ معاہد تھے۔ اور اہل علم پر روشن کہ جو معاہد ہوتا ہے وہ اہل ذمہ میں سے ہوتا ہے

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

اوراسی پر ذمی کا اطلاق کیا جاتا ہے۔

ذمی کون ہیں؟

علامہ مرتضٰی زبیدی لفظ ''ذمۃ'' کے معنی میں فرماتے ہیں،

الذمۃ : بالکسر العھد، ورجل ذمی أی لہ عھد ،

....

ترجمہ: ذمہ اگر ذال کے کسرہ کے ساتھ ہوتو اس کا معنیٰ 'عہد' ہے۔ذمی آدمی اسے کہا جاتا ہے جس نے معاہدہ کیا ہو۔

(تاج العروس ، باب المیم ،فصل الذال، ج ۸ ص ۳۰۱ ، دارالفکر بیروت)

اسماعیل الفارابی الجوھری مختار الصحاح میں فرماتے ہیں،

الذمام: الحرمۃ ، وأھل الذمۃ : أھل العقد، قال ابو عبیدہ، الذمۃ الأمان فی قولہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ''ویسعی بذمتھم أدناھم''.

(مختار الصحاح ، باب المیم ،فصل الذال، ج ۴،ص ۱۰۷، داراحیاء التراث العربی بیروت)

ترجمہ: ذمام سے مراد حرمت ہے۔اہل ذمۃ سے مراد اہل عقد ہیں۔ ابوعبیدہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس قول ''اوران کا عہد انکے ادنی کے لئے بھی وسعت کریگا۔'' میں ذمہ امان کے معنی

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

میں بھی استعمال ہوا ہے۔

علامہ علی بن محمد بن علی جرجانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں،

الذمة لغة : العهد، لأن نقضه يوجب الذم

(التعریفات، باب الذال، ص۹۱، مطبوعہ: دارالکتاب العربی بیروت)

ترجمہ: ذمہ کالغوی معنیٰ عہد ہے کیونکہ اس کا توڑنا ذم کا باعث ہے۔

مذکورہ بالا کتب کے حوالہ جات سے ظاہر ہوا کہ جو غیر مسلم معاہد ہوں وہ ذمی ہیں نہ کہ حربی۔ مزید تشفی کے لئے امام ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ کی بیان کردہ ذمی کی تعریف رقم کی جاتی ہے۔ آپ رحمہ اللہ تعالیٰ ذمی کی تعریف میں فرماتے ہیں،

والمرادبه من له عهدمع المسلمين سواء كان بعقدجزية أوهدنة من سلطان أوأمان من مسلم.

(فتح الباری، کتاب الدیات، باب اثم من قتل ذمیا بغیر جرم، تحت رقم: ۶۹۱۴، ج۱۲ ص ۲۹۷، دارالحدیث القاہرہ)

ترجمہ: ذمی سے مراد ہر وہ شخص ہے کہ جس کا مسلمانوں سے عہد ہو، خواہ عقد جزیہ کے تحت معاہدہ ہو یا حاکم کی طرف سے اس کے لئے سکوت ہو یا اسے کسی مسلمان کی امان حاصل ہو۔

مذکورہ بالا بحث سے ظاہر ہوا کہ نجران کے عیسائی اور ہجر کے مجوس کو حربی

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

سمجھنا درست نہیں ہے، کیونکہ وہ مسلمانوں کے معاہد تھے جیسا کہ استفتاء میں مذکور روایت کے الفاظ سے واضح ہے اور کتب لغت اور ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ تعالیٰ کی بیان کردہ تعریف سے ظاہر ہوا کہ جو معاہد ہو وہ ذمی ہوتا ہے۔ لہذا نجران کے عیسائی اور ہجر کے مجوس حربی نہ تھے بلکہ ذمی تھے۔

نیز اب ہم چند معتبر کتب کے حوالہ جات پیش کرتے ہیں کہ جن سے روز روشن کی طرح عیاں ہوجائیگا کہ نجران کے عیسائیوں اور ہجر کے مجوسیوں سے مسلمانوں کا باقاعدہ معاہدہ ہوا تھا جس کے تحت یہ لوگ مسلمانوں کو جزیہ ادا کرتے تھے۔ استشہاد کے طور پر صرف دو تین حوالہ جات پر اکتفاء کیا جاتا ہے۔

امام ابن سعد نے طبقات کبری میں لکھا کہ،

"وکتب رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم لأسقف بني الحارث بن كعب وأساقفة نجران وكهنتهم ومن تبعهم ورهبانهم أن لهم ماتحت أيديهم من قليل وكثير، من بيعهم وصلوتهم ورهبانهم وجوار الله ورسوله، لايغير أسقف عن أسقفيته، ولاراهب عن رهبانيته، ولاكاهن عن كهانته، ولايغير حق من حقوقهم، ولاسلطانهم ولاشيء مما كانوا عليه، ما نصحوا وأصلحوا فيما عليهم غير مثقلين بظلم ولاظالمين."

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

(الطبقات الکبری لابن سعد ج ۱ ص ۲۶۶)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسقف بنی حارث بن کعب ، نجران کے پادریوں وکاہنوں اوران کے متبعین وراہبوں کولکھا کہ جو کچھ ان کی ملکیت تھا خواہ کثیر ہو یا قلیل ،کلیسا ،عبادت گاہ، رہبانیت اوراللہ ورسول کی امان ،تو وہ ان کے لئے ہے، کسی پادری کو اس کے عہدے سے نہ ہٹایا جائے ،نہ کسی راہب کو، نہ ہی کسی کاہن کو، اوران کے حقوق میں سے کوئی حق نہ بدلا جائے ،نہ ان کے اعزاز کو نہ کسی چیز کو جس پر وہ قائم تھے جب تک وہ نصیحت اوراصلاح پر قائم رہیں ظلم کیساتھ مجبور کئے بغیر نہ ظلم کرتے ہوئے۔

سیدنا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ **باب الجزیۃ والموادعۃ مع أھل الذمۃ والحرب** میں روایت کرتے ہیں،

”ولم یکن عمر أخذ الجزیة من المجوس، حتی شھد عبدالرحمٰن بن عوف : أن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم أخذھا من مجوس ھجر.“

ترجمہ : حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مجوس سے جزیہ قبول نہیں فرمایا جب تک کہ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے گواہی نہ دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہجر کے مجوس سے جزیہ لیا تھا۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

(صحیح البخاری، کتاب الجزیۃ والموادعۃ، ر:۳۱۵۶، ۳۱۵۷،ص ۵۲۵، دارالسلام ریاض)

امام جعفر طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب شرح مشکل الآثار میں مجوس ہجر سے جزیہ لینے کی تین روایات رقم فرمائی ہیں، اختصار کے پیش نظر صرف ایک نقل کی جاتی ہے۔

حدثنا يونس قال: أخبرنا ابن وهب، قال: أخبرني يونس، عن ابن شهاب قال: حدثني سعيد بن المسيب أن رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم أخذ الجزية من مجوس هجر، وأن عمربن الخطاب أخذها من مجوس السواد، وأن عثمان أخذها من بربر.

(حدیث نمبر۱۳۰۲ شرح مشکل الآثار مطبوعہ: مؤسسۃ الرسالۃ)

ترجمہ: یونس نے کہا، ہمیں خبر دی ابن وھب نے، انہوں نے کہا مجھے خبر دی یونس نے، انہوں ابن شہاب سے روایت کیا، انہوں نے کہا مجھے سعید بن مسیّب نے حدیث بیان کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجوس ہجر سے جزیہ لیا کرتے، اور حضرت عمر بن خطاب نے مجوس سواد سے جزیہ لیا، اور حضرت عثمان بربری مجوسیوں سے جزیہ لیا کرتے۔

مذکورہ بالا دونوں روایات میں سے پہلی روایت سے ثابت ہوا کہ نجران کے عیسائی ذمی تھے اور دوسری روایت سے ثابت ہوا کہ ہجر کے مجوس بھی ذمی تھے،

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

اور وہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت بابرکت میں باقاعدہ جزیہ ادا کرتے تھے۔ مزید برآں یہ کہ معترضین نے استفتاء میں مذکور روایت امام سرخسی رحمہ اللہ تعالیٰ کی مبسوط سے لی اور اس سے استدلال کیا کہ نجران کے عیسائی اور ہجر کے مجوس حربی تھے، حالانکہ اسی کتاب کی دسویں جلد ''باب فی توظیف الخراج'' میں امام سرخسی رحمہ اللہ تعالیٰ نے واضح لفظوں میں لکھا کہ:

'' قال رضی اللہ عنہ واذاجعل الامام قوما من الکفار أھل ذمة وضع الخراج علی رؤس الرجال علی الارضین بقدر الاحتمال. اما خراج الرؤس ثابت بالکتاب والسنة، أما الکتاب فقولہ سبحانہ وتعالیٰ حتی یعطوا الجزیة عن یدوھم صاغرون واما السنة ماروی أن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم أخذ الجزیة من مجوس ھجر وأخذ الحلل من نصاری نجران وکانت جزیة وقال سنوا بالمجوس سنة أھل الکتاب یعنی فی أخذ الجزیة منھم.''

(المبسوط، کتاب السیر، الجزء ۱۰ ص ۷۷ دار المعرفة بیروت لبنان)

ترجمہ: امام محمد رضی اللہ عنہ نے فرمایا، اور جب حاکم اسلام کسی علاقہ کے کفار کو اہل ذمہ بناتا ہے تو ان کے مردوں پر ان کی زمینوں کی آمدنیوں کے اعتبار سے جزیہ مقرر کرتا ہے، اور خراج لینا کتاب اللہ

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

وسنت سے ثابت ہے، رہا کتاب سے ثبوت، تو اللہ تعالیٰ کا فرمان ''یہاں تک کہ وہ اپنے ہاتھوں سے جزیہ دیں ذلیل ہوکر'' جبکہ سنت سے ثبوت وہ روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجوس ہجر سے جزیہ لیا، اور نجران کے عیسائیوں سے حلّے لیے، اور یہ جزیہ ہی تھا، اور فرمایا مجوسیوں کے ساتھ اہل کتاب سا برتاؤ کرو، یعنی ان سے جزیہ لینے میں۔

المختصر مذکورہ بالا بحث سے ظاہر ہوا کہ مجوس ہجر اور نصاری نجران کو حربی کہنا درست نہیں۔ چنانچہ یہ دعوی کرنا سراسر غلط ہے کہ جب حربیوں کو سود کی اجازت نہیں دی تو مسلمان کو کس طرح اجازت ہوسکتی ہے۔

اعتراض نمبر۲ : کیا امام اعظم کا مؤقف مرسل حدیث پر مبنی ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے؟

امام اعظم نے جس حدیث سے استدلال کیا وہ حدیث ضعیف ہے۔ اور اگر صحیح بھی ہو تو اس سے مراد ممانعت ہے جیسا کہ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں،

''مرسل ضعیف فلاحجة فيه ، ولو صح لتأولناه على أن معناه لايباح الربافي دارالحرب ، جمعابين الأدلة''

(المجموع شرح المہذب ۳۹۲/۹، دارالفکر بیروت)

ترجمہ: یہ حدیث مرسل ضعیف ہے اس میں کوئی حجت نہیں، اور اگر صحیح مانا جائے تو ہم اس معنی پر تاویل کریں گے کہ دارالحرب میں ربا مباح

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

نہیں، دونوں دلائل کو جمع کرتے ہوئے۔

یعنی اس حدیث شریف میں لانفی کا نہیں بلکہ نہی کا ہے۔ جس کا مفاد یہ ہے کہ دارالحرب میں بھی مسلمان کو سود لینے کی اجازت نہیں۔ نیز اس باب میں سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے قبل ہجرت قمار سے استدلال کرنا درست نہیں، کیونکہ اس حوالے سے جتنی روایات وارد ہوئی ہیں وہ ایک دوسرے سے متضاد ہونے کی وجہ سے سخت قسم کے اضطراب پر مبنی ہیں اور مضطرب حدیث سے استدلال درست نہیں ہے کہ وہ محدثین کے نزدیک ضعیف ہے۔ نیز اسے درست مان لیا جائے تو یہ واقعہ قمار کے نسخ سے پہلے کا ہے لہذا یہ جواز کی دلیل نہیں بن سکتا۔ نیز نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہ خود اس مال کو قبول فرمایا اور نہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو لینے دیا بلکہ یہ فرمایا کہ یہ مال حرام ہے اس کو صدقہ کردو۔

جواب: امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے مؤقف پر دوسرا اعتراض شافعیہ اور بعض دیگر حضرات کے مذہب کے مطابق کیا گیا ہے، جس کی بنیاد اس بات پر ہے کہ حدیث مرسل ضعیف ہوتی ہے اور امام اعظم نے جس حدیث سے استدلال کیا ہے وہ مرسل ہے، اس لئے امام اعظم کا مؤقف ضعیف حدیث پر مبنی ہونے کی وجہ سے قابل اعتناء نہیں، حالانکہ یہ بات اہل علم کے نزدیک مسلّم ہے کہ معترض کے اصول خصم کے خلاف حجت نہیں ہیں۔ لہذا غیر حنفیہ کے مؤقف کو لے کر حنفیہ پر اعتراض کرنا قابل اعتناء نہیں۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

حدیث مرسل

یہاں ہم حدیثِ مرسل سے متعلق طویل بحث سے بچتے ہوئے صرف محدثین کے نزدیک حدیثِ مرسل کی فنی حیثیت اورائمہ حنفیہ کا مؤقف بیان کرنے پراکتفاءکریں گے۔ ائمہ حدیث کے اس حوالے سے پانچ مؤقف ہیں جودرج ذیل ہیں،

۱۔ حدیث مرسل سے احتجاج کرنامطلقا جائز ہے۔ ۲۔ حدیث مرسل سے احتجاج کرنامطلقا ناجائز ہے۔

۳۔ اگراہل قرون ثلاثہ نے ارسال کیا ہےتواس سے احتجاج کرنا جائز ہے۔

۴۔ اگرمرسل راوی صرف عادل سے روایت کرتا ہےتواس کی حدیثِ مرسل مقبول ہے۔ ۵۔ صرف صحابی کاارسال مقبول ہے۔

حدیث مرسل سے متعلق مذکورہ بالا آراء میں سے پہلی رائے اکثر متقدمین علماء کی رائے ہے اور یہ ہی امام اعظم کا مؤقف ہے۔ امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ اپنے رسالہ میں فرماتے ہیں،

> جہاں تک حدیثِ مرسل کاتعلق ہےتو تحقیق اکثر متقدمین علماء مثل سفیان ثوری، مالک اوراوزاعی اس سے احتجاج کوروارکھتے تھے۔ پھرامام شافعی آئے اورانھوں نے اس کے متعلق کلام فرمایا جس کی پیروی امام احمداوردیگرلوگوں نے کی۔

(رسالۃ الامام أبي داؤدالسجستانی الی أھل مکۃ فی وصف سننہ ص ۳۲،

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

دارالبشائرالاسلامیہ، بیروت)

امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ مشائخ کوفہ کا مؤقف بیان کرتے ہوئے رقم طراز ہیں کہ:

تابعین، تبع تابعین اوران کے بعد کے علماء میں سے جو بھی ارسال کرے تو ان (مشائخ کوفہ) کے نزدیک ایسی مرسل روایت قابل احتجاج ہے۔

(معرفۃ علوم الحدیث، ذکرالنوع الثامن من علوم الحدیث، ص ۲۶، داراحیاء العلوم بیروت)

شمس الأئمہ سرخسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں،

وھذاالحدیث وان کان مرسلافمکحول فقیہ ثقة والمرسل من مثلہ مقبول وھو دلیل لابی حنیفة ومحمد رحمھما اللہ فی جواز بیع المسلم الدرھم بالدرھمین من الحربی فی دارالحرب.

ترجمہ: یہ حدیث اگر چہ مرسل ہے، لیکن مکحول فقیہ وثقہ ہیں، اوران کے مثل کی مرسل حدیث بلاشبہ مقبول ہے، اور یہ حدیث دلیل ہے امام اعظم وامام محمد رحمہما اللہ کی مسلمان کے حربی کو دارالحرب میں دو درہم کے بدلے ایک درہم بیچنے کے بارے میں۔

پھر مزید رقم فرمایا:

وکذلک لوباعھم میتة أو قامرھم وأخذ منھم مالا

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

بالقمار فذلک المال طیب له عندابی حنیفة ومحمد رحمهماالله .

(المبسوط للسرخسی ، کتاب الصرف ، الجزء۱۴ص ۵۶ دارالمعرفۃ بیروت)

ترجمہ: اور یہی حکم ہے کہ اگر مسلمان حربیوں کو مردار بیچے، یا ان سے شرط لگائے اور شرط کی بناء پر مال لے لے تو یہ مال مسلمان کے لئے حلال وطیب ہے امام اعظم اور امام محمد رحمہا اللہ کے نزدیک۔

لہذا امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے مؤقف پر حدیثِ مرسل کا اعتراض کرنا بے وقعت اعتراض ہے کہ امام اعظم و دیگر کبار محدثین وفقہاء کے نزدیک حدیثِ مرسل سے استدلال کرنا جائز ہے۔

نیز امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کا حدیث "**لاربا بین المسلم والحربی**" میں "**لا یباح**" کی تاویل کرنا ائمہ حنفیہ کے نزدیک درست نہیں ہے کیونکہ یہ بلاوجہ حدیث کے ظاہر کو چھوڑنا ہے حالانکہ دیگر بعض روایات اسی ظاہر حدیث کی مؤید ہیں جیسا کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا قبل ہجرت کفارِ مکہ سے قمار کرنا متعدد روایات سے ثابت ہے جس کا محدثین میں سے کسی نے بھی آج تک انکار نہیں کیا۔

اعتراض ۳: کیا سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے قمار کی روایات مضطرب ہیں؟

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

بعض علماء نے لکھا کہ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی قمار کی روایات مضطرب ہیں اس لئے قابل استدلال نہیں۔

جواب: یہ بات درست ہے کہ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اس واقعہ میں مختلف راویوں نے مختلف باتیں ذکر کیں، مثلاً شرط میں لگائے جانے والے اونٹوں کی تعداد میں اختلاف، شرط کی مدت میں اختلاف، جیتنے اور ہارنے میں اختلاف، نیز اونٹوں کو مال سحت (ناپاک) قرار دینے میں اختلاف، مگر ان تمام اختلافات کے باوجود کسی محدث نے آج تک ان روایات کو مضطرب کہہ کر رد کرنے کی جرأت نہیں کی، کیونکہ کسی حدیث پر مضطرب کا حکم لگانے کے لئے نہایت وسیع علم کی ضرورت ہے۔ چنانچہ اس حدیث سے متعلق غلط فہمی کے ازالے کے لئے ہم حدیث مضطرب کے بارے میں کچھ وضاحت کرنا چاہیں گے۔

حدیثِ مضطرب کیا ہے؟

محدثین کی اصطلاح کے مطابق حدیثِ مضطرب ایسی روایت کو کہا جاتا ہے کہ جس کی سند یا متن میں ایسا اختلاف ہو کہ جسے نہ تو تطبیق دی جا سکتی ہو اور نہ ترجیح۔ چونکہ زیر بحث مسئلہ میں متن حدیث میں اختلاف کی وجہ سے حدیث قمار ابو بکر رضی اللہ عنہ کو مضطرب کہا گیا ہے، لہذا اسی حوالے سے وضاحت کرنا چاہوں گا کہ اگر کسی روایت کے متن میں ایسا شدید اختلاف پایا جائے جسے نہ تو تطبیق دی جا سکتی ہو اور نہ ہی ترجیح، تو عموماً وہ حدیث مضطرب ہی کی تعریف میں داخل کی جاتی ہے، مگر محدثین کے نزدیک بعض اوقات کسی حدیث میں

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

شدید اختلاف کی تطبیق وترجیح ممکن نہ ہونے کے باوجود بھی اسے حدیث مضطرب نہیں کہا جاتا، جبکہ وہ اختلاف اصل حدیث کی طرف نہ آتا ہو۔اس کی مثال فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے۔ حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ نے خیبر کے دن بارہ دینار میں ایک ہار خریدا جس میں سونا اور گھونگے تھے۔ آپ فرماتے ہیں کہ جب میں نے اس ہار کے سونے اور گھونگوں کو الگ کیا تو میں نے بارہ دینار سے زیادہ سونا پایا۔ پس میں نے یہ بات نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ سلم کی خدمت میں عرض کی۔ ارشاد فرمایا کہ نہ بیچا جائے اس کو جب تک اس کو (یعنی سونے اور گھونگوں کو) جدا نہ کرلیا جائے۔ بعض روایات میں تو فضالہ کے خریدنے کا ذکر ہے، اور بعض روایات میں کسی اور نے اس کے خریدنے سے متعلق سوال کیا، بعض روایات میں سونے اور دھاگے کا ذکر ہے، اور بعض میں سونے اور جواہر کا، بعض میں ایسے گھونگوں کا ذکر ہے جو سونے میں لٹکے ہوئے تھے۔ بعض میں بارہ دینار کا ذکر ہے اور بعض میں نو دینار کا اور بعض میں سات دینار کا۔

(۱۴۱۱) حدیث: فضالة بن عبید اتی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وھو بخیبر بقلادۃ فیھا خرز الحدیث مسلم وابو داؤد................................ ولہ عندالطبرانی فی الکبیر طرق کثیرۃ جدافی بعضھا قلادۃ فیھا خرز وذھب وفی بعضھا ذھب وجوھر وفی بعضھا

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

خرز ذهب وفی بعضها خرز معلق بذهب وفی بعضها باثنی عشر دینارا وفی اخری بتسعة دنانیر وفی اخری بسبعة دنانیر واجاب البیهقی عن هذا بانهابیوعا کانت شهدهافضالة قلت والجواب المسددعندی ان هذاالاختلاف لایوجب ضعفابل المقصودمن الاستدلال محفوظ لااختلاف فیہ وھوالنهی عن بیع مالم یفصل واماجنسهاوقدرثمنهافلایتعلق بہ فی هذه الحالة مایوجب الحکم بالاضطراب

ترجمہ: حدیث: فضالۃ بن عبید نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خیبر کے مقام پر ایک ہار لے آئے جس میں گھونگھے لگے تھے، مسلم وابوداؤد ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اور امام طبرانی نے المعجم الکبیر میں متعدد طرق سے نقل کیا ہے، بعض روایت میں ہے کہ ہار میں گھونگھے اور سونا تھا، اور بعض میں ہے سونا اور جواہر تھے، اور بعض میں ہے سونے کا گھونگھا تھا ، اور بعض میں ہے گھونگھا سونے میں جڑا ہوا تھا، اور بعض روایت میں ہے کہ بارہ دینار کا خریدا، اور ایک روایت میں نو دینار کا خریدا، اور ایک دوسری روایت میں سات دینار میں خریدا، اور امام بیہقی نے اس کا جواب دیا کہ یہ مختلف سودے ہیں جن کا فضالۃ نے مشاہدہ کیا، میں یہ کہتا ہوں کہ صحیح جواب میرے نزدیک یہ ہے کہ یہ اختلاف حدیث

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

میں ضعف پیدا نہیں کرتا بلکہ جس حصے سے استدلال مقصود ہے وہ محفوظ ہے اس میں کوئی اختلاف نہیں، اور اس ہار سے سونے کو جدا کیے بغیر بیچنے کی ممانعت ہے، جبکہ جنس اور قدر کا اس سے کوئی تعلق نہیں، تو اس صورت میں حدیث پر اضطراب کا حکم نہیں لگایا جائے گا۔

(التلخیص الحبیر ج۳ ص ۹ مطبوعہ: مؤسسہ قرطبہ)

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ اختلاف حدیث میں ضعف (یعنی اضطراب) کا سبب نہیں ہے بلکہ اس حدیث کے جس حصے سے استدلال مقصود تھا وہ محفوظ ہے اور اس میں اختلاف نہیں اور وہ اس قسم کی اشیاء کو جدا کئے بغیر بیچنے کی ممانعت ہے۔ جہاں تک اس کی جنس اور ثمن کا تعلق ہے استدلال کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے کہ جو اضطراب کا سبب بنے۔

بعینہ یہی معاملہ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے قمار سے متعلق روایات کا ہے کہ اگرچہ اس واقعہ سے متعلق روایات میں اونٹوں کی تعداد، مدت قمار، اور ہار وجیت وغیرہ کے معاملات میں اختلاف ہے مگر یہ اختلاف حدیث کے اس حصے میں نہیں جس سے استدلال مقصود ہے اور وہ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری حیاتِ طیبہ میں بلا نکیر بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اجازتِ قولی سے حربی کافر سے عقد قمار کرنا ہے کیونکہ تمام روایات اس واقعہ کے حوالے سے تو متفق ہیں۔ چنانچہ امام ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر محدثین کے نزدیک ان روایات کو مضطرب کہہ کر ضعیف قرار دینا درست

https://archive.org/details/@zohaibhasanattari
for more books click on the link

http://ataunnabi.blogspot.in

نہیں ہے۔

مال کے معصوم ہونے اور غیر معصوم ہونے کے اعتبار سے احکام میں فرق

پھر بعض علماء نے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے مؤقف کی تضعیف کے لئے اس بات کا سہارا لیا کہ اگر سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے قمار سے متعلق روایات کو درست مان بھی لیا جائے تو بھی یہ واقعہ حربیوں سے قمار کے جواز کی دلیل نہیں بن سکتا کہ قمار کا یہ واقعہ بالاتفاق حرمت قمار سے پہلے کا ہے کیونکہ یہ شرط فتح مکہ سے پہلے لگائی تھی اور قمار کی حرمت سورہ مائدہ میں نازل ہوئی جو مدینہ منورہ میں سب سے آخر میں نازل ہوئی تھی۔ راقم الحروف کے خیال میں امام اعظم سے اختلاف کرنے والے علماء کا یہ استدلال بھی اپنے گذشتہ اعتراضات کی طرح کمزور اور بے وزن ہے کیونکہ امام اعظم رضی اللہ عنہ کا مستدل تو حدیث **"لا ربا بین المسلم والحربی"** ہے نہ کہ حدیثِ قمار۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی حدیث کو تو فقہاء حنفیہ نے امام اعظم کے مؤقف کی تائید میں بطور استشہاد پیش کیا ہے۔ اب خواہ حرمتِ قمار کا حکم قبل ہجرت ہو یا بعد ہجرت، اس سے سیدنا امام اعظم کے مؤقف کو کوئی ضرر نہیں، کیونکہ یہ حکم اسی پر لاگو ہوگا جو مسلمانوں کی ولایت کے تحت ہو جبکہ امام اعظم حدیث لا ربا کے ظاہر کے مطابق غیر مسلم حربی سے قمار کے قائل ہیں نہ کہ ہر غیر مسلم سے، اور اہل علم جانتے ہیں کہ علماء اسلام کے نزدیک حربی کافر اور غیر حربی کافر یعنی ذمی و مستامن کے احکام میں فرق ہے۔ چنانچہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک قمار کی ممانعت دارالاسلام میں

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

مسلمان وذمی ومستامن سب سے ہے کیونکہ وہ مسلمانوں کی امان میں ہیں، اور اس امان کی وجہ سے ان کا مال معصوم ہو گیا، جبکہ حربی خواہ دارالحرب میں ہو یا کہیں اور، اس کے ساتھ ربا وقمار کی ممانعت نہیں کہ وہ مسلمانوں کی امان میں نہیں چنانچہ اس کا مال غیر معصوم ہونے کی وجہ سے اباحت اصلی پر باقی ہے۔

کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قمار میں جیتا ہوا مال واپس کروادیا تھا؟

بعض علماء جنھوں نے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی حدیث قمار کو مضطرب کہہ کر رد کر دیا حالانکہ انھیں علماء نے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے موقف کے رد میں ایک دلیل یہ بھی لکھی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قمار میں جیتا ہوا مال نہ خود لیا اور نہ حضرت ابوبکر صدیق کو لینے دیا بلکہ اس مال کو ناپاک وحرام فرمایا اور اسے صدقہ کروا دیا۔ مگر راقم الحروف کے خیال میں یہ دلیل خود ان معترض علماء کے نزدیک بھی مردود ہے کیونکہ ان حضرات نے خود لکھا کہ ''سیدنا ابوبکر صدیق کے قمار کے حوالے سے روایات مختلف ہیں چنانچہ ان روایات کے اضطراب کی وجہ سے ان روایات سے استدلال درست نہیں۔'' جب خود ان روایات کو اضطراب کی وجہ سے نا قابل استدلال قرار دے چکے تو اب ان روایات سے استدلال کرنا کیسے درست ہوسکتا ہے۔ بہرحال یہاں سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے قمار کے حوالے سے یہ وضاحت کرنا چاہوں گا کہ بعض روایات کے مطابق سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اس قمار میں ہار گئے

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

تھے۔ جس پر مسلمانوں کو شرمندگی ہوئی۔ اورامام ترمذی نے ہارنے ہی کی روایت ذکر کی ہے، جبکہ بعض محدثین ومفسرین نے آپ کے جیت جانے کا ذکر کیا ہے۔ ظاہر ہے واقعہ کے اس حصے کی روایت میں شدید اختلاف واقع ہوا جس کی وجہ سے ہار وجیت کا معاملہ یقیناً مضطرب و نا قابل استدلال ہے، جبکہ قمار کے وقوع میں سب کا اتفاق ہے اور یہ حصہ اضطراب سے پاک ہے اور یہی موضع استدلال بھی ہے۔ چنانچہ یہ اعتراض بھی گذشتہ اعتراضات کی طرح بے وزن ہے۔

اعتراض ۴: کیا حربی سے مراد بالفعل حربی ہونا ضروری ہے؟

بعض علماء کہتے ہیں کہ حدیث لا ربوا میں حربی سے مراد محض غیر ذمی کافر نہیں ہے بلکہ برسر جنگ قوم کا ایک فرد مراد ہے اور جس قوم کے ساتھ جنگ قائم ہو اسے ہر طرح سے جانی اور مالی اعتبار سے زک پہنچانے کی کوشش کی جاتی ہے اسی لئے اس قوم کے کسی حربی کافر سے اگر کسی مسلمان نے سودی معاملہ کے ذریعہ اس کا مال لے لیا تو وہ اس کا مالک ہو جائیگا۔

جواب: اس اعتراض کا ماحصل یہ ہے کہ: ا۔ حدیث لا ربوا کی رو سے صرف ان حربی کافروں سے قمار وربا جائز ہے کہ جن سے مسلمان کی بالفعل جنگ چھڑی ہوئی ہو۔ ۲۔ نیز اس قسم کے کفار کو ہر طرح کا جانی و مالی نقصان پہنچانا جائز ہے۔

راقم الحرف کے خیال میں یہ دونوں ہی باتیں درست نہیں ہے۔ پہلی بات

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

اس لئے درست نہیں ہے کہ ان علماء نے حربی کی جو تعریف بیان کی ہے وہ چودہ سوسال میں کسی فقیہ کے ذہن میں نہ آئی ،اس لئے کسی فقیہ نے آج تک بالفعل اور بالقوۃ متحارب کا فرق نہیں کیا، بلکہ عموما فقہاء کرام رحمھم اللہ نے مطلق حربیوں کے احکام بیان کئے ہیں۔ نیز اگر کوئی کافر بالفعل جنگ کے لئے سامنے موجود ہو تو اس سے جہاد کیا جائیگا یا کاروبار؟

دوسری بات اس لئے غلط ہے کہ یہ صحیح احادیث کے خلاف ہے ۔متعدد روایات میں مجاہدین کے لئے یہ حکم بیان ہوا کہ اہل حرب میں سے جو لوگ جنگ نہ کریں مثلا بوڑھے،عورتیں ، بچے اور عبادت گزار،تو ان لوگوں سے تعرض نہ کیا جائے۔

اعتراض ۵: کیا امام کاسانی کا استدلال غلط ہے؟

بعض علماء نے امام اعظم کے موقف کا رد کرتے ہوئے لکھا کہ،

نیز امام کاسانی حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ نے جو دلیل پیش کی ہے کہ ''حربی کا مال معصوم نہیں بلکہ فی نفسہ مباح ہے،ہاں البتہ مسلمان مستامن کو منع ہے کہ ان کی رضا کے بغیر ان کے مال کا مالک بنے کیونکہ اس میں غدر وخیانت ہے۔پس اگر حربی اپنے اختیار ورضا کے ساتھ خود دے تو ممانعت کی وجہ زائل ہوجائیگی۔ چنانچہ اب مسلمان کا اس مال کو لینا مال مباح غیر مملوک کو لینا ہے۔اور یہ شرعا درست ہے کہ جس طرح کہ جنگل سے گھاس ولکڑیاں لینا جائز ہے۔'' درست نہیں۔کیونکہ اس دلیل کو درست مان لیا جائے جائے پھر حربی مستامن سے بھی یہ چیزیں

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

جائز ہونا چاہیے حالانکہ کوئی بھی اس کے جواز کا قائل نہیں چنانچہ دارالحرب میں بھی یہ کام درست نہیں۔

جواب: مذکورہ بالا سطور میں امام کاسانی رحمۃ اللہ علیہ نے جو کچھ فرمایا وہ اصول کے عین مطابق ہے مگر معترضین نے بلاوجہ ایک الزامی جواب دینے کی کوشش کی ہے۔ اس الزامی جواب کے تفصیلی رد کے بجائے راقم الحروف صرف اسی بات کی وضاحت کرنا پسند کریگا کہ جس کی وجہ سے معترضین کے اذہان میں یہ اعتراض پیدا ہوا۔ معترضین نے دارالحرب میں امان لے کر جانے والے مسلمان اور دارالاسلام میں امان لے کر آنے والے حربی کافر میں فرق نہیں کیا، اور دونوں کے معاملے کو ایک سا سمجھ کر ایک ہی حکم لگا دیا۔ اگر معترضین کچھ غور وفکر سے کام لیتے تو اس پر واضح ہوجاتا کہ حربی مستأمن سے عقودِ فاسدہ یا عقدِ قمار یا عقدِ ربا کرنا اس لئے منع ہے کہ وہ مسلمانوں کی امان میں ہے، اور جب وہ مسلمانوں کی امان میں آ گیا تو اس کا مال غیر معصوم نہ رہا۔ لہذا اب مسلمان کے لئے بلاوجہ شرعی یا عقودِ فاسدہ مثل قمار و ربا کے، اسکا مال لینا جائز نہ رہا جبکہ دارالحرب میں کفار کا مال اپنی اصل کے مطابق مباح ہی رہا۔ اس کے برعکس کفار کی جانب سے مسلمان کو امان دینے سے کفار کے مال کی حیثیت میں کوئی فرق نہیں آیا۔ چنانچہ مسلمان ان کے یہاں معروف طریقوں مثل عقودِ فاسدہ و قمار و ربا سے انکی رضامندی کے ساتھ ان کا مال لے سکتا ہے۔ جبکہ دارالاسلام میں ذمی یا مستأمن کے ساتھ یہ معاملہ کرنا عصمتِ مال کی وجہ سے منع ہے جیسا کہ

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

علامہ سرخسی انھیں دونوں معاملات میں فرق بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں،

”وبه فارق المستأمنين في دارنا لان أموالهم صارت معصومة بعقد الأمان فلايمكنه أخذها بحكم الاباحة .“

ترجمہ: اور اس دلیل سے حکم جدا ہو گیا ہمارے دار میں امن لے کر آنے والے کافروں کا، کیونکہ عقد امان کی وجہ سے ان کے اموال معصوم ہو گئے، چنانچہ اب اباحتِ اصلیہ کے تحت ان کا مال حاصل کرنا ممکن نہ رہا۔

(المبسوط للسرخسی، کتاب صلح الملوک والموادعۃ، الجزء ۱۰ ص ۹۵ مطبوعہ: دارالمعرفۃ بیروت)

اعتراض ۶: کیا غیر مسلم سے عقد فاسد کے ذریعے مال لینا یہود کے طرز عمل کے مثل ہے؟

غیر مسلموں سے سود کے جواز کا قول یہودیوں کے قول کے مثل ہے کہ وہ کہتے ہیں ہم یہودیوں کے درمیان سود حرام ہے اور غیر یہودی سے لینا جائز ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ہمیں ان کی مشابہت سے منع فرماتا ہے۔

جواب: مذکورہ بالا اعتراض کے جواب سے پہلے یہ وضاحت کرنا چاہوں گا کہ شریعت کسی شخص کے مرتب کردہ اخلاقی اصولوں یا قیاس کا نام نہیں بلکہ شریعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیان کردہ تعلیمات کا نام ہے۔ اور ان تعلیمات سے جو متضاد ہو اگرچہ وہ دنیا والوں کی نظر میں کتنا ہی اچھا کیوں نہ ہو وہ

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

گمراہی و بے دینی ہے۔ لانہ قال علیہ الصلوۃ و السلام خیر ھدی ھدی محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم. رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو اخلاق کے اعلیٰ مراتب پر فائز ہیں یہ انھیں کی تعلیم ہے کہ غیر مسلم حربی سے جو معاملہ ظاہری اعتبار سے سودی صورت میں کیا جاتا ہے وہ سود نہیں جیسا کہ حدیث لا ربا میں بیان ہوا، تو پھر بلا وجہ اسے سود قرار دینا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمانِ اقدس کو چھوڑنا کس طرح درست ہوسکتا ہے۔ بلا دلیل کسی حدیث کو مرسل کہہ کر ضعیف قرار دینا یہ احناف کے اصولوں کے خلاف ہے۔ فقہاء حنفیہ کے نزدیک یہ روایات درست ہیں اور ان میں کوئی ضعف نہیں۔ مذکورہ تقریر سے ظاہر ہوا کہ اسے یہودیوں کے مثل کہنا سراسر ظاہر بینی پر مبنی ہے، کیونکہ یہودیوں کے نزدیک غیر یہودی سے سود لینا جائز ہے جبکہ ہمارے نزدیک کسی سے بھی سود لینا جائز نہیں۔ ہاں البتہ جو اضافی رقم یا مال سود کے نام پر کسی غیر مسلم سے اس کی رضا سے مل رہا ہے وہ حدیث شریف کی روشنی میں سود ہے ہی نہیں، بلکہ وہ تو غیر مسلم حربی کا غیر معصوم مال ہے جو وہ اپنی رضا سے دے رہا ہے۔ لہذا ہم اسے لے سکتے ہیں جیسا کہ ائمہ حنفیہ نے اس کی تصریح فرمائی ہے۔ ہاں البتہ اگر لینے والا مسلمان اسے سود سمجھ کر لیتا ہے تو اس کی بری نیت سے وہ مال سود نہیں بن جائے مگر مالِ مباح کو بری نیت سے حاصل کرنے کی وجہ سے گناہگار ضرور ہوگا۔ اور اس مسئلے کے نظائر کتب فقہیہ میں موجود ہیں مثلاً عالمگیری میں ہے کہ ''اگر کوئی پانی کو شراب کی نیت سے پیتا ہے تو اس کی بری نیت سے وہ

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

پانی شراب نہیں بن جائیگا مگر وہ شخص اپنی اس نیت کی وجہ سے گناہگار ہوگا۔"

مذکورہ بحث سے ظاہر ہوا کہ اسے یہودیوں کے مثل کہنا سراسر ظاہر بینی ہے۔ اگر اس ظاہر بینی کو درست مان لیا جائیگا تو کوئی یہ اعتراض بھی کر سکتا ہے کہ مسلمان حائضہ عورت کے معاملے میں یہودیوں کا سا سلوک کرتے ہیں۔ یہودیوں کے نزدیک عورت ان ایام میں ناپاک ہوتی ہے۔ اس لئے بیوی سے ان ایام میں قربت کرنا اور اس کا نماز پڑھنا اور روزہ رکھنا جائز نہیں ہے۔ اور مسلمان بھی اسی طرح کرتے ہیں لہذا مسلمان کا عورتوں سے برتاؤ یہودیوں کے برتاؤ سے مشابہ ہے۔ ظاہر ہے کہ اس قسم کے اعتراضات کا وہی جواب ہے جو ہم نے لکھا کہ صورتاً مشابہت کی وجہ سے ایک ہی حکم لگا دینا درست نہیں۔

اعتراض ۷: تو کیا غیر مسلم حربی یا حربیہ سے اس کی مرضی سے زنا بھی جائز ہے؟ العیاذ باللہ

اگر غیر مسلم حربی سے اس کی مرضی سے سود جائز ہے تو کوئی کہہ سکتا ہے کہ غیر مسلم حربی یا حربیہ سے اس کی مرضی سے زنا بھی جائز ہوگا۔

جواب: اس اعتراض کے جواب میں اتنا کہہ دینا بھی کافی ہے کہ غیر مسلم حربی سے ظاہری سودی معاملے کے جواز کا قول کسی کی شخصی رائے نہیں ہے بلکہ صاحبِ شریعت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث شریف کی روشنی میں ہے، جبکہ زنا کے جواز سے متعلق کوئی روایت نہیں ہے۔ ثانیاً اگرچہ غیر مسلم حربی مباح الدم اور مال ہے مگر شرمگاہ کے معاملے میں فقہاء فرماتے ہیں کہ اس معاملے میں اصل

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

حظر وممانعت ہے۔لہذا شرمگاہ صرف اسی طریقے سے حلال ومباح ہوسکتی ہے جو شریعتِ مطہرہ نے بیان کیا ہے یعنی نکاح یا ملک سے۔امام اہل سنت اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں،

''دارالحرب میں غدر بالاجماع حرام یوہیں زنا لعدم جریان الاباحة فی الابضاع (کیونکہ شرمگاہ میں اباحت جاری نہیں ہے) فتح میں مبسوط سے بعد عبارتِ مذکورہ منقول وبخلاف الزنا ان قیس علی الربا لان البضع لایستباح بالاباحة بل بالطریق الخاص اماالمال فیباح بطیب النفس به واباحته (بخلاف زنا کہ اگرچہ اسے سود پر قیاس کیا جائے کیونکہ شرمگاہ مباح کرنے سے مباح نہیں ہوتی بلکہ اس کا خاص طریقہ ہے جبکہ مال رضا مندی سے اور مباح کرنے سے بھی حلال ہوجاتا ہے۔)''

(فتاوی رضویہ ج ۷ ص ۸۹ مطبوعہ: مکتبہ رضویہ کراچی)

اعتراض ۸: کیاامام اعظم اس مسئلے میں تنہا ہیں؟

اوراگر جواز کے قائلین کا استدلال درست بھی ہوتو بھی اس مسئلہ میں اختلاف ہے اور جمہور عدم جواز ہی کے قائل ہیں۔جمہور کی دلیل ربا کی حرمت پر عمومی نصوص ہیں جو حرمتِ ربا پر دلالت کرتی ہیں اوران نصوص میں دارالحرب اوردارالاسلام،اورنہ ہی مسلمان اورحربی کا کوئی فرق بیان کیا گیا ہے۔

جواب: بلاشبہ اس مسئلے میں علماءمجتہدین کا اختلاف ہے مگر جواز کے قائلین

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

میں بھی جلیل القدر محدثین وفقہاء کرام شامل ہیں۔ان علماء میں سیدنا ابراہیم نخعی، امام ابوحنیفہ، امام سفیان ثوری، امام محمد بن حسن، امام احمد بن حنبل، عبدالملک بن حبیب وغیرہم رحمہم اللہ اجمعین شامل ہیں۔ سیدنا امام اعظم، محمد بن حسن رحمہما اللہ تعالیٰ کے حوالے سے کسی پر مخفی نہیں کہ یہ بزرگ اس کے جواز کے قائل ہیں۔امام احمد رحمہ اللہ کے حوالے سے شیخ ابن مفلح حنبلی نے اپنی فروع میں لکھا کہ ان سے بھی دارالحرب میں ربوی معاملے کے جواز کی روایت ہے۔

وقد روی عن احمد انه قال : لایحرم الربافی دارالحرب .

اور امام احمد بن حنبل سے روایت کیا گیا کہ آپ نے فرمایا، دارالحرب میں سودی معاملہ حرام نہیں۔

(الفروع لابن مفلح صفحہ ۱۴۷ ج ۴)

اسی قول پر شیخ ابن تیمیہ نے المحرر میں لکھا کہ،

الربامحرم فی دارالاسلام والحرب الابین مسلم وحربی لاامان بینهما.

(المحرر صفحہ ۳۱۸ ج ۱)

ترجمہ: سود دارالحرب اور دارالاسلام میں حرام ہے سوائے اس مسلمان اور حربی کے درمیان کہ جن کے درمیان امان کا معاملہ نہ ہو۔

اسی طرح مالکیہ میں بھی اکثر علماء اس کے جواز کے قائل ہیں۔ابن رشد مالکی لکھتے

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

ہیں،

كذلك الربا مع الحربي في دارالحرب مكروه وليس بحرام لانه لما جاز له ان ياخذ من ماله مالم يؤتمن عليه لم يحرم عليه ان يربى معه فيه .

(البیان والتحصیل صفحہ۲۹۱ ج ۱۷)

ترجمہ: اسی طرح حربی سے دارالحرب میں سودی معاملہ کرنا صرف مکروہ ہے حرام نہیں، کیونکہ جب مسلمان کے لئے یہ جائز ہے کہ اس کے مال سے لے لے جب تک اسے اس مال پر امین نہیں بنایا گیا ہو تو اسی طرح حربی کے ساتھ (بظاہر) سودی معاملہ کرنا بھی حرام نہیں۔

مذکورہ بالا عبارات سے معلوم ہوا کہ اہل سنت کے چاروں مذاہب میں سے تین مذاہب کے علماء کی ایک بڑی تعداد مسلمان اور حربی کے درمیان ربوی معاملے کے جواز کی قائل ہے۔ چنانچہ بعض لوگوں کا یہ کہنا اس معاملے میں صرف امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ تنہا جواز کے قائل ہیں سراسر غلط ہے۔

اعتراض ۹: امام اعظم کے مؤقف کی خودساختہ وضاحت

بعض حضرات نے لکھا کہ ''امام اعظم نے جو یہ کہا ہے کہ دارالحرب میں مسلمان اور حربی کے درمیان ربوٰ نہیں ہے ان کی بھی اس قول سے یہی مراد ہے کہ چونکہ دارالحرب مسلمانوں کی ولایت نہیں ہے اس لئے مسلمان حاکم وہاں

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

کسی مسلمان کے سود لینے پر اس کا مواخذہ نہیں کریں گے اور وہ اس کا مالک ہوجائیگا لیکن اس کا یہ فعل گناہ ہے اور وہ اس پر اخروی عذاب کا مستحق ہے ،اس کی وضاحت علامہ سرخسی کی اس عبارت سے ہوتی ہے۔

وابو حنيفة يقول بالاسلام قبل الاحراز تثبت العصمة فى حق الامام دون الاحكام الاترى ان احدهما لو اتلف مال صاحبه او نفسه لم يضمن وهو اثم فى ذلك وانما تثبت العصمة فى حق الاحكام بالاحراز والاحراز بالدار لا بالدين لان الدين مانع لمن يعتقده حرمته ومن لم يعتقده فلثبوت العصمة فى حق الاثم قلنا يكره لهما هذا الصنيع ولعدم العصمة فى حق الحكم قلنا لا يؤمر ان يرد ما اخذه لان كل واحد منهما انما يملك مال صاحبه بالاخذ .

(المبسوط للسرخسی ، کتاب الصرف، باب الصرف فی دارالحرب، الجزء ۱۴ص ۵۸ دارالمعرفۃ بیروت)

ترجمہ: امام ابوحنیفہ فرماتے ہیں کہ دارالاسلام کی حفاظت میں آنے سے پہلے اسلام سے جو عصمت ثابت ہوتی ہے وہ صرف امام کے حق میں ہے۔ احکام کے حق میں نہیں، کیا تم نہیں دیکھتے کہ اگر ان دو مسلمانوں میں سے کوئی ایک دوسرے کا مال یا اس کی جان تلف

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

کردے تو اس پر ضمان نہ ہوگا حالانکہ وہ اس فعل کی وجہ سے گنہگار ہوگا، دراصل احکام میں عصمت صرف دارالاسلام میں رہنے سے ہوتی ہے، نہ کہ دین کی وجہ سے، کیونکہ دین تو حقِ شرع کے لحاظ سے ان لوگوں کو روکتا ہے جو اس دین کا اعتقاد رکھتے ہیں اور جو اس کا اعتقاد نہیں رکھتے ان کو نہیں روکتا، اس کے برخلاف جب انسان دارالاسلام میں ہو تو اس کے مال کی حفاظت اس شخص سے بھی کی جائیگی جو اس کی حرمت کا اعتقاد رکھتا ہے یا اس دین کا اعتقاد رکھتا ہے، پس گناہ ہونے کی حیثیت سے جو عصمت ثابت ہے اس اعتبار سے ہم نے کہا ان کا یہ فعل مکروہ ہے، اور قانون کے لحاظ سے عدم عصمت کی بناء پر (چونکہ مسلمانوں کی ولایت میں نہیں ہے) ہم نے یہ کہا کہ اس کا لیا ہوا مال واپس کرنے کا حکم نہیں دیا جائیگا کیونکہ ان میں سے ہر ایک جب دوسرے کا مال لیتا ہے تو محض لینے کی وجہ سے ہی اس مال کا مالک ہوجاتا ہے۔

امام اعظم کا یہ اصول ہے کہ اگر مسلمان دارالحرب میں کوئی عقدِ فاسد کرے تو وہ اس سے مالک تو ہوجائیگا لیکن اس کا یہ فعل گناہ ہے۔ علامہ سرخسی لکھتے ہیں:

وان کانا اسلما ولم یخرجا حتی تبایعا بالربا کرهته ولم اردہ له وهو قول ابی حنیفة.

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

(المبسوط للسرخسی، کتاب الصرف، باب الصرف فی دارالحرب، الجز

۱۴ص ۵۸ دارالمعرفۃ بیروت)

ترجمہ: اگر دو حربی مسلمان ہو جائیں اور دارالحرب سے ہجرت نہ کریں اور آپس میں سود کا معاملہ کریں تو میں اس کو مکروہ (تحریمی) قرار دیتا ہوں لیکن یہ سود واپس نہیں کروں گا اور یہی امام ابو حنیفہ کا قول ہے۔''

ان عبارات سے یہ بات بالکل واضح ہوگئی کہ امام ابو حنیفہ کے نزدیک اگر دارالحرب میں رہنے والے مسلمان آپس میں سود لیں یا مسلمان حربی کافر سے سود لے تو وہ اس سود کا مالک تو ہو جائے گا لیکن سود لینے والا مسلمان بہرحال گناہگار ہوگا۔''

جواب: ان حضرات نے مذکورہ بالا عبارت میں دو امور بیان کئے ہیں:

۱۔ اگر دارالحرب میں ایک مسلمان دوسرے مسلمان سے سودی معاملہ کرے تو وہ اس سود کا مالک تو ہو جائیگا لیکن سود لینے والا مسلمان بہرحال گناہ گار ہوگا۔

۲۔ اگر دارالحرب میں کوئی مسلمان کافر حربی سے بھی سود کا معاملہ کرے تو وہ اس سود کا مالک تو ہو جائیگا لیکن سود لینے والا مسلمان بہرحال گناہ گار ہوگا۔

ان میں سے پہلا امر تو ہمارے نزدیک بھی مسلّم ہے کہ مسلمانوں کے مابین سودی معاملہ جائز نہیں اگرچہ وہ حربی ہوں اور یہی علامہ سرخسی کی عبارت سے ظاہر ہے، لیکن دوسرا امر کہ حربی کافر سے بھی سودی معاملہ کرنا گناہ اور استحقاقِ

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

عذاب کا مُوجِب ہے، مذکورہ بالا عبارت کے کس حصے سے ثابت ہے؟ یہ ہمیں سمجھ نہیں آیا کیونکہ امام سرخسی رحمۃ اللہ علیہ کی دونوں عبارتیں صرف مسلمانوں کے متعلق ہیں ان میں کافر کے حوالے سے مسئلہ نہیں بیان کیا گیا۔ نیز یہ کہ امام سرخسی رحمۃ اللہ علیہ کے قول کو بلا وجہ ترتیب بدل کر اور درمیانی عبارت کو حذف کر کے پیش کیا گیا حالانکہ یہ دونوں عبارتیں مبسوط کی چودھویں جلد کے صفحہ نمبر ۵۸ پر ایک ہی معاملے (یعنی مسلمان کا مسلمان سے درالحرب میں سودی معاملہ کرنے) سے متعلق بیان فرمائی گئی ہیں۔ ہم پوری عبارت اسی ترتیب لکھ رہے ہیں جیسا کہ امام سرخسی نے رقم فرمائی اور درمیان سے حذف کی گئی عبارت کو ہائی لائٹ کر دیا گیا ہے۔ وہ عبارت درج ذیل ہے۔

وان كانا اسلما ولم يخرجا حتى تبايعا بالربا كرهته ولم اردہ له وهو قول ابى حنيفة وقال ابويوسف ومحمد رحمهما الله يرده والحكم فيها كالحكم فى التاجرين أما على أصل ابى يوسف فقط فظاهر لانه لايجوز هذا العقد بين المسلم والحربى فكيف يجوز بين المسلمين ومحمد يقول مال كل واحد منهما معصوم عن التملك بالأخذ ألاترى أن المسلمين لو ظهروا على الدار لايملكون مالهما بطريق الغنيمة وانما يتملك أحدهما مال صاحبه بالعقد بخلاف

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

مال الحربی وابوحنیفة یقول بالاسلام قبل الاحراز تثبت العصمة فی حق الامام دون الاحکام الاتری ان احدھما لواتلف مال صاحبه او نفسه لم یضمن وھو اثم فی ذلک وانما تثبت العصمة فی حق الاحکام بالاحراز والاحراز بالدار لا بالدین لان الدین مانع لمن یعتقده حرمته ومن لم یعتقده فلثبوت العصمة فی حق الاثم قلنا یکره لھما ھذا الصنیع ولعدم العصمة فی حق الحکم قلنا لا یؤمر ان یرد ما اخذه لان کل واحد منھما انما یملک مال صاحبه بالاخذ.

(المبسوط للسرخسی، کتاب الصرف، باب الصرف فی دارالحرب، الجزء۱۴ص ۵۸ دارالمعرفة بیروت لبنان)

ترجمہ: اگر دو حربی مسلمان ہو جائیں اور دارالحرب سے ہجرت نہ کریں اور آپس میں سود کا معاملہ کریں تو میں اس کو مکروہ (تحریمی) قرار دیتا ہوں لیکن یہ سود واپس نہیں کرواؤں گا اور یہی امام ابوحنیفہ کا قول ہے، اور امام ابو یوسف ومحمد رحمہما اللہ نے فرمایا وہ لوٹائے گا، اور اس معاملہ میں حکم دو تاجروں کے مابین کا ہے، بہرحال امام ابو یوسف کے اصول پر یہ حکم تو ظاہر ہے کہ یہ سودی معاملہ مسلمان اور حربی کے مابین جائز نہیں تو دو مسلمانوں کے مابین کس طرح جائز

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

ہوگا؟ جبکہ امام محمد فرماتے ہیں کہ ان دونوں میں سے ہر ایک کا مال قبضہ سے ملکیت میں آنے سے معصوم ہے، کیا تو نہیں دیکھتا کہ اگر مسلمان کسی علاقہ پر غلبہ پائیں تو ان دونوں کے مال کے غنیمت کے طور پر مالک نہیں ہوجاتے، بلا شبہ ان میں سے ہر ایک دوسرے کے مال کا عقد کے ذریعے مالک ہوجاتا ہے بخلاف حربی کے مال کے، امام ابو حنیفہ فرماتے ہیں، کہ محفوظ کر لینے سے پہلے عصمت صرف امام کے حق میں ثابت ہوتی ہے نہ کہ احکام کے حق میں، کیا تو نہیں دیکھتا کہ اگر ان میں سے کوئی دوسرے کا مال یا عضو ضائع کردے تو ضمان نہیں مگر وہ گناہ گار ہے، اور بلاشبہ عصمت احکام کے حق میں احراز (حفاظت) سے ثابت ہوتی ہے نہ کہ دین سے، اس لئے کہ دین مانع ہے اس شخص کو جو اس کی حرمت کا اعتقاد رکھتا ہو اور جو اعتقاد نہ رکھتا ہو، تو گناہ کے حق میں عصمت کے ثبوت کے لئے ہم نے اسے دونوں کے لئے مکروہ کہا، اور حکم کے حق میں عصمت ثابت نہ ہونے کی بناء پر ہم نے کہا کہ جو کچھ وہ لے چکا ہے اسے لوٹانے کا حکم نہیں دیا جائے گا، اس لئے کہ ان میں سے ہر ایک قبضہ کی بنا پر دوسرے کے مال کا مالک بن جاتا ہے''۔

شاید ان حضرات نے علامہ سرخسی کی اس عبارت کو اس لئے ترتیب بدل کر اور درمیانی عبارت کو حذف کر کے لکھا ہے کہ انھیں اپنا غلط مؤقف ثابت کرنا ہے،

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

یعنی مسلمان اور حربی کافر کے درمیان بھی ربوی معاملہ ناجائز اور اخروی عذاب کا موجب ہے، کیونکہ یہ حضرات علامہ سرخسی کی اس عبارت کو بعینہ نقل کر دیتے تو سرسری نظر سے پڑھنے والے کو بھی معلوم ہو جاتا کہ یہ عبارت صرف اور صرف دو مسلمانوں کے درمیان سودی معاملہ کرنے سے متعلق ہے اور قاری سمجھ جاتا کہ اس سے مسلمان اور حربی کافر کے درمیان سودی معاملے کی حرمت ثابت نہیں جیسا کہ مذکورہ بالا عبارت میں ”بخلاف مال الحربی“ سے ظاہر ہے۔

العیاذ باللہ!

پھر اس غلط تاویل کو لکھتے ہوئے انھیں علامہ سرخسی کی وہ عبارات نظر نہیں آئیں جو اسی صفحہ سے پہلے یعنی ۵۶ اور ۵۷ پر تھیں، جن عبارات میں امام سرخسی نے واضح لفظوں میں لکھا کہ فتح مکہ تک حضرت عباس بن عبدالمطلب نے جو سود لیا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے واپس نہ کروایا، اور رکانہ کا واقعہ لکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بکریوں کی شرط پر اس سے مقابلہ کیا اور اسے پچھاڑ کر اس کی بکریاں لیں اور پھر تألیف قلب کے لئے واپس کر دیں۔ پھر اس سے امام اعظم کے مؤقف پر استدلال کرتے ہوئے لکھا کہ:

وکذلک لو باعهم میتة أو قامرهم وأخذ منهم مالا بالقمار فذلک المال طیب له عندابی حنیفة ومحمد رحمهما الله .

(المبسوط للسرخسی، کتاب الصرف، باب الصرف فی دار الحرب، الجز

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

۱۴اص ۵۸ دارالمعرفۃ بیروت لبنان)

ترجمہ: اور یہی حکم ہے کہ مسلمان اگر حربیوں کو مردار بیچے یا ان سے شرط لگائے، اور شرط کی بنا پر ان سے مال لے تو وہ مال اس کے لئے حلال وطیب ہے امام ابوحنیفہ وامام محمد رحمہما اللہ کے نزدیک"۔

اسی صفحہ پر ہے،

وھذا دلیل علی جواز مثلہ فی دارالحرب بین المسلم والحربی وھذا لان مال الحربی مباح.

(المبسوط للسرخسی، کتاب الصرف، باب الصرف فی دارالحرب، الجز ۱۴اص ۵۸ دارالمعرفۃ بیروت لبنان)

ترجمہ: اور یہ دلیل ہے دارحرب میں مسلمان اور حربی کے مابین اسی کی مثل معاملے کے جواز پر، اور یہ حکم اس لئے ہے کہ حربی کا مال مباح ہے"۔

اسی طرح انھیں وہ عبارت نظر نہ آئی جو ان کی نقل کردہ عبارت کے اگلے صفحے یعنی صفحہ نمبر ۵۹ پر ہے جس میں واضح لفظوں میں لکھا ہے کہ کافر حربی کا مال اس طریقے سے لینا مباح ہے۔

ویستوی ان کان المسلم أخذ الدرھمین بالدرھم أو الدرھم بالدرھمین لانہ طیب نفس الکافر بمااعطاہ قل ذلک أو کثر واخذ مالہ بطریق الاباحۃ کماقررنا.

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

ترجمہ: اور برابر ہے مسلمان خواہ ایک درہم کے بدلے میں دو درہم حاصل کرے یا دو درہم کے بدلے میں ایک درہم، کیونکہ وہ کافر کی اپنی خوشی ہے جو وہ دے رہا ہے خواہ کم ہو یا زیادہ، اور اس نے اس کا مال بطریق اباحت حاصل کیا ہے جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے۔

ہماری پیش کردہ دونوں عبارات میں علامہ سرخسی نے کافر حربی سے بظاہر سودی یا قمار کا معاملہ کر کے جو مال لیا جائے اسے نا صرف مباح بلکہ پاک بھی قرار دیا اور مباح و پاک وہی ہوتا ہے جو نہ گناہ ہو اور نہ اس پر استحقاق عذاب۔ لہذا ان حضرات نے امام اعظم کے قول کی جو وضاحت کی ہے وہ سراسر خود ساختہ اور امام اعظم کے مؤقف کے صریح خلاف اور تمام حنفی کتب فقہیہ کے معارض ہونے کی وجہ سے قابلِ اعتناء نہیں ہے۔

اعتراض ۱۰ کیا امام اعظم کا یہ قول غیر مسلم ممالک میں مقیم مسلمانوں کے حق میں نہیں؟

امام اعظم رحمہ اللہ کا یہ قول حربیوں کے متعلق ہے اور غیر مسلم ممالک میں مقیم مسلمانوں کے احوال پر منطبق نہیں ہوتا، کیونکہ جب کوئی مسلمان وہاں رہائش اختیار کرتا ہے تو وہ ان سے مختلف قسم کے معاہدے کرتا ہے لہذا اس کی حیثیت معاہد کی ہے۔

جواب: معترضین کا یہ اعتراض بھی گزشتہ اعتراضات کی طرح قلتِ مطالعہ پر مبنی ہے، کیونکہ ظاہر ہے کہ ہمارے فقہاء کرام نے حربی یا دارالحرب کی تعریف

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

عمومی اعتبار سے کی ہیں، کسی خاص شخص کے تعلقات کے اعتبار سے نہیں کی۔ اور یہ عام سی بات ہے کہ دارالحرب میں بہت سے ایسے افراد ہوسکتے ہیں جو دارالاسلام میں بسنے والے بعض افراد کے دوست یا رشتے دار ہوں، لہذا ان لوگوں کی دوستی یا رشتہ داری سے دارالحرب دارالاسلام یا حربی شخص ذمی یا مستامن تو نہیں ہو جائیگا۔ اور اسی طرح اگر کوئی کافر ملک کسی یا بعض مسلمانوں کو اپنے ہاں بعض شرائط پر رہنے کی اجازت دیدے تو اس سے وہ دارالاسلام نہیں ہو جائیگا یا وہاں بسنے والے لوگ غیر حربی نہ ہو جائیں گے۔ نیز اسی اعتراض کو مدنظر رکھتے ہوئے امام سرخسی رحمۃ اللہ علیہ نے واضح لفظوں میں اس کی وضاحت بھی فرمائی ہے جیسا کہ درج ذیل حوالے سے ظاہر ہے۔

وهذا دليل على جواز مثله في دارالحرب بين المسلم والحربي وهذا لان مال الحربي مباح ولكن المسلم بالاستئمان ضمن لهم أن لايخونهم وان لايأخذ منهم شيأ الابطيبة أنفسهم فهو يتحرز عن الغدر بهذه الأسباب ثم يتملك المال عليهم بالأخذ لابهذه الأسباب وهذا لان فعل المسلم يجب حمله على أحسن الوجوه ماأمكن وأحسن الوجوه ماقلنا.

(المبسوط للسرخسی، کتاب الصرف، باب الصرف، الجزء ۱۴ ص ۵۷۔ ۵۸ دارالمعرفۃ بیروت لبنان)

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

ترجمہ: یہ جواز کی دلیل ہے اس قسم کے معاملات کی حربی اور مسلمان کے مابین دارالحرب میں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ حربی کا مال مباح ہے لیکن مسلمان اُس سے امن طلب کرنے کی وجہ سے اس بات کا ضامن ہو جاتا ہے کہ ان سے خیانت نہ کرے، اور ان کی کوئی چیز ان کی رضامندی کے بغیر نہ لے۔ چنانچہ وہ ان اسباب کی وجہ سے ان سے دھوکہ دہی سے گریز کرے گا، پھر ان کے مال (ان کی رضامندی سے) حاصل کر کے مالک ہو جائیگا۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ جہاں تک ممکن ہو سکے مسلمان کے فعل کو احسن وجوہ پر محمول کرنا واجب ہے اور احسن وجوہ وہ ہیں جو ہم نے بیان کیں۔"

آپ رحمۃ اللہ علیہ ان احسن وجوہ کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں،

"وان بایعهم المستأمن الیهم الدرهم بالدرهمین نقدا أو نسیة أو بایعهم فی الخمر والخنزیر والمیتة فلابأس بذلک فی قول أبی حنیفة ومحمد رحمهماالله تعالیٰ"

ترجمہ: اگر دارالحرب میں امان طلب کر کے جانے والا مسلمان انھیں ایک درہم دو درہم کے بدلے میں خواہ نقد بیچے یا ادھار، یا انھیں شراب، خنزیر یا مردار بیچے تو امام اعظم اور امام محمد رحمھما اللہ کے نزدیک اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

پھر اس کی علت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں،

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

"وهما يقولان هذا أخذ مال الكافر بطيبة نفسه ومعنى هذا ان أموالهم على أصل الاباحة الاأنه ضمن أن لايخونهم فهو يسترضيهم بهذه الأسباب للتحرز عن الغدر ثم يأخذ أموالهم بأصل الاباحة لاباعتبار العقد."

(المبسوط للسرخسی، کتاب السیر، باب صلح الملوک والموادعة، الجزء ١٠ ص ٩٥ دارالمعرفة بیروت لبنان)

ترجمہ: وہ دونوں (امام اعظم اور امام محمد رحمھما اللہ) فرماتے ہیں کہ کافر سے اس کا مال اس کی خوشی سے لینا ہے اور اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کے اموال اباحتِ اصلیہ پر باقی ہیں سوائے یہ کہ مسلمان نے عہد کیا ہے کہ وہ ان سے خیانت نہیں کریگا چنانچہ وہ دھوکہ دہی سے بچتے ہوئے انھیں بیع وغیرہ کے ذریعے راضی کرتا ہے پھر اصل اباحت کے تحت ان کے اموال حاصل کرتا ہے نہ کہ عقد کے اعتبار سے۔

اعتراض ١١ کیا امام اعظم کا یہ قول صرف دارالحرب سے متعلق ہے؟

بعض علماء نے کہا کہ امام اعظم کے قول کے مطابق غیر مسلموں سے ربا وقمار کا جواز دارالحرب کے ساتھ مقید ہے اور دارالحرب وہ ہوتا ہے جس سے مسلمان عملا برسر جنگ ہوں، اس ملک کے ساتھ سفارتی تعلقات قائم نہ ہوں اور جہاں کسی مسلمان کو اس کے مسلمان ہونے کی حیثیت سے اس کی جان، مال اور عزت

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

محفوظ نہ ہوں جیسا کہ کسی زمانے میں اسپین میں تھا۔۔۔جبکہ کافروں کے وہ ملک جن سے مسلمانوں کے سفارتی تعلقات ہیں، تجارت اور دیگر انواع کے معاہدات ہیں، پاسپورٹ اور ویزے کے ساتھ ایک دوسرے کے ملک آتے جاتے ہیں، مسلمانوں کی جان، مال اور عزت محفوظ ہے بلکہ وہاں مسلمانوں کو اپنے مذہبی شعائر پر عمل کرنے کی بھی آزادی ہے جیسے امریکہ، برطانیہ، ہالینڈ، جرمنی اور افریقی ممالک یہ ملک دارالحرب نہیں بلکہ دارالکفر ہیں۔۔۔اس لئے یہاں مسلمانوں کے لئے سود کا لین دین کسی طرح سے جائز نہیں ہے۔اسی طرح یہاں کافروں کا مال عقودِ فاسدہ سے لینا بھی جائز نہیں۔

جواب: **اولا:** مذکورہ بالا اعتراض کا ماحصل یہ ہے کہ مسلمان اور غیر مسلم میں سود صرف دارالحرب میں متحقق ہوتا اور آج امریکہ، برطانیہ، ہالینڈ، جرمنی اور افریقی ممالک وغیرہ دارالحرب نہیں لہذا ان ممالک میں مسلمان کا غیر مسلم سے ربا وقمار وعقود فاسدہ کے ذریعے مال حاصل کرنا ناجائز ہے۔

اس بات سے قطع نظر مذکورہ بالا ممالک دارالحرب ہیں یا دارالاسلام، راقم الحروف سب سے پہلے اس بات کی وضاحت کرنا چاہے گا کہ ان حضرات نے مذکورہ بالا ممالک کو جس دلیل سے دارالحرب کی تعریف سے خارج کیا ہے وہ درست نہیں، کیونکہ عندالفقہاء اگر دارالحرب کے کفار یا ان کی حکومت مسلمانوں سے کسی موقع پر بعض معاہدات کرلے تو وہ ملک دارالحرب کی تعریف سے نہیں نکل جائیگا جیسا کہ شمس الائمہ سرخسی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں،

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

وان أراد قوم من أهل الحرب من المسلمين المواد عة سنين معلومة على ان يؤدى أهل الحرب الخراج اليهم كل سنة شيأمعلوما على ان لاتجرى أحكام الاسلام عليهم فى بلادهم لم يفعل ذلک الاان يكون فى ذلک خير للمسلمين لانهم بهذه المواد عة لايلتزمون أحكام الاسلام ولايخرجون من ان يكونوا أهل حرب .

(المبسوط للسرخسی ، کتاب السیر ، باب صلح الملوک والموادعۃ ، الجزء۱۰ ص۸۷، ۸۸ دارالمعرفۃ بیروت لبنان)

ترجمہ: اگر اہلِ حرب مسلمانوں سے چند معلومہ سالوں کے لئے معاہدہ کریں کہ وہ ہر سال مسلمانوں کو مقررہ خراج ادا کریں گے اس شرط پر کہ ان پر احکامِ اسلام جاری نہ ہونگے تو ایسا معاہدہ نہ کیا جائے، سوائے یہ کہ اس میں مسلمانوں کے لئے بھلائی ہو کیونکہ وہ اس معاہدے کی وجہ سے احکامِ اسلامیہ کا التزام نہ کریں گے چنانچہ وہ لوگ اہل حرب کی تعریف سے خارج نہ ہونگے۔

علامہ سرخسی رحمۃ اللہ علیہ کی اس عبارت سے ظاہر ہوگیا کہ اگرچہ حربی لوگ یا حربی ملک مسلمانوں سے معاہدہ کرکے خراج بھی ادا کرے، مسلمانوں سے جنگ بھی نہ کرے تب بھی وہ حربی ہی رہیں گے کیونکہ ان پر احکامِ اسلامیہ جاری نہ ہوئے۔ لہذا ان حضرات کے مؤقف کی غلطی ظاہر ہوگئی۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

ثانیاً: ان حضرات کا یہ ادعاء کہ مسلم اور غیر مسلم کے درمیان ربا وعقودِ فاسدہ کے جواز کا مسئلہ دارالحرب کے ساتھ مقید ہے، عندالمحققین درست نہیں۔ اس غلط فہمی کا پہلا سبب تو یہ ہے کہ ان حضرات نے حدیث میں وارد لفظ ''ثمہ'' کو قید احترازی سمجھا حالانکہ فقہاء کرام کی عبارات سے ظاہر ہے کہ یہ قید احترازی نہیں بلکہ اتفاقی ہے۔ مجدد دین وملت امام اہل سنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں،

اور یہیں سے ظاہر ہوگیا کہ اس مسئلہ میں ماخوذ منہ کا کافر حربی خواہ محل اخذ کا دارالحرب ہونا ضرور نہیں کما تشھد بہ مسائل المولی والشرکاء صرف انتفائے حقیقت وقصدِ ربا درکار ہے کہ اس کے بعد نہ عنداللہ ارتکاب حرام نہ اپنے زعم میں مخالفتِ شرع پر اقدام، علماء نے کہ مسئلہ حربی میں قید دارالحرب ذکر فرمائی اس کا منشاء اخراج مستأمن ہے کہ اس کا مال مباح نہ رہا ردالمحتار میں ہے قولہ ثمہ ای فی دارالحرب قید بہ لانہ لودخل دارنا بامان فباع منہ مسلم درھما بدرھمین لایجوز اتفاقا عن المسکین، ھدایہ میں ہے لاربا بین المسلم والحربی فی دارالحرب بخلاف المستامن منھم لان مالہ صار محظورا بعقد الامان اھ ملخصا فتح القدیر میں مبسوط سے ہے اطلاق النصوص فی المال المحظور وانما یحرم علی المسلم اذا کان

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

بطريق الغدر فاذا لم یاخذ غدرا فبای طریق اخذه حل بعد كونه برضا بخلاف المستامن منهم عندنا لان ماله صار محظورا بالامان فاذا اخذه بغير الطريق المشروعة يكون غدرا بالجملہ حقیقت ربا اموال محظورہ میں متحقق ہوتی ہے کما سمعت انفا۔

(فتاوی رضویہ، کتاب البیوع ، باب الربا، ج ۷ ص ۸۸ مطبوعہ: مکتبہ رضویہ کراچی)

صدرالشریعہ بدرالطریقہ مولانا امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی فتاوی امجدیہ (جلدسوم صفحہ ۲۲۷،۲۲۸ مطبوعہ: مکتبہ رضویہ کراچی) میں اسی بات کی صراحت فرمائی کہ اس حدیث میں حربی کی قید اتفاقی ہے،طوالت کی وجہ سے وہ عبارت نقل نہیں کی گئی۔ بہرحال مذکورہ بالا تقریر سے ظاہر ہوگیا کہ حربی خواہ دارالاسلام میں پایا جائے یا دارالحرب میں یا دارالکفر میں امام اعظم کے قول کے مطابق اس کے اور مسلمان کے مابین سود متحقق نہیں ہوتا۔

اعتراض ۱۲ کیا مورٹ گیج Mortgage) میں مسلمان کا نقصان ہے؟

امام اعظم کے قول سے استدلال کرنا درست نہیں ہے کیونکہ ان کے قول کے مطابق مسلمان کو حربی سے سود لینا جائز ہے نہ کہ دینا،اور جب مورٹ گیج پر کوئی چیز لی جائے گی تو مسلمان سود دینے والا ہوگا نہ کہ لینے والا اور یہ امام اعظم کے قول

https://archive.org/details/@zohaibhasanattari
for more books click on the link

کے برعکس ہے۔

جواب: پہلے تو اس بات کی وضاحت کردوں کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک سود لینا کسی بھی صورت میں جائز نہیں ہے اور جو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حربی اور مسلمان کے درمیان اس قسم کے معاملے کے جواز کا قول کیا ہے تو وہ اسی طور پر ہے کہ وہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روشنی میں سود نہیں ہے۔ بہرحال جب یہ بات واضح ہوگئی تو خیال رہے کہ امام اعظم کے نزدیک اس کی کوئی قید نہیں ہے کہ زیادتی مسلمان کو حاصل ہورہی ہے یا غیر مسلم کو جیسا کہ ہم نے گزشتہ سطور میں وضاحت کی ہے اور مزید تشفی کے لئے امام سرخسی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت دوبارہ نقل کی جاتی ہے۔

ویستوی ان کان المسلم أخذ الدرهمین بالدرهم أو الدرهم بالدرهمین لانه طیب نفس الکافر بمااعطاه قل ذلک أو کثر واخذ ماله بطریق الاباحة کمااقررنا.

(المبسوط للسرخسی، کتاب الصرف، باب الصرف، الجزء ۱۴ ص ۵۹ دارالمعرفۃ بیروت لبنان)

ترجمہ: اور برابر ہے مسلمان خواہ ایک درہم کے بدلے میں دو درہم حاصل کرے یا دو درہم کے بدلے میں ایک درہم کیونکہ وہ کافر کی اپنی خوشی ہے جو وہ دے رہا ہے خواہ کم ہو یا زیادہ اور اس نے اس کا مال بطریق اباحت حاصل کیا ہے جیسا کہ ہم بیان کرچکے ہیں۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

ہاں البتہ مذکورہ بالا عبارت سے بھی ظاہر ہے اور متأخرین حنفیہ نے بھی تصریح فرمائی کہ حربی سے اس قسم کے معاملے میں مسلمان کو نفع ملنا چاہیے اس کے برعکس اگر نفع غیر مسلم کو ملے تو ایسا کرنا سود تو نہیں مگر ناجائز ہے کہ بلا وجہ اپنے مال کو ضائع کرنا ہے۔ اسی بات کو مدنظر رکھتے ہوئے اگر ہم مورٹ گیج کے مسئلے کو دیکھیں تو ظاہر ہو جائیگا کہ مورٹ گیج میں مسلمان کا فائدہ ہے یا کرایہ پر مکان لے کر رہنے میں؟ راقم الحروف نے انٹرنیٹ پر دیکھا اور امریکہ وانگلینڈ میں رہنے والے بعض علماء و صلحاء و عوام سے اس سلسلے میں معلومات حاصل کی تو انھوں نے بتایا کہ اگر کوئی مسلمان کرایہ پر مکان لے کر رہائش اختیار کرے اور اس مکان میں بیس پچیس سال بھی گزار دے تو اسے کرایہ کے بدلے میں مکان کی عارضی سکونت کے علاوہ کچھ حاصل نہیں ہوتا بلکہ مالک مکان کی جانب سے مختلف ناقابل برداشت شرائط کو بھی ماننا پڑتا ہے مثلاً فیملی میں دو بچوں سے زیادہ نہ ہوں اور اگر زیادہ ہو جائیں جیسا کہ الحمدللہ مسلمانوں میں اولاد وافر ہوتی ہے، تو انھیں وہ مکان چھوڑنا پڑ جاتا ہے یا کرایہ زیادہ دینا پڑتا ہے۔ نیز مہمانوں کے سلسلے میں یہ شرط ہوتی ہے کہ زیادہ مہمان نہ آئیں اور اگر کوئی آجائے تو زیادہ دن رہائش اختیار نہ کرے۔ جبکہ اس کے برعکس مسلمان اسی مکان کو مورٹ گیج پر حاصل کر لے تو عموماً مورٹ گیج کی اقساط کی صورت میں ادا کی جانے والی رقم بھی اتنی ہی ہوتی ہے کہ جتنی کرایہ کی رقم بلکہ بعض اوقات اس سے کم بھی ہوتی ہے۔ نیز کسی قسم کی پابندی نہیں ہوتی۔ پھر بیس پچیس سال بعد وہ مکان مسلمان کی ملکیت میں آجاتا ہے۔ اب اس

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

حقیقت حال کو مدنظر رکھ کر ہر صاحب فہم اقرار کرے گا کہ کرایہ کے بجائے مورٹ گیج میں مسلمان کا فائدہ ہے۔لہذا امام اعظم اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہما بلکہ متأخرین فقہاء احناف کے نزدیک بھی بلاد کفار میں مسلمان کے لئے مورٹ گیج پر مکان لینا جائز وحلال ہے اور اس کے برعکس کرایہ پر مکان لے کر رہنے میں مسلمان کا سراسر نقصان اور بلاوجہ کافر کو فائدہ پہنچانا ہے۔

واللّٰہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ: محمد ابوبکر صدیق القادری الشاذلی عفی عنہ

۱۳ رجب المرجب ۱۴۳۲ھ، 16 جون 2011ء

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

فلاحِ دارین

مفت سلسلہءِ اشاعت کتب

الفتاوی الشاذلیہ

قسطوں پر سامان کی خرید وفروخت

مؤلف

مفتی محمد ابو بکر صدیق القادری الشاذلی

(جنرل سیکریٹری طوبیٰ ویلفیئر ٹرسٹ انٹرنیشنل، رئیس دارالافتاء جامع طوبیٰ)

ناشر

طوبیٰ ویلفیئر ٹرسٹ (انٹرنیشنل)

جملہ حقوق بحق مؤلف محفوظ ہیں

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

نام کتاب: قسطوں پر سامان کی خرید وفروخت

مؤلف کا نام: مفتی محمد ابوبکر صدیق القادری الشاذلی

تعداد: ۲۰۰۰ (دو ہزار)

ناشر: طوبیٰ ویلفیئر ٹرسٹ (انٹرنیشنل)

جامع مسجد طوبیٰ ودارالافتاء جامع طوبیٰ، ملت گارڈن سوسائٹی، نزد محبت نگر، ملیر۔ 15

0321-2762847

UK کے رہنے والے حضرات اس کتاب کے حصول کے لئے

جناب خلیفہ ملک محمد ناصر محمود صاحب (نوٹنگھم) سے درج ذیل نمبر پر رابطہ کر سکتے ہیں

07735415048

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

عرض مدعا

الحمد للّٰه والصلاۃ والسلام علی رسول اللّٰه وعلی آله وأصحابه وأهل بيته وذريته أجمعين.

الحمدللہ طوبیٰ ویلفیئر ٹرسٹ کے مفت سلسلۂ اشاعت کتب بنام **"فلاح دارین"** کی سولہویں کتاب **"قسطوں پر سامان کی خرید وفروخت"** آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ اس کتاب میں دور حاضر میں پیش آنے والے چند جدید مسائل کا حل قرآن وسنت واقوال فقہاء کی روشنی میں پیش کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو تمام مسلمانوں کے لئے مفید بنائے۔ آمین

جو حضرات "فلاح دارین" کے اس سلسلہ کے ممبر بننا چاہیں وہ ایک سال کے ڈاک کا خرچہ روپے بھیج کر اس کے ممبر بن سکتے ہیں، ان شاء اللہ ہر ماہ ایک کتاب ان کے ایڈریس پر روانہ کر دی جائے گی اور جو حضرات اس سلسلے میں تعاون کرنا چاہیں وہ درج ذیل نمبر پر فون کر کے رابطہ کر سکتے ہیں:

موبائل: 0333-3786913

ادارہ: طوبیٰ ویلفیئر ٹرسٹ انٹرنیشنل

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلے کے بارے میں کہ کیا قسطوں پر سامان کی خرید وفروخت جائز ہے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الوهاب

اللهم هداية الحق والصواب

اگر قسطوں پر سامان کی خرید فروخت شریعت مطہرہ کے بتائے ہوئے قوانین کے مطابق ہوتو جائز ہے ورنہ جائز نہیں۔ راقم الحروف نے اس سلسلے میں قسطوں پر کاروبار کرنے والے چند اداروں کی کاروبار کی شرائط کا مطالعہ کیا نیز خود ان اداروں کے افراد سے ملکران کے طریقہ کار کو معلوم کیا تو بعض اداروں کے بیع (Sale) کا طریقہ اور انکی بعض شرائط کو قوانین شریعہ کے بالکل برعکس پایا چنانچہ ان لوگوں سے قسطوں پر سامان لینا ناجائز ہے اور جن لوگوں نے ان سے سامان خرید لیا ہے ان پر شرعا واجب ہے کہ وہ اس سامان کو واپس کریں اور اپنی رقم واپس لیں۔ تمام مسلمان بھائیوں پر واجب ہے کہ اگر سامان کی خریداری میں درج ذیل شرائط میں سے کوئی شرط یا ان کے علاوہ کوئی اور ناجائز شرط پائی جائے تو ہرگز خریداری نہ کریں۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

﴿......۱......﴾

سامان کی نقد اور ادھار خریداری کی صورت میں الگ الگ قیمتیں بیان کی مگر کوئی ایک صورت طے (Fix) کئے بغیر جدا ہو گئے یا ادھار کی صورت میں قیمت نقد کے مقابلے میں زیادہ بتائی مگر وہ زیادتی (Increase) بلاعوض (Without Exchange) یا مدت (Time) کے مقابلے میں بیان کی۔

﴿......۲......﴾

ایک یا چند یا تمام اقساط (Installments) کی وصولی پر سامان کی ادائیگی کی جائے گی۔ ہاں البتہ وہ سامان ہی اس طرح فروخت کیا گیا کہ بعض حصہ کی قیمت فوری رکھی گئی اور بعض کی ادھار تو پھر ایسا کرنا جائز ہے۔

﴿......۳......﴾

عام طور پر عقد بیع (Sale Contract) کے مکمل ہونے کے باوجود دکاندار حضرات قانونی طور پر چیز کو اپنی ہی ملکیت (Ownership) میں رکھتے ہیں اور خریدار کی ملکیت (Ownership) میں تمام یا اکثر قسطوں کی ادائیگی کے بعد منتقل کرتے ہیں۔

﴿......۴......﴾

بعض حضرات قسط کی ادائیگی میں تاخیر کی وجہ سے جرمانہ (Penalty) لگا دیتے ہیں۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

﴿۵﴾

بعض حضرات تمام ثمن (وہ رقم جو خریدار اور فروخت کرنے والے کے درمیان کسی چیز کی قیمت کے طور پر طے ہوگئی ہو) کی ادائیگی طے شدہ وقت سے پہلے کیے جانے کی صورت میں مدت استعمال کے کرایہ کی ادائیگی کی شرط لگاتے ہیں۔

﴿۶﴾

بعض حضرات یہ شرط لگا دیتے ہیں کہ اگر مدت مقررہ سے پہلے پوری رقم ادا کردی گئی تو طے شدہ قیمت میں کمی کردی جائے گی۔

﴿۷﴾

بعض ادارے مثلا بینک وغیرہ سے سامان لیا جائے تو وہ سامان کا روایتی انشورنس (Conventional Insurance) کروانے کے بعد حوالے کرتے ہیں اور پھر خریدار کو مدت مقررہ تک اس انشورنس کی اقساط ادا کرنی پڑتی ہیں۔

اب مذکورہ بالا شرائط کے ناجائز ہونے کی وجوہات تفصیلی طور پر بیان کی جاتی ہیں۔

نقد کے مقابلے میں ادھار کی قیمت زیادہ کرنا

جب کوئی شخص ان سے سامان خریدنے کے لئے آتا ہے تو وہ حضرات سامان کے بارے میں اس طرح سے بتاتے ہیں مثلا کسی کو کمپیوٹر خریدنا ہو تو کہتے

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

ہیں کہ اس کمپیوٹر کی نقد قیمت (Cash Payment) 21000 ہزار روپے ہیں مگر ایک سال کی ادھار (Credit of one year) پر 24780 روپے میں دیں گے۔ اب اس صورت میں خریدار ان دونوں صورتوں میں سے کوئی ایک صورت متعین (Fix) کر کے سودا طے کر لے یعنی اس بات کی وضاحت کر دے کہ وہ نقد خریدے گا یا ادھار تو یہ بیع صحیح ہو جائیگی اور اگر کوئی ایک صورت متعین نہیں کی اور جدا ہو گئے تو ناجائز ہے۔ بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ایسا بھی کرنا جائز نہیں ہے اور بغیر علم کے اسے سود (Usury) کہہ دیتے ہیں۔ حالانکہ بڑے بڑے جلیل القدر محدثین اور عظیم فقہائے کرام نے اس کے جواز کا فتویٰ دیا۔ امام ترمذی رحمہ اللہ تعالی حدیث "نہی رسول اللہ ﷺ عن بیعتین فی بیعۃ" (نبی اکرم ﷺ نے ایک سودے میں دو سودوں سے منع فرمایا ہے) کی شرح میں فرماتے ہیں

وقد فسر بعض اهل العلم ، قالوا بيعتين فی بيعة ان يقول ابيعك هذا الثوب نقد بعشرة، و بنسيئة بعشرين، و لا يفارقه احد البيعتين فان فارقه على احد هما فلا اساذا كانت العقدة على احد منها

﴿ترمذی ۔ کتاب البیوع﴾

بعض اہل علم نے اس حدیث کی تشریح ان الفاظ میں کی ہے کہ ''ایک بیع میں دو بیع'' (Two Sales Contract in One Contract) سے مراد یہ ہے کہ خریدار کہے کہ میں تم کو یہ کپڑا نقد دس درھم میں بیچتا ہوں اور

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

ادھار بیس درھم میں اور ان میں کسی بھی بیع کے تعین پر جدائی نہ ہوئی اور اگر کسی ایک کو متعین کرنے کے بعد جدائی ہوئی ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ کیونکہ معاملہ ایک بیع پر طے ہو گیا۔

امام کمال الدین ابن ھمام رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں۔

کون الثمن علی تقدیر النقد الفا وعلی تقدیر النسیئة الفین لیس فی معنی الربا۔

﴿فتح القدیر جلد۶ صفحہ۸۱ مطبوعہ: المکتبۃ الرشیدیۃ کوئٹہ﴾

ترجمہ: نقد کی صورت میں ثمن ایک ہزار ہونا اور ادھار کی صورت میں ثمن دو ہزار ہونا سود کے حکم میں نہیں ہے۔

امام اہلسنت مجدد دین وملت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن سے جب یہ دریافت کیا گیا کہ تجارتی غلہ کو ادھار میں موجودہ تجارتی قیمت سے زیادہ میں بیچنا درست ہے کہ نہیں تو آپ رحمہ اللہ تعالی نے فتوی دیا کہ درست ہے۔

﴿فتاوی رضویہ جلد۷ صفحہ۴۷ مطبوعہ: مکتبہ رضویہ کراچی﴾

یونہی اگر کوئی اپنے سامان کی نقد قیمت کچھ بتائے مگر ادھار بیچنے پر کل نقد قیمت کا دس فیصد اضافہ کرکے بیچے اور خریدار اس قیمت پر عقد کے وقت راضی ہو جائے تو بھی جائز ہے۔ مثلا ایک کتاب سو روپے کی نقد ملتی ہے مگر کتاب کا مالک ادھار خریدنے والے سے کہے کہ اگر ایک ماہ کی ادھار پر لوگے تو اس کی کل قیمت سے دس فیصد زائد دام میں فروخت کرونگا یعنی ایک سو دس میں دونگا۔ اگر خریدار اس پر

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

راضی ہوجائے تو یہ بیع درست ہے۔ فقیہ اسلام امام اہلسنت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جب اسی قسم کا سوال کیا گیا تو آپ نے اس کے جواز کا فتوی دیا جو کہ درج ذیل ہے۔

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ موتی کے بیپاری (بیوپاری) موتیوں کی خرید وفروخت کرتے ہیں قیمت سو روپیہ اور بر وقت قیمت(Cash Payment) لینے دینے کے فیصدی دس روپے کم کے حساب سے معاملہ طے ہوتا ہے پھر بھی اگر خریدنے والا نقد روپے ادا کرے تو فیصد پندرہ روپے کم سے معاملہ طے ہوتا ہے ورنہ مہینے تک کی میعاد(Period) کے بعد ادا کرے تو وہی فیصدی دس روپے کم دینے لینے کا رواج ہے۔ ایا(آیا کہ)اسطرح کا معاملہ طے کرنا اور خرید وفروخت کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: جبکہ باہمی تراضی (Mutual Agreement) سے ایک امر(Form) متعین(Fix) منقطع(Done) ہو کوئی حرج نہیں قال تعالی الا ان تکون تجارۃ من تراض منکم۔ واللہ تعالی اعلم۔

﴿فتاوی رضویہ جلد ۷ صفحہ ۲۴۷ مطبوعہ: مکتبہ رضویہ کراچی﴾

اسی طرح اگر کوئی اپنے سامان کی قیمت مختلف مدتوں (Different Periods) پر بیچنے کی صورت میں مختلف قیمتیں(Different Prices) بتائے تو بیع درست ہو جائیگی بشرطیکہ بائع ومشتری(Seller & Buyer)

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

کے درمیان اسی وقت کوئی ایک صورت متعین ہو جائے۔ مثلا اسی کمپیوٹر کو اگر کوئی دکاندار چھ ماہ کی ادھار پر 23000 ہزار میں دے اور ایک سال کی ادھار پر 24780 روپے میں دے اور ڈیڑھ سال کی ادھار پر 25500 روپے میں دے اور بائع مشتری (Seller & Buyer) کے درمیان کوئی ایک صورت طے ہو جائے تو بیع درست ہو جائے گی۔ کیونکہ دکاندار اپنی چیز کا مالک ہے شرعا اس کو یہ حق حاصل ہے کہ جتنے میں چاہے فروخت کرے۔ دنیائے اسلام کے عظیم فقیہ امام اہلسنت مجدد دین وملت اعلیحضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالی سے جب اسی قسم کے مسئلے سے متعلق استفتاء کیا گیا تو آپ رحمۃ اللہ تعالی نے اسے درست قرار دیا۔ وہ سوال مع جواب درج ذیل ہے۔

مسئلہ: مبیع (Selling Good) میں زیادت ثمن (Increase of Price) بحسب آجال (According to Time Periods) درست ہے یا نہیں اگر ہے تو بحسب اثمان (According to Rates) وآجال (Periods) مختلف ہے یا نہیں اگر ہے تو کیا ہے؟

الجواب: درست ہے مع الکراہۃ اور اختلاف (Difference of Prices) تراضی (Consent) عاقدین (Contractors) پر ہے۔ واللہ تعالی اعلم۔

﴿فتاوی رضویہ جلد ۷ صفحہ ۷۰ مطبوعہ: مکتبہ رضویہ کراچی﴾

مذکورہ بالا استفتاء میں دریافت کیا گیا کہ کیا سامان کا ثمن (سامان کی وہ

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

قیمت جو بائع اور مشتری کے درمیان طے ہو جائے) میں مدت کے اعتبار سے زیادتی کرنا جائز ہے یا نہیں اگر زیادتی کرنا جائز ہے تو کیا مختلف مدتوں کے مقابلے میں مختلف زیادتی کرنا جائز ہے کہ نہیں اور اگر مختلف مدتوں کے مقابلے میں مختلف زیادتی کرنا جائز ہے تو کتنی زیادتی کرنا جائز ہے۔ تو اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب ارشاد فرمایا کہ ایسا کرنا جائز ہے مگر اس میں کراہت ہے جس کا مفاد خلاف اولیٰ ہے۔ اور مختلف مدتوں کے مقابلے میں مختلف زیادتی خریدار اور فروخت کرنے والے کی رضامندی پر ہے۔ یعنی جتنی زیادتی (اضافہ) پر وہ دونوں باہم راضی ہو جائیں اتنی زیادتی جائز ہے۔ مذکورہ صورت میں باوجود یہ کہ مدت میں اضافہ کے اعتبار سے چیز کے ثمن میں اضافہ کیا جاتا ہے مگر پھر بھی اس قسم کی خرید و فروخت جائز ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ فروخت کرنے والا جتنی زیادتی کر رہا ہے وہ اپنی چیز کے مقابلے میں کر رہا ہے لہذا وہ زیادتی عوض سے خالی نہیں ہے اور شریعت نے فروخت کرنے والے کو یہ حق دیا ہے کہ وہ اپنی چیز کو جتنے میں چاہے فروخت کرے۔ اور سود تو اس زیادتی (Excess) کا نام ہے جو عوض سے خالی (Without Exchange) ہو اور اسکی عقد (Contract) میں شرط کر لی گئی ہو یا وہ زیادتی (Excess) جو مدت کے مقابلے میں لی جاتی ہو خواہ وہ عقد میں مشروط (Conditioned) ہو یا نہ ہو۔ اسی بیع (Sale Contract) کے طریقہ کار میں ذرا سی تبدیلی کر دی جائے تو یہی بیع ناجائز ہو جائیگی۔ مثلاً کوئی شخص اپنی چیز کو اس طرح سے بیچے کہ اس چیز کی

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

قیمت -/100 روپے ہے مگر چونکہ آپ ادھار لے رہیں تو آپ کو 10 روپے زیادہ دینے ہونگیں۔ یا یوں کہے کہ اس کی قیمت تو 100 روپے ہے لیکن ایک مہینے بعد قیمت ادا کرو گے تو 10 روپے زیادہ دینے پڑیں گے۔اور دو ماہ بعد ادا کرو گے تو 20 روپے اور تین ماہ بعد ادا کرو گے تو 30 روپے زائد دینے پڑیں گے۔ اس صورت میں قیمت سے زائد رقم سود ہے کیونکہ یہ زائد رقم عوض سے خالی ہے یا یہ مدت کے مقابلے میں لی جارہی ہے۔ایسی صورت میں یہ بیع ہی فاسد(Invalid) ہے۔بس اس صورت اور جواز کی صورت میں اتنا ہی فرق ہے کہ جواز کی صورت میں جو زائد رقم لی جاتی ہے وہ چیز کے مقابلے میں لی جاتی ہے اور وہ عوض سے خالی نہیں ہوتی اور اس ناجائز صورت میں جو زائد رقم لی جاتی ہے وہ عوض سے خالی ہوتی ہے۔لہذا وہ سود ہے۔اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے۔

احل اللہ البیع و حرم الربا

ترجمہ:اللہ تعالی نے بیع کو حلال فرمایا اور سود کو حرام۔

لہذا قسطوں پر سامان خریدنے والے کے لئے لازم ہے کہ ان دونوں صورتوں کے فرق کو اچھی طرح سمجھ لے ورنہ کہیں ایسا نہ ہو وہ اس ناجائز کام میں ملوث ہو جائے۔

ایک یا چند یا تمام اقساط (Inst-allments) کی وصولی پر سامان کی ادائیگی

عام طور پر قسطوں پر فروخت کیے جانے والے سامان کی ادائیگی سے

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

پہلے فروخت کرنے والے حضرات ایک یا چند اقساط کا پیشگی مطالبہ کرتے ہیں اور یہ شرط بھی رکھتے ہیں کہ سامان تین یا چار دن یا ایک ہفتے بعد حوالے کیا جائیگا۔ قوانین شرعیہ کی رو سے اگر یہ نقد بیع (بیع معجّل) ہو تو سامان کے مالکان کو اختیار حاصل ہے کہ وہ قیمت کی وصولی کے لئے سامان کو روک لیں۔ جیسا کہ علامہ ابن عابدین شامی رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں۔

وللبائع حبس المبیع الی قبض الثمن ولو بقی منہ درھم، ولو المبیع شیئین بصفقۃ واحدۃ و سمی لکل ثمنا فلہ حبسھما الی استیفاء الکل، ولا یسقط حق الحبس بالرھن ولا بالکفیل، ولا بابرائہ عن بعض الثمن حتی یستوفی الباقی۔

﴿ردالمحتار جلد ۷ صفحہ ۹۳ مطبوعہ: مکتبہ امدادیہ ملتان﴾

ترجمہ: فروخت کرنے والے کو ثمن (وہ رقم جو بائع ومشتری کے مابین طے ہوئی ہو) کی وصولی کے لئے مبیع (Sold Good) کو روک لینے کا حق حاصل ہے اگر چہ ثمن میں سے ایک درھم بھی باقی ہو۔ اور اگر مبیع ایک ہی سودے میں دو اشیاء تھیں اور ان میں سے ہر ایک کا ثمن علیحدہ طور پر بیان کر دیا تھا تو بائع کو ثمن کی وصولی کے لئے دونوں اشیاء روکنے کا اختیار حاصل ہے۔ اور بائع کے لئے ثمن کی وصولی کے لئے مبیع کو روک لینے کا حق نہ رھن سے نہ کفیل مقرر کرنے سے اور نہ ہی بعض ثمن سے بری کر دینے سے ساقط ہوگا جب تک کہ باقی ثمن وصول نہ کر لے۔

مگر چونکہ قسطوں پر بیع (بیع مؤجل) ادھار ہوتی ہے لہذا شرعی اعتبار سے ان

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

لوگوں کے لئے بیع میں سامان کوروکنے کی شرط لگانا جائز نہیں ہے۔سامان کو کچھ مدت کے لئے روک لینے کی شرط اس لئے ناجائز ہے کہ یہ شرط فاسد ہے۔ شیخ الاسلام امام برھان الدین ابوالحسن علی بن ابوبکر المرغینانی رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں

(ومن باع عينا على ان لا يسلمه الى رأس الشهر فالبيع فاسد) لأن الأجل فى البيع العين باطل فيكون شرطا فاسداوهذا لأن الأجل شرع ترفيهافيليق بالديون دون الأعيان۔

﴿هداية آخرين صفحه ٦٠ مطبوعه: مكتبه شركت علميه﴾

ترجمہ: اگر کوئی کسی معین سامان کو اس شرط پر بیچے کہ مہینے کے اختتام تک حوالے نہ کرونگا تو بیع فاسد ہے۔کیونکہ بیع میں معین شے کی ادائیگی میں مدت مقرر کرنا باطل ہے۔ چنانچہ یہ شرط فاسد ہے۔اوراس کی وجہ یہ ہے کہ شریعت میں مدت سہولت کے لئے رکھی چنانچہ وہ دیون (قرض) کے مناسب ہے نہ کہ اعیان(Fixed Things)کے۔

امام کمال الدین محمد بن عبدالواحد رحمہ اللہ تعالی اس کی شرح میں رقم طراز ہیں۔

لأن الأجل فى المبيع العين باطل فيكون شرطا فاسداوهذا لأن الأجل شرع ترفيهافيليق بالديون لأنها ليست معينة فى البيع فيحصل بالأجل الترفيه بخلاف المبيع العين فانه معين حاضر فلا فائدة فى الزامه تاخير تسليمه اذ فائدته الاستحصال به وهو حاصل فيكون اضرارا بالبائع من غير نفع للمشترى۔

قسطوں پر سامان کی خرید و فروخت
for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

﴿فتح القدیر جلد ٦ صفحه ٨٢ مطبوعه: مکتبه رشیدیه کوئٹه﴾

ترجمہ: کیونکہ معین مبیع (Fixed Selling Good) میں مدت باطل ہے چنانچہ یہ شرط فاسد ہے۔اوراس کی وجہ یہ ہے کہ مہلت آسانی کے لئے مشروع کئی گئی ہے۔پس وہ دیون کے لائق ہے کہ کیونکہ وہ معین نہیں ہوتے چنانچہ دیون کے سلسلے میں مہلت دینا آسانی کا باعث ہے بخلاف مبیع معین کے کیونکہ وہ معین و موجود ہوتی ہے پس اسکو دیر سے حوالے کرنے میں کوئی فائدہ نہیں ہے۔اس کا فائدہ تو غیر موجود کو حاصل کرنا ہے اور وہ پہلے سے حاصل ہو تو مبیع میں اجل مقرر کرنے سے فروخت کرنے والے کی طرف سے بلاوجہ کے خریدنے والے کو تکلیف ہوگی۔

اوراگر قسطوں پر سامان فروخت کرنے والے مبیع کو روکنے کی شرط عقد بیع (Sale Contract) میں نہ بھی لگائیں تو بھی انھیں سامان کو روکنا ناجائز ہے۔کیونکہ شریعت نے انھیں یہ اختیار نہیں دیا کہ وہ بیع مؤجل میں سامان کو کچھ مدت کے لئے روک لیں۔فتاوی عالمگیری میں ہے۔

قال اصحابنا رحمهم الله تعالى للبائع حق حبس المبيع لاستيفاء الثمـن اذا كان حالا، كذا فى المحيط، وان كان مؤجلا، فليس للبائع ان يحبس المبيع قبل حلول الأجل ولا بعده، كذا فى المبسوط۔

﴿فتاوی عالمگیرية جلد ٣ باب ٤ صفحه ١٥ مکتبه رشیدیه﴾

ترجمہ: ہمارے اصحاب رحمہم اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ اگر نقد بیع ہو تو بائع (Seller) ثمن (Agreed Price) کی وصولی کے لئے مبیع کو روک

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

سکتا ہے جیسا کہ محیط میں ہے۔اور اگر ادھار بیع ہو (جیسا کہ قسطوں پر بیع) بائع کو نہ تو مدت کے پورے ہونے سے پہلے اور نہ مدت کے پورے ہونے کے بعد مبیع کا روکنے کا حق ہے۔

جہاں تک ایک یا چند اقساط (Installments) کے پیشگی مطالبہ کا تعلق ہے، اگر عقد بیع کے وقت طے کرلیا گیا تھا کہ ایک یا چند قسطیں فوراً ادا کرنی ہیں تو ان قسطوں (Installments) کی وصولی کے لئے مبیع کو روک سکتا ہے۔ کیونکہ جب ایک یا چند قسطوں کی فوری ادائیگی عقد بیع میں مشروط کردی گئی تو ثمن کے اتنے حصے میں بیع مؤجل نہ رہی بلکہ بیع معجّل ہوگئی اور بیع معجّل میں بائع ثمن معجّل کی وصولی کے لئے مبیع کو روک سکتا ہے جیسا کہ عالمگیری میں ہے

ولو كان بعض الثمن حالا وبعضه مؤجلا فله حبسه حتى يستوفى الثمن الحال ولو بقى من الثمن شيء قليل كان له حبس جميع المبيع كذا فى الذخيرة۔

﴿فتاوی عالمگیریة جلد ۳ باب ٤ صفحه ١٥ مطبوعه: رشيديه﴾

ترجمہ: اور اگر مبیع بعض نقد ثمن (Cash Agreed prices) کے مقابلے میں ہو اور ادھار کے تو بائع کو فوری ثمن کی وصولی کے لئے مبیع کو روک لینے کا حق ہے اور اگر نقد ثمن میں سے قلیل رقم بھی باقی ہو تو اس کو پوری مبیع کو روک لینے کا حق ہے جیسا کہ ذخیرہ میں ہے۔

بہرحال بائع ثمن معجّل کی وصولی تک تو مبیع کو روک سکتا ہے مگر اس کی ادائیگی کے

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

بعد تین یا چار دن یا ہفتہ بھر یا ان مدتوں سے کم یا زیادہ عرصہ کے لئے مبیع کو نہیں روک سکتا جیسا کہ فقیر نے فقہاء کرام کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

اور ایک یا چند یا تمام اقساط کی ادائیگی فوری مشروط (Conditioned) نہ ہو بلکہ ماہ بماہ (Month by Month) ادائیگی مشروط ہو اور سامان کی ادائیگی ان اقساط کی ادائیگی پر موقوف (Depended) ہو تو اس کی مختلف صورتیں ہونگیں۔

اول: اگر ایک قسط کی ادائیگی کی شرط ہے تو اس سے مراد فوری ادائیگی ہی ہوگی کیونکہ ایک ماہ بعد تو بغیر شرط لگائے بھی وصول ہونی تھی۔ اور اسکا حکم وہی ہے جو فقیر اوپر بیان کر چکا یعنی اس کی حیثیت ثمن معجّل کی ہوگی۔ چنانچہ اسکا فوری مطالبہ کیا جاسکتا ہے۔

دوم: اگر چند یا تمام اقساط کی ماہ بماہ (Month by Month) ادائیگی (یا جو بھی مدت طے ہو) مراد ہو تو اس قسم کی بیع کا شریعت میں کوئی جواز نہیں ہے۔ البتہ بعض باتوں کی وجہ سے یہ بیع سلم کے مشابہ ہے۔ اور بیع سلم نام ہے بیع آجل بعاجل یعنی ادھار چیز کو نقد چیز کے بدلے میں فروخت کرنا۔ مثلا کوئی کسی کسان سے چند مہینوں کی ادھار پر 1000 کلو گندم خریدے اور قیمت اسی وقت ادا کردے۔ مگر اس قسم کی بیع کے صحیح ہونے کے لئے بارہ شرائط کا پایا جانا ضروری ہے ورنہ حرام ہے جیسا کہ دنیائے اسلام کے عظیم فقیہ محقق علی الاطلاق امام اہلسنت مجدد دین وملت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمان فرماتے ہیں۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

بیع سلم کی صحت کی بارہ شرائط ہیں

یہ بارہ شرطوں سے جائز ہوتی ہے اگر ان میں سے ایک بھی کم ہوگئی تو بالکل ناجائز ہوجائے گی۔

بیع سلم کی صحت کی بارہ شرائط

(۱)اس شیء کی جنس(Species) بیان کردی جائے مثلاً گیہوں یا چاول یا گھی یا تیل اگرایک عام بات کہی مثلاً غلہ لیں گےتو ناجائز ہے۔

(۲)وہ جنس اگرکئی قسم کی ہوتی ہےتو اس کی قسم معین کردی جائے جیسے چاول میں باسمتی، ہنس راج اگرنرے(صرف) چاول کہے بیع صحیح نہ ہوگی۔

(۳)اس کی صفت(Quality) بیان کردی جائے مثلاً عمدہ یا ناقص جیسے چنوں میں فردیا کیلے۔

(۴)اس کی مقدار معین کردی جائے مثلاً اتنے من اور یہ بات بھاؤ کاٹ دینے سے بھی حاصل ہوجاتی ہے یعنی فی روپیہ اتنے سیر کہ روپوں کی گنتی معلوم ہونے سےکل کی مقدار خود معلوم ہوجائے گی۔اور جہاں مختلف پسیروں کا رواج ہووہاں پسیری کی تعین بھی ضروری ہے کہ فلانے پسیری سے اتنے من اور جہاں کچا پکا دونوں من بولا جائے وہاں اس کی تعیین(Fixation) بھی لازم ہےغرض کوئی بات وہ نہ رہے جس میں آئندہ جھگڑا اٹھنے کی صورت ہو۔

(۵)میعاد(Time Period) معین کردی جائے جوایک مہینہ سے کم نہ ہواگرتعیین کی مثلاً جب چاہیں گے لے لیں گے یا سفرکو جانا ہو جب پلٹ کر

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

آؤنگا لےلوں گا۔تو ناجائز ہوگا۔

(۶) اگر وہ چیز بار برداری کی ہے جس کے یہاں سے وہاں لیجانے میں خرچ ہوگا تو وہ جگہ بھی معین کی جائے جہاں پہنچنا منظور ہے مثلا فلاں شہر یا فلاں گاؤں میں پہنچتے ہوئے۔اس میں بیچنے والے کو اختیار رہے گا کہ اس گاؤں یا شہر کے جس مقام ومحلّہ میں چاہے پہونچاوے اور جو مکان بھی خاص کر دیا گیا تو وہیں پہونچانا پڑے گا۔

(۷) ثمن (Agreed Price) کی بھی تعیین ہو جائے مثلا روپے یا اشرفی۔

(۸) اگر وہ ثمن چند قسم کا ہوتا ہے تو قسم بھی معین کر دے مثلا اشرفی محمد شاہی یا انگریزی۔

(۹) کھرے کھوٹے کا بیان بھی ہو جیسے لکھنؤ کا روپیہ یا انگریزی چہرہ دار یا جے پور کی چاندی یا اینٹ کا سونا۔

(۱۰) اگر ثمن اس قسم کا ہے کہ اس کے ہر ٹکڑے کے مقابل شے مبیع کا ٹکڑہ ہوتا ہے جیسے سونا چاندی روپیہ اشرفی کہ گیہوں روپیہ کے من بھر ہوئے تو اٹھنی کے بیس سیر چونی کے دس سیر ہوں گے تو ایسی ثمن کی تعیین مقدار بھی ضرور ہے مثلا اتنے تولہ چاندی یا اس قدر روپے اور اگر وہاں مختلف وزن کے سکے چلتے ہوں جیسے حیدر آباد میں نوابی وانگریزی روپیہ وہاں سکہ کی تعیین بھی چاہیے یہ دسوں باتیں خاص عقد ایجاب وقبول میں بیان کرنی ضرور ہیں مثال اس کی یہ ہے کہ زید

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

عمرو سے کہے میں نے تجھ سے بریلی کی تول سے دس من پختہ چاول ہنس راج کھرے بالعوض سو روپے انگریزی چہرہ دار کے آج سے چار مہینے کے وعدہ پر بریلی پہنچتے ہوئے خریدے وہ کہے میں نے بیچے یا میں نے تجھے بدایوں کے وزن سے چار من پکا گھی بھینس کا خالص آج سے دو مہینے کے وعدہ پر مراد آباد پہنچتا ہو بالعوض چھ اشرفی محمد شاہی بیس بیس روپے والی کے خریدا وہ کہے میں نے بیچا یہ سب باتیں خوب خیال کرلی جائیں کہ لوگوں میں آجکل بیع سلم کا بہت رواج ہے، ان زبانی شرطوں کے ترک سے حلال کو ناحق اپنے لئے حرام کر لیتے ہیں اور خدا کے گناہ میں گرفتار ہوتے ہیں۔

(۱۱) شرط یہ کہ اسی جلسہ (Sitting) میں ثمن ادا کر دیا جائے ورنہ اگر یہ ساری گفتگو کر کے ثمن دیئے بغیر متفرق (Separate) ہو گئے تو بنا بنایا عقد فاسد و ناجائز ہو جائیگا۔ یہاں تک کہ اگر وہاں سے اٹھ کر گھر میں روپے لینے گیا اور بیچنے والے کی نگاہ سے آڑ ہو گئی عقد فاسد ہو گیا۔

(۱۲) وہ چیز اس قسم کی ہو کہ روز عقد (Beginning of Contract) سے ختم میعاد (Time of Delivery) تک ہر وقت بازار میں مل سکے ورنہ عقد ناجائز ہوگا اسی لئے اگر گیہوں کی کٹوتی میں یہ لفظ کہہ دئے کہ نئے گیہوں لیں گے اور اس وقت نیا گیہوں بازار میں نہیں تو عقد ناجائز و گناہ ہے اور اس سبب سے رس (عرق) کی کٹوتی جو ایکھوں کے وقت کرتے ہیں حرام ہوئی کہ رس اسوقت بازار میں نہیں ہوتا۔

قسطوں پر سامان کی خرید و فروخت

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

﴿فتاوی رضویہ جلد۷ صفحہ۲۳۴ مطبوعہ: مکتبہ رضویہ کراچی﴾

بیع سلم کی مذکورہ شرائط میں سے شرط نمبر۶ اور شرط نمبر۱۱ بیع بالتقسیط (Sale on Installment) میں خاص طور پر مفقود ہوتی ہے۔لہذا یہ بیع سلم بھی نہیں۔

شریعت میں دین (Debt) کی توثیق (Guarantee) کے دو ہی طریقے ہیں

اور اگر کہا جائے کہ قسطوں کے کاروبار میں بیع (Sale Contract) کے بعد سامان کو روک کر چند یا تمام قسطوں کی پیشگی ادائیگی کا مطالبہ دین کی توثیق (گارنٹی) کے لئے ہوتا ہے جیسا کہ بعض لوگ کہتے ہیں۔

اقول: اگر دین کی توثیق (Guarantee) کے لئے ہو تو بھی ایسا کرنا جائز نہیں ہے۔کیونکہ شریعت میں دین کی توثیق کے دو ہی طریقے ہیں کفالت (Bail) یا رہن (Mortgage) جیسا کہ امام اہلسنت فرماتے ہیں۔

شرع مطہر نے دین کی توثیق کے لئے صرف دو عقد رکھے ہیں کفالت ورہن۔

﴿فتاوی رضویہ جلد۷ صفحہ۲۷۳ مطبوعہ: مکتبہ رضویہ کراچی﴾

اور مال کو کفالت (Bail) کے طور پر روکنا ہرگز درست نہیں کیونکہ کفالت نام ہے ایک کے ذمے جو مطالبہ ہوا سے دوسرے کے ذمے سے ملا دینا۔اور مال غیر ذوی العقول (Insensible) میں سے ہے لہذا یہ اس قابل ہی نہیں۔ عالمگیری میں ہے۔

قسطوں پر سامان کی خرید و فروخت

http://ataunnabi.blogspot.in

ھی ضم الذمة الی الذمة فی المطالبة

﴿عالمگیری جلد ۳ صفحہ ۲۵۲ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ﴾

ترجمہ: کفالت نام ہے کسی مطالبے کے بارے میں ایک ذمہ سے دوسرے ذمہ کوملا دینے کا۔

امام اہلسنت رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں

کفالت بے کفیل محال (جوممکن نہ ہو) اوراس عقد مخترع (ایجاد کیا ہوئے) میں نفس جائداد (Propery itself) کفیل ٹھہرتی ہے نہ مالک جائداد۔ اکثر یہ استغراقات صاحب جائداد ان دیون میں کرتا ہے جوخوداس پر ہیں اورکوئی شخص خوداپنا کفیل نہیں ہوسکتا کہ کفالت ہے ضم ذمة الی ذمة کما فی البدائع والھدایة وعامة الکتب۔ یہاں وہ ذمہ کہاں ہے کہ ایک دوسرے سے ضم (Join) ہو۔

﴿فتاوی رضویہ جلد ۷ صفحہ ۲۷۴ مطبوعۃ: مکتبہ رضویہ کراچی﴾

مذکورہ بالاعبارات سے واضح ہوا کہ یہ عقد کفالت ہرگز نہیں ہے۔ اور اسے رھن کہنا بھی درست نہیں۔ کیونکہ مبیع پر قبضہ کیے بغیر ثمن کے بدلے میں بطور رھن کے چھوڑ دینا بعینہ بیع معجّل میں ثمن کے بدلے میں مبیع کوروک لینا ہے جو کہ ناجائز ہے جیسا کہ اس کی وضاحت کی جاچکی ہے۔ البتہ اس کے جواز کی صورت یہ ہے کہ مشتری پہلے اس چیز پر قبضہ کرے پھر اسے بطور رھن بائع کے سپرد کردے تو اس صورت میں رھن درست ہوجائے گا۔ شیخ الاسلام امام برھان الدین علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

ومن اشتری ثوبا بدراھم فقال للبائع امسك ھذا الثوب حتی

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

اعطیك الثمن فالثوب رهن۔

﴿ھدایة آخرین صفحه ٥٣٤ مطبوعه: شرکت علمیه ملتان﴾

ترجمہ: اگر کسی نے کپڑا چند دراھم میں خریدا اور بائع سے کہا کہ جب تک میں ثمن نہ دوں اس کپڑے کو اپنے پاس رکھو تو وہ کپڑا رھن (Mortgage) ہو جائے گا۔

گو کہ اس عبارت میں قبضے کا ذکر نہیں ہے مگر علامہ جلال الدین خوارزمی رحمۃ اللہ تعالی نے اسی عبارت کو بحوالہ امام تمرتاشی رحمہ اللہ تعالی کے قبضے کے ذکر کے ساتھ بیان فرمایا جو کہ درج ذیل ہے۔

وذکر الامام التمر تاشی فی الجامع الصغیر اشتری ثوبا وقبضه ثم اعطی البائع وقال له امسك بثمنك او قال له امسکه حتی اعطیك ثمنك فھو رھن۔

﴿الکفایة مع فتح القدیر جلد ٩ صفحه ٩٨۔٩٩ مکتبه رشیدیه﴾

ترجمہ: اور امام تمرتاشی رحمہ اللہ تعالی نے جامع صغیر میں ذکر کیا کہ کسی نے کپڑا خریدا اور اس پر قبضہ کر لیا پھر وہ کپڑا بائع کو دے دیا اور کہا اس کپڑے کو ثمن کے بدلے روکے رکھو یا اس کو روکے رکھو یہانتک کہ میں تمھیں تمھارا ثمن دے دوں۔

پھر اسی مسئلے کی تعلیل (Cause) بیان کرتے ہوئے قبضہ کی صراحت درج ذیل الفاظ میں بھی بیان فرمادی،

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

لما اشتراه وقبضه کان هو وسائر الاعیان المملوکة سواء فی

صحة الرھن۔

﴿الکفایة مع فتح القدیر جلد ۹ صفحه ۹۹ مکتبه رشیدیه﴾

ترجمہ: جب اس نے اس کو خرید لیا اور قبضہ بھی کرلیا تو وہ کپڑا اور دیگر مملوکہ

اشیاء رھن کی درستگی کے لئے ایک ہی جیسی ہوجائیں گی۔

لیکن بیع بالتقسیط میں عام طور پر ایسا نہیں ہوتا بلکہ وہ سامان خریدنے کے وقت

سے ادائیگی کے وقت تک بائع (Seller) ہی کے پاس رہتا ہے۔ چنانچہ اس

لحاظ سے بھی قسطوں کے کاروبار کی یہ صورت درست نہیں ہے۔

عقد بیع کے مکمل ہونے کے باوجود بائع ہی مبیع کا مالک رہے

قسطوں پر سامان فروخت کرنے والے بعض ادارے عقد بیع میں یہ شرط

بھی لگاتے ہیں کہ جب تک تمام اقساط کی ادائیگی نہ ہوجائے ادارہ اس کا قانونی

مالک رہے گا۔ یہ شرط بھی سراسر ناجائز وحرام ہے۔ بیع کا معنی ہی مبادلۃ المال

بالمال بالتراضی یعنی رضامندی سے مال کا تبادلہ (Exchange) مال سے کرنا

ہے۔ اور اس کا حکم یہ ہے بیع کے بعد مبیع بائع کی ملکیت سے نکل کر مشتری

(Buyer) کی ملکیت میں داخل ہوجاتی ہے اور ثمن (Agreed Price)

مشتری کی ملکیت سے نکل کر بائع کی ملکیت میں داخل ہوجاتا ہے۔ علامہ اکمل

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

الدین بابرتی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

وحكمه افادة الملك وهو القدرة على التصرف فى المحل شرعا

الكفاية مع فتح القدير جلده ٥ صفحه ٤٥٥ مطبوعة : مكتبه رشيديه

ترجمہ: بیع کا حکم افادہ ملکیت ہے اور وہ شرعا محل بیع میں تصرف کرنے کی قدرت کا نام ہے۔

خاتم المحققین علامہ ابن عابدین شامی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

(وحكمه ثبوت الملك) أى فى البدلين لكل منهمافى بدل، وهذا حكمه الأصلى، والتابع وجوب تسليم المبيع والثمن--------------

﴿ردالمحتار جلد ٧ صفحه ١٦ مطبوعه: مكتبه امداديه ملتان﴾

ترجمہ: بیع کا حکم ملکیت کا ثابت ہونا ہے یعنی بدلین (تبادلہ کی جانے والے دونوں اشیاء) میں اور یہ بیع کا حکم اصلی ہے اور اسکی تبعیت میں مبیع اور ثمن کو حوالے کرنا واجب ہوجاتا ہے۔

امام اہلسنت اعلیٰ حضرت عظیم البرکت فاضل بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

بیع ایجاب وقبول سے تمام ہوجاتی ہے چیز بائع کے ملک سے نکل کر مشتری کے ملک میں داخل ہوجاتی ہے۔

﴿فتاوی رضویہ جلد ۷ صفحہ۴ مطبوعہ: مکتبہ رضویہ کراچی﴾

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

مذکورہ بالا عبارات سے ظاہر ہوا کہ قسطوں پر کاروبار کرنے والے حضرات کو اس قسم کی شرائط لگانے کا کوئی حق حاصل نہیں ہے بلکہ یہ شرط فاسد ہے جو بیع کو ناجائز کردے گی۔ نیز اس قسم کی شرط لگانا انتہائی بے وقوفی کی بات ہے۔ علماء فرماتے ہیں صبی لا یعقل (یعنی وہ بچہ جو بیع وشراء کی عقل نہیں رکھتا) کی یہ پہچان ہے کہ مبیع لے کر کہے کہ میرے پیسے واپس کرو۔ اس سے مشابہ قسطوں پر کاروبار کرنے والے ان حضرات کا معاملہ ہے جو کہتے ہیں کہ بیع ہونے کے باوجود مبیع ان کی ملکیت میں رہے گی۔

قسط کی ادائیگی میں تأخیر کرنے سے مہلت ختم کردینا

قسطوں پر سامان بیچنے والے بعض حضرات یہ شرط بھی لگا دیتے ہیں کہ اگر خریدار قسطوں کی ادائیگی میں تاخیر یا غفلت کرے گا تو تمام قسطیں فوری طور پر ادا کرنی ہوگی۔ فقہاء احناف رحمہم اللہ تعالی نے اس شرط کو جائز قرار دیا ہے۔ علامہ علاؤالدین الحصکفی رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں

علیہ ألف ثمن جعله ربه نجوماان اخل بنجم حل الباقی فالأمر کما شرط۔

﴿الدرالمختار مع ردالمحتار جلد ۷ صفحہ ٥٤ مطبوعہ امدادیہ﴾

ترجمہ: اگر مشتری پر ثمن کے ہزار درھم آتے ہوں اور بائع اس کو قسط وار

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

کردے اور کہہ دے کہ اگر کسی قسط میں تاخیر ہوئی تو باقی رقم فورا دینا ہوگی پس یہ شرط درست ہے۔

ادائیگی میں تاخیر کی وجہ سے جرمانہ لگانا

مگر قسطوں پر سامان فروخت کرنے والے حضرات کا معاملہ باقی اقساط کی فوری ادائیگی کے مطالبے تک محدود نہیں رہتا بلکہ اس کے ساتھ ساتھ باقی اقساط کے فی صد کے اعتبار سے جرمانہ بنام لیٹ پیمنٹ سرچارج لگا دیتے ہیں یا روزانہ کی تاخیر کے اعتبار سے ایک مخصوص رقم پینالٹی (Penalty) کے نام سے عائد کردیتے ہیں۔ حالانکہ یہ سراسر سود ہے خواہ وہ اسکا کوئی سا بھی نام رکھ دیں۔ اور یہ سود کی وہی قسم ہے جو نزول قرآن کے وقت کفار عرب میں رائج تھی۔ اللہ جل شانہ نے سود کو حرام فرمادیا اور سود کے لینے والوں کے بارے میں فرماتا ہے۔

یاایھاالذین آمنوا اتقوااللہ وذروا ما بقی من الربوا ان کنتم مؤمنین۔ فان لم تفعلوافاذنوابحرب من اللہ ورسولہ ۔

﴿سورۃ البقرۃ آیت ۲۷۸۔
۲۷۹﴾

ترجمہ: اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور چھوڑ دو جو باقی رہ گیا ہے سود اگر مسلمان ہو پھر اگر ایسا نہ کرو تو یقین کرلو اللہ اور اللہ کے رسول سے لڑائی کا۔

﴿کنزالایمان﴾

اس آیت مبارکہ میں واضح لفظوں میں بتادیا گیا ہے کہ سود لینے والے سے اللہ

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

تعالی اور اسکے رسول ﷺ کی جنگ ہے۔اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے

الذين يأكلون الربوا لايقومون الا كما يقوم الذى لايتخبطه الشيطان من المس۔ ذلك بانهم قالوا انما البيع مثل الربوا۔ واحل الله البيع وحرم الربوا۔

﴿سورۃ البقرۃ آیت ۲۷۵﴾

ترجمہ: اور وہ جو سود کھاتے ہیں قیامت کے دن نہ کھڑے ہونگے مگر جیسے کھڑا ہوتا ہے وہ جسے آسیب نے چھو کر مخبوط بنا دیا ہو اس لئے کہ انھوں نے کہا بیع بھی سود کے مانند ہے اور اللہ نے حلال کیا بیع کو اور حرام کیا سود۔

﴿کنز الایمان﴾

اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے

يمحق الله الربوا ويربى الصدقات ۔ والله لايحب كل كفار اثيم۔

﴿سورۃ البقرۃ آیت ۲۷۶﴾

ترجمہ: اللہ ہلاک کرتا ہے سود کو اور بڑھاتا ہے خیرات کو اور اللہ کو پسند نہیں آتا کوئی ناشکرا بڑا گنہگار۔

﴿کنز الایمان﴾

احادیث مبارکہ میں سود لینے کو زنا سے بدتر قرار دیا گیا ہے۔امام اہلسنت نے فتاوی رضویہ شریف میں سود کی مذمت میں کثیر احادیث رقم فرمائیں ہیں ان میں سے چند پیش کی جاتی ہیں۔

حدیث (۱)

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

فرماتے ہیں ﷺ من اکل درھما من ربوافھو مثل ثلث وثلثین زنیۃ ومن نبت لحمہ من سحت فالنار اولی بہ۔ **ایک درم سود کا کھانا تینتیس زنا کے برابر ہے اور جس کا گوشت حرام سے بڑھے نار جہنم اس کی زیادہ مستحق ہے۔**

رواہ الطبرانی فی الاوسط والصغیر وصدرہ ابن عساکر عن ابن عباس رضی اللہ تعالی عنھما۔

حدیث (۳،۲)

کہ فرماتے ہیں ﷺ لدرھم یصیبہ الرجل من الربوٰاعظم عنداللہ من ثلثۃ وثلثین زنیۃ یزنیھافی الاسلام **بے شک ایک درھم کہ آدمی سود سے پائے اللہ عزوجل کے نزدیک سخت تر ہے تینتیس زنا سے کہ آدمی اسلام میں کرے** الطبرانی الکبیر عن عبداللہ بن مسعود وایضا عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالی عنھما۔

حدیث (۴)

کہ فرماتے ہیں ﷺ درھم ربا یاکلہ الرجل وھو یعلم اشدعند اللہ من ستۃ وثلثین زنیۃ **سود کا ایک درہم کہ آدمی دانستہ کھائے اللہ تعالی کے نزدیک چھتیس بار زنا سے سخت تر ہے** رواہ احمد بسند صحیح والطبرانی فی الکبیر عن عبداللہ بن حنظلۃ غسیل الملائکۃ

حدیث (۵)

کہ فرماتے ہیں ﷺ ان الدرھم یصیبہ الرجل من الربوٰ اعظم عند

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

اللـه فـی الخطیئة من ست وثلثین زنیة یزنیھا الرجل۔ **ایک درھم کہ آدمی سود سے پائے اللہ کے نزدیک مرد کے چھتیس بار زنا کرنے سے گناہ میں زیادہ ہے** رواہ ابـن ابـی الـدنیـا فـی ذم الـغیبة والبیھقی عن انس رضی اللہ تعالی عنہ۔

حدیث (٦)

فرماتے ہیں ﷺ لـدرھـم ربـا اشـد جرما عنداللہ من سبعة وثلثین زنیة **بے شک سود کا ایک درم اللہ عزوجل کے یہاں سینتیس زنا سے بڑھ کر جرم ہے** رواہ الـحـاکم فی الکنی عن ام المؤمنین الصدیقة رضی اللہ تعالی عنھا۔

حدیث (٧)

فرماتے ہیں ﷺ الربا سبعون حوبا ایسر ھا کالذی ینکح امه وفی رویة سبعـون بـابـا ادنـاھا کالذی یقع علی امه۔ **سود ستر گناہ ہے ان سے آسان تر اس شخص کی طرح ہے جو اپنی ماں پر پڑے** رواہ ابـن مـاجة وابن ابی الـدنیـا فـی ذم الـغیبة وابـن جـریر ورواہ البیھقی بسند لاباس به باللفظ الثانی کلھم عن ابی ھریرة رضی اللہ تعالی عنه۔

﴿فتاوی رضویہ جلد ۷ صفحہ ۸۰،۸۱ مطبوعہ: مکتبہ رضویہ کراچی﴾

مندرجہ بالا آیات مبارکہ اور احادیث کریمہ سے معلوم ہوا کہ سود لینا مطلقا حرام خواہ مشتری (Buyer) جان بوجھ کر قسط کی ادائیگی میں تاخیر کرے یا واقعی مجبور

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

وتنگ دست ہو۔اگر مشتری تنگ دست ہو تو اسے مہلت دینی چاہیے کہ قرآن مجید اور حدیث نبویہ علی صاحبہا الصلوۃ والتسلیم کا یہی حکم ہے۔اللہ جل شانہ ارشاد فرماتا ہے۔

وان كان ذو عسرة فنظرة الى ميسرة۔

﴿سورۃ البقرۃ آیت ۲۸۰﴾

ترجمہ:اور اگر قرضدار تنگی والا ہے تو اسے مہلت دو آسانی تک۔

﴿کنزالایمان﴾

امام مسلم رحمہ اللہ تعالی روایت کرتے ہیں،

اجتمع حذيفة وابومسعود رضى الله تعالى عنهما فقال حذيفة رجل لقى ربه عزوجل فقال ما عملت قال ماعملت من الخير الا انى كنت رجلا ذا مال فكنت اطالب به الناس فكنت اقبل الميسور واتجاوز عن المعسور فقال تجاوزوا عن عبدى قال ابومسعود رضى الله تعالى عنه هكذا سمعت رسول الله ﷺ يقول۔

﴿الصحيح لمسلم باب: فضل انظار المعسر والتجاوز فى الاقتضاء من الموسر والمعسر۔﴾

ترجمہ: حضرت حذیفہ اور ابومسعود رضی اللہ تعالی عنہما کی ملاقات ہوئی تو حذیفہ رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا ایک آدمی کی ملاقات اپنے رب عزوجل سے ہوئی۔رب تعالی نے فرمایا تم نے کیا عمل کیا ہے۔اس نے عرض کی میں نے کوئی

قسطوں پر سامان کی خرید و فروخت
for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

نیکی کا کام نہیں کیا سوائے یہ کہ میں ایک مالدار آدمی تھا میں لوگوں کو قرض دے کر لوگوں سے واپس لیا کرتا تھا پس میں مالدار سے لے لیا کرتا تھا اور تنگ دست سے درگذر کیا کرتا تھا۔ اللہ تعالی نے فرمایا کہ میرے بندے سے درگذر کرو حضرت ابو مسعود رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایسے ہی فرماتے ہوئے سنا ہے۔ اور اگر مشتری خواہ مخواہ قسط کی ادائیگی میں تاخیر کر رہا ہے تو وہ حرام کا مرتکب ہے۔ اور ایسا کرنا سراسر ظلم ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا،

مطل الغنی ظلم

ترجمہ: مالدار کا ٹال مٹول کرنا ظلم ہے۔ ﴿صحیح بخاری کتاب الاستقراض﴾

بعض حضرات کہتے ہیں کہ یہ سود نہیں ہے بلکہ تعزیر ہے اور شرعاً تعزیر کرنا جائز ہے اور اگر مدیون پر اس قسم کی سختی نہ کی جائے تو وہ قرض کی ادائیگی کی بالکل پرواہ نہیں کرتے۔ مگر ان حضرات کا ایسا کہنا درست نہیں ہے۔ کیونکہ یہ سود ہی ہے کہ اس پر سود کی تعریف پوری پوری صادق آتی ہے۔ کہ ربوا (Usury) کی مشہور تعریف "فضل مال خال عن عوض شرط لأحد المتعاقدين من معاوضة مال بمال. یعنی عوض سے خالی ایسی زیادتی جو مال سے مال کے تبادلے میں متعاقدین میں سے کسی ایک کے لئے شرط کی گئی ہو اور قسطوں کے کاروبار میں ایسا ہی ہوتا ہے کہ مشتری سے پہلے ہی شرط طے کر لی جاتی ہے کہ اگر وہ تاخیر کرے گا اسے بنام جرمانہ ایک مخصوص رقم دینا ہوگی۔ اور اگر بالفرض اسے تعزیر بھی مان لیا

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

جائے تو بائع کو یہ حق کیسے پہنچتا ہے کہ وہ لوگوں کو تعزیر کرتا پھرے بلکہ یہ تو قاضی شرعی کا کام ہے بلکہ قاضی کو بھی اس بات کا اختیار نہیں ہے کہ وہ تعزیر بالمال کا حکم جاری کرے کیونکہ تعزیر بالمال جائز نہیں ہے۔ علامہ علاؤالدین حصکفی رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں۔

لا بأخذمال في المذهب.

﴿الدرالمختار مع ردالمحتار جلد ۷ صفحہ ۱۰۵ مطبوعہ: مکتبہ امدادیہ ملتان﴾

علامہ ابن عابدین رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں

والحاصل ان المذهب عدم التعزير بأخذ المال۔

﴿ردالمحتار جلد ۷ صفحه ۱۰٦ مطبوعه: مكتبه امداديه ملتان﴾

بحث کا حاصل یہ کہ مذہب احناف میں تعزیر بالمال جائز نہیں۔

بہرحال بیع بالتقسیط کرنے والوں کے لئے کسی طور جائز نہیں ہے وہ لوگوں سے جرمانے یا لیٹ پیمنٹ سرچارج کے نام سے سود وصول کریں۔ اور اسی طرح لوگوں کے لئے بھی ان شرائط پر سامان خریدنا جائز نہیں ہے۔

تمام ثمن کی ادائیگی طے شدہ وقت سے پہلے کیے جانے کی صورت میں مدت استعمال کے کرایہ کی ادائیگی کی شرط

قسطوں پر کاروبار کرنے والے بعض حضرات یہ شرط بھی لگا دیتے ہیں کہ اگر بائع ثمن کی ادائیگی طے شدہ وقت سے پہلے کریگا تو اسے مدت استعمال

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

کا تمام کرایہ یا اسکا کچھ حصہ بھی ادا کرنا ہوگا۔قوانین شرعیہ کے اعتبار سے طے شدہ مدت سے پہلے ادائیگی کی صورت میں مدت استعمال کے کرایہ کی شرط پر عقد کرنا ناجائز وحرام ہے۔اور یہ شرط فاسد ہے کہ اس میں بائع کے لئے نفع ہے۔شیخ الاسلام امام برھان الدین المرغینانی رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں

وکل شرط لایقتضیه العقد وفیه منفعة لاحد المتعاقدین او للمعقود علیه وهو من اهل الاستحقاق یفسده کشرط ان لا یبیع المشتری العبد المبیع لان فیه زیادة عاریة عن العوض فیؤدی الی الربوا او لانه یقع بسببه المنازعة فیعری العقد عن مقصوده الا ان یکون متعارفا۔

﴿هداية آخرين صفحه ٥٩ مطبوعه: شرکت علمیه ملتان﴾

ترجمہ: بیع کو فاسد کردے گی ہر وہ شرط جسکا عقد تقاضا نہ کرے اور اس میں متعاقدین میں سے کسی ایک کے لئے یا معقود علیہ کے لئے نفع ہو درآنحالیکہ معقود علیہ اھل استحقاق میں سے ہو جیسے کہ مشتری مبیع غلام کو نہیں بیچے گا کیونکہ اس میں ایسی زیادتی ہے جو عوض سے خالی ہے پس وہ سود کی طرف لے جائے گی یا اس کے سبب سے جھگڑا ہوگا جسے کی وجہ سے عقد بیع مقصود سے خالی ہو جائیگا سوائے یہ کہ وہ شرط متعارف ہو۔

پھر اسی مسئلے کی مثالیں بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں

کذلك لو باع عبدا علی ان یستخدم البائع شهرا او دارا علی ان

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

یسکنها او علی ان یقرضه المشتری درهما او یهدی له هبة لانه شرط لا یقتضیه العقد و فیه منفعة لاحد المتعاقدین لانه نهی عن بیع و سلف لانه لو کان الخدمة و السکنی یقابلها الشیء من الثمن یکون اجارة فی بیع و لو کان لا یقابلها یکون اعارة فی بیع و قد نهی النبی عن صفقتین فی صفقة۔

﴿ هدایة آخرین صفحه ٦٠ مطبوعه: شرکت علمیه ملتان ﴾

ترجمہ: اسی طرح اگر کسی نے غلام بیچا کہ وہ بائع کی ایک ماہ خدمت کرے گا یا گھر بیچا اس شرط پر کہ بائع اس میں رہے گا۔ یا کہ مشتری اس کو درھم قرض دے گا یا مشتری اسکو تحفہ دے گا کیونکہ یہ ایسی شرط کہ جس کا عقد تقاضا نہیں کرتا اور اس میں متعاقدین میں سے کسی ایک کے لئے نفع ہے اور نبی کریم ﷺ بیع اور ادھار سے منع فرمایا ہے اور کیونکہ خدمت اور رھائش کے مقابلے میں ثمن میں سے کچھ ہو وہ بیع میں اجارہ ہوگا اور ثمن میں سے کچھ بھی انکے مقابلے میں نہ ہو تو بیع میں عاریت ہوگی اور تحقیق نبی کریم ﷺ نے ایک سودے میں دو سودوں سے منع فرمایا ہے۔

قسطوں کے کاروبار میں مذکورہ بالا صورت میں یہی معاملہ ہے کہ بیع کے ساتھ کرایہ کی شرط لگائی جاتی ہے اور ایک سودے میں دو سودے کے جاتے ہیں۔ لہذا ایسا کرنا ناجائز ہے۔ اور اس بیع کا ختم کرنا واجب ہے۔ شیخ الاسلام امام برھان الدین المرغینانی رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں

اذ هو واجب الرفع بالاسترداد

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

﴿هداية آخرين صفحه ٦٣ مطبوعه: شركت علميه ملتان﴾

ترجمہ: (مبیع وثمن) لوٹا کے اس بیع کو فسخ کرنا واجب ہے۔

دین کی جلد ادائیگی کی صورت میں کم لینے کی شرط

قسطوں پر سامان فروخت کرنے والے بعض حضرات یہ شرط بھی لگا دیتے ہیں کہ ثمن مقررہ وقت سے پہلے ادا کیے جانے کی صورت میں صرف اتنی ہی قیمت وصول کی جائے گی جو کہ نقد فروخت کرنے کی صورت میں تھی۔ اس میں مشتری کا نفع ہے اور یہ قوانین شریعت کے تحت اس قسم کی شرط دین مؤجل کی صورت میں لگانا جائز نہیں ہے۔ اور یہ سود ہی کی صورت ہے۔ اور اس شرط پر سامان خریدنا حرام ہے۔ امام ابوبکر جصاص رازی رحمۃ اللہ تعالی فرماتے ہیں،

الرجل يكون عليه الف درهم دين مؤجل فصالحه منه على خمس مائة حالة فلا يجوز۔ وقد روى سفيان عن حميد عن ميسرة قال سألت ابن عمر يكون لى على الرجل الدين الى اجل فاقول عجل لى واضع عنك فقال هو ربا وروى عن زيد بن ثابت ايضا النهى عن ذلك وهو قول سعيد ابن جبير وو الشعبى والحكم وهو قول اصحابنا وعامة الفقهاء۔

﴿احكام القرآن جلد ١ صفحه ٤٦٧ مطبوعه: دارالفكر بيروت﴾

ترجمہ: کسی آدمی پر ایک ہزار دین مؤجل (ادھار) ہوں پس وہ دائن

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

(قرض خواہ) سے پانچ سو درھم نقد پر صلح کر لے تو جائز نہیں۔ سفیان نے حمید سے اور انھوں نے میسرۃ سے روایت کی کہ وہ کہتے ہیں میں نے ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہ سے سوال کیا کہ اگر میرا کسی شخص پر دین مؤجل ہو اور میں اس سے کہوں کہ دین جلد ادا کر دو تو میں دین میں سے کچھ چھوڑ دونگا تو انھوں نے جواب دیا کہ وہ سود ہے۔ حضرت زید ابن ثابت رضی اللہ تعالی سے بھی اس کے بارے میں ممانعت روایت کی گئی ہے اور یہی سعید ابن جبیر، شعبی، حکم، ہمارے اصحاب اور عامۃ الفقھاء رحمھم اللہ تعالی کا قول ہے۔

البتہ اگر جلدی ادا کرنے کی صورت میں دین کو کم کرنے کی شرط نہ لگائی گئی ہو بلکہ دائن تبرعا (رضا کارانہ) دین میں سے کچھ کم کر دے تو جائز ہے۔ امام ابوبکر جصاص رازی رحمۃ اللہ تعالی فرماتے ہیں،

ومن اجاز من السلف اذا قال، عجل لی اوضع عنك، فجائز ان يكون اجازوه اذا لم يجعله شرطا فيه، وذلك بان يضع عنه بغير شرط ويعجل الاخر الباقي بغير شرط۔

﴿احكام القرآن جلد ١ صفحه ٤٦٧ مطبوعه: دارالفكر بيروت﴾

ترجمہ: اور بزرگوں میں سے جن حضرات نے اس کی اجازت دی ہے اور کہا کہ اگر کوئی کہے دین جلد ادا کر دو کچھ کم کر دونگا تو جائز ہے تو بظاہر اس صورت میں جائز ہے جبکہ اس نے کمی کی شرط نہ لگائی ہو اور وہ اس طرح سے کہ دائن بغیر شرط کے اس میں کمی کر دے اور مدیون باقی دین بغیر شرط کے فوراً ادا کر دے۔

سامان کا بیمہ (Insurance)

قسطوں پر سامان کی خرید و فروخت

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

عام طور پر بینک یا بعض دیگر ادارے سودا طے ہونے کے بعد سامان کے ضائع ہونے کے خوف سے سامان کا بیمہ (Insured) کروا لیتے ہیں۔اس طرح سے قسطوں پر سامان فروخت کرنے والے ادارے مال کے ضائع ہونے کی صوت میں ہونے والے ممکنہ نقصان (Probable loss) سے بچاؤ کی صورت کر لیتے ہیں۔مگر قانون شریعت کی رو سے بیمہ ایک ایسا عقد ہے جو سود (Usury) اور جوے (Gambling) پر مشتمل ہے۔بیمہ کا سود ہونا تو نہایت واضح ہے کہ جب بیمہ کی تمام اقساط (Premium) ادا کر دی جاتی ہیں تو بیمہ کمپنی اس شخص کو اس کی ذاتی رقم زیادتی (Increase) کے ساتھ واپس کرتی ہے۔اور یہ زیادتی بلاعوض ہوتی ہے اور شروع ہی میں طے کر لی جاتی ہے۔اور یہ کھلم کھلا سود ہے جیسا کہ سود کی وضاحت گذشتہ صفحات میں کی گئی ہے۔اور یہ جوا اس لئے ہے کہ بیمہ پالیسی کے شروع میں اگر بیمہ پالیسی ہولڈر کچھ اقساط باقاعدگی سے نہ جمع کروا سکے تو بیمہ کمپنی اس کی جمع شدہ رقم میں سے کچھ دبا لیتی ہے اور اس کی پالیسی ختم کر دی جاتی ہے۔ چنانچہ بیمہ پالیسی ہولڈر جب بیمہ پالیسی خریدتا ہے تو اپنی رقم کو داؤ پر لگاتا ہے کہ اگر ابتدائی اقساط (Premium) ادا کر دی تو پالیسی کا مال زیادتی (Increase) کے ساتھ مل جائے گا ورنہ اپنا مال بھی جا سکتا ہے۔اور اسی کا نام جوا ہے۔اور عام طور پر انشورنس کی یہ صورت زندگی کے بیمہ ہوتی ہے جبکہ اشیاء کے بیمہ میں عموما جوے کی صورت پائی جاتی ہے۔ چنانچہ ایسی ناجائز شرائط کی موجودگی میں خرید وفروخت کرنا ناجائز وحرام۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

هـذا مـا ظهر لی و العلم بالحق عندالله و رسوله عزوجل و صلی الله علیه و آله و اصحابه و بارک وسلم.

کتبہ: محمد ابوبکر صدیق القادری الشاذلی ۱۰ محرم الحرام ۱۴۲۳ھ

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

فلاح دارین

مفت سلسلہء اشاعت کتب

الفتاوی الشاذلیہ

ملٹی لیول مارکیٹنگ کا شرعی حکم

مؤلف

مفتی محمد ابوبکر صدیق القادری الشاذلی
(جنرل سیکریٹری طوبیٰ ویلفیئر ٹرسٹ انٹرنیشنل، رئیس دارالافتاء جامع طوبیٰ)

ناشر
طوبیٰ ویلفیئر ٹرسٹ (انٹرنیشنل)

جملہ حقوق بحق مؤلف محفوظ ھیں

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

نام کتاب: ملٹی لیول مارکیٹنگ کا شرعی حکم

مؤلف کا نام: مفتی محمد ابوبکر صدیق القادری الشاذلی

تعداد: ۲۰۰۰ (دو ہزار)

ناشر: طوبیٰ ویلفیئر ٹرسٹ (انٹرنیشنل)

جمادی الاول ۱۴۳۲ھ ، اپریل 2011ء

جامع مسجد طوبیٰ و دارالافتاء جامع طوبیٰ، ملت گارڈن سوسائٹی، نزد محبت نگر، ملیر۔ 15

0321-2762847

UK کے رہنے والے حضرات اس کتاب کے حصول کے لئے

جناب خلیفہ ملک محمد ناصر محمود صاحب (نوٹنگھم) سے درج ذیل نمبر پر رابطہ کر سکتے ہیں

07735415048

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

عرضِ مدعا

الحمد للّه والصلاة والسلام علی رسول اللّه وعلی آله وأصحابه وأھل بیته وذریته أجمعین. أما بعد

الحمد للہ طوبیٰ ویلفیئر ٹرسٹ کے مفت سلسلۂ اشاعت کتب بنام **''فلاح دارین''** کی پندرہویں کتاب **''ملٹی لیول مارکیٹنگ کا شرعی حکم''** آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ کتاب ہذا میں دورِ جدید کی ایک جدید کاروباری صورت کے مسئلہ کے بارے میں مکمل شرعی رہنمائی کی گئی۔ مطالعہ کیجئے اور شرعی معلومات میں اضافہ کیجئے۔

جو حضرات ''فلاح دارین'' کے اس سلسلہ کے ممبر بننا چاہیں وہ ایک سال کے ڈاک کا خرچہ 200 روپے بھیج کر اس کے ممبر بن سکتے ہیں، ان شاءاللہ ہر ماہ ایک کتاب ان کے ایڈریس پر روانہ کر دی جائے گی اور جو حضرات اس سلسلے میں تعاون کرنا چاہیں وہ درج ذیل نمبر پر فون کر کے رابطہ کر سکتے ہیں:

موبائل: 0333-3786913

ادارہ: طوبیٰ ویلفیئر ٹرسٹ انٹرنیشنل

تمہید

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

اسلام عالمگیر مذہب ہے اور اس نے جس انداز میں انسانیت کی رہنمائی کا سامان فراہم کیا، دنیا کے دیگر مذاہب ونظریات اس سے عاری ہیں، یہی وجہ ہے کہ آج کفار واغیار ہنود و یہود اندرونی انتشار وافتراق کے باوجود اسلام دشمنی میں متحد نظر آتے ہیں، کبھی مسلمانوں کی اخلاقیات کو پست کرنے کے لئے تہذیب ورسوم کا سہارا لے کر مسلمانوں کی معاشرت خراب کرنے کی سازشیں کی جاتی ہیں، تو کبھی تنگ نظری وقدامت پسندی کا طعنہ دے کر مذہبی بے راہ روی کو پروان چڑھانے کی سازشیں کی جاتی ہیں، اور کبھی غربت وافلاس سے ڈرا دھمکا کر مسلمانوں کو سودی معاملات میں پھنسا دیا جاتا ہے، اور حیلہ سازی وفریب کاری سے مسلمانوں کو خوب لوٹا جاتا ہے، اور نفع ونقصان کی گھتیاں اس قدر الجھا دی جاتی ہیں کہ عامی مسلمان نقصان کو نفع اور نفع کو نقصان گردا ننے لگتا ہے، بلکہ بعض اہل علم حضرات بھی ان کے دام فریب سے بچ نہیں پاتے اور دانستہ یا نادانستہ ان کے ہمنوا بن جاتے ہیں۔

دنیا بھر میں ملٹی لیول مارکیٹنگ Multi level Marketing طریقہ پر کاروبار ہو رہا ہے، اور دنیا اس کے مفاسد ومضرات سے صرف نظر کر کے اس میں شامل ہو رہی ہے، بلکہ مسلمان بھی اس میں شامل ہو رہے ہیں، عوام کالانعام کا حال تو یہ ہے کہ وہ حلال وحرام کی تمیز سے قطع نظر اس میں شامل ہیں، بعض محتاط مسلمان بھی صرف حصول نفع کے لئے اس میں شامل ہو جاتے ہیں اور آخرت کے بدلے دنیا خریدتے ہیں۔ پاکستان میں مختلف کمپنیاں اس طریقہ کار پر اپنے کاروبار لے کر آئیں، نام کے اختلاف کے باوجود طریقہ کار سب کا ایک ہی

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

تھا۔اس بارے میں مسلمانوں میں تشویش تھی، کہ آیا کاروبار کا یہ طریقہ اسلامی تعلیمات کے منافی تو نہیں ؟اس سے ملنے والی رقم حلال وطیب بھی ہے یا نہیں ؟بعض اہل علم حضرات نے اس کے جواز کی بات کی اور مسلمانوں کی بڑی تعداد اس میں شامل ہوگئی اور ہورہی ہے۔ایسے میں فقیہ العصر، رئیس الفقہاء، استاذ العلماء، شیخ الحدیث حضرت علامہ مولانا مفتی محمد ابوبکر صدیق القادری الشاذلی دام ظلہ العالی نے مسلمانوں کی اصلاح، اورانہیں آخرت کی رسوائی و پریشانی سے بچانے کی خاطر ''ملٹی لیول مارکیٹنگ'' پر سہل و مفصل کلام کیا، تاکہ مسلمان ان کمپنیوں کے دام فریب سے کسی طور بچ جائیں ۔اور اپنے ہاتھوں اپنی بربادی و تباہی کا سامان نہ خریدیں ۔حضرت قبلہ مفتی صاحب دام ظلہ العالی نے اولاً تو اس کاروبار کی شرعی حیثیت کو بیان کیا، اوراس کے ناجائز ہونے کی وجوہات بیان کیں۔ پھر اہل علم کی طرف سے پیش کئے گئے جواز کے دلائل کو بیان کرکے ان کا رد کیا۔انداز سہل و آسان رکھا کہ مقصود مسئلہ مجوثہ پر صرف علمی تحقیق ہی نہیں بلکہ نفع مسلمین ہے ۔اللہ تعالیٰ اپنے حبیب منیب صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے حضرت قبلہ مفتی ابوبکر صدیق صاحب دام ظلہ العالی کو عمر خضر عطا فرمائے ،اوران مقام و مرتبہ کو بلند فرمائے۔اوراس کتاب کو عامۃ المسلمین کے لئے باعث نفع فرمائے۔

محمد فرمان ذیشان

مفتی دارالافتاء جامع طوبیٰ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ملٹی لیول مارکیٹنگ کا شرعی حکم

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

الاستفتاء:

کیا فرماتے علماء دین ومفتیان شرع متین اس بارے میں کہ فی زمانہ کاروبار کی جدید صورتوں میں سے ایک صورت ملٹی لیول مارکیٹنگ کی بھی ہے۔ اس کا طریقہ کار درج ذیل سطور میں بیان کیا جاتا ہے۔

''وہ کمپنیاں جونیٹ ورک مارکیٹنگ کو اپنی مصنوعات کی تشہیر کے لئے استعمال کررہی ہیں، اُن کا مطمحِ نظریہ ہوتا ہے کہ وہ مصنوعات کی تشہیر کے لئے پرنٹ اور الیکٹرونک میڈیا پر لاکھوں، کروڑوں خرچ کرنے کے بجائے زبانی تشہیر کے ذریعے کو اپنائے اور پرنٹ والیکٹرونک میڈیا کی تشہیر سے بچنے والی رقم کو اپنے ممبران کے درمیان وضع کردہ طریقۂ کار کے مطابق تقسیم کریں۔ اِس سلسلے میں کمپنی ہر خواہش مند شخص کو پابند کرتی ہے کہ وہ زبانی تشہیر کی اس مہم کا رکن بننے کے لئے پہلے کمپنی کی کسی پروڈکٹ کو خریدے۔ پروڈکٹ کی خریداری کے ذریعے کمپنی کا رکن بنتے ہی وہ پرامیڈ اسکیم کے نظریہ کے مطابق کمیشن کمانے کا حقدار بن جاتا ہے۔ پرامیڈ انگریزی میں ''مخروطی اور اہرامی'' شکل کو کہتے ہیں۔ اس طریقۂ کار کے مطابق ہر رکن کے ابتدائی درجے میں دو اطراف بنائے جاتے ہیں پھر ان دونوں اطراف میں ہر آنے والے نئے رکن کو شامل کیا جاتا ہے، جیسے ہی ان دونوں اطراف میں مجموعی طور پر چھ ارکان ہوجائینگے، ویسے ہی پہلا رکن کمیشن کا حقدار

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

ہوجائیگا۔ اِسے مثال کی مدد سے یوں سمجھا جاسکتا ہے کہ فرض کریں کہ رکن A نے کمپنی کی پروڈکٹ خرید کر رکنیت حاصل کر لی اور پھر بعد میں اُس نے محنت کر کے B اور C کو پروڈکٹ خریدنے پر آمادہ کیا، اسی C نے D اور E کو جبکہ B نے F اور G کو آمادہ کیا۔ لہذا ان افراد کے رکن بنتے ہی پرامیڈ اسکیم میں چھ افراد مکمل ہوجائینگے، اور A پہلا کمیشن لینے کا حقدار ہوجائے گا۔ واضح رہے کہ اِسی طرح ہر رکن کے ساتھ معاملہ ہوگا۔ ہر رکن پہلے سے چوتھے کمیشن تک اِس کا مجاز ہوتا ہے کہ وہ اپنے اکاؤنٹ (جو رکن بنتے ہی کھول دیا جاتا ہے) سے جتنی چاہے اور جب چاہے رقم نکال لے، لیکن چوتھے کمیشن کے حصول کے بعد جیسے ہی وہ رکن پانچواں کمیشن حاصل کرتا ہے، وہ گولڈ واؤچر کی صورت میں محفوظ کرلیا جاتا ہے، جس کے ذریعہ رکن کمپنی کی کسی بھی پروڈکٹ کو خریدنے کا پابند ہوتا ہے۔ پانچویں کمیشن کے بعد پھر چار کمیشن رکن اپنی مرضی سے استعمال کرسکتا ہے لیکن پھر پانچواں کمیشن گولڈ واؤچر کی صورت میں محفوظ کرلیا جاتا ہے یعنی ہر پانچواں کمیشن گولڈ واؤچر کی صورت میں محفوظ ہوجاتا ہے، جس کی مالیت ایک کمیشن کے برابر ہوتی ہے۔ گولڈ واؤچر کو صرف کمپنی کے پروڈکٹ خریدنے میں ہی استعمال کیا جاسکتا ہے۔ مزید یہ کہ کمپنی کی سب سے کم قیمت پروڈکٹ ''گولڈ واچ'' ہے، جو شخص گولڈ واچ خریدنا

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

نہیں چاہتا ہے بلکہ کوئی بیش قیمت پروڈکٹ جسکی قیمت 300$ سے زائد بھی ہوسکتی ہے خریدنا چاہتا ہے لیکن اس کے پاس اتنے پیسے نہیں ہیں، تو وہ اس پروڈکٹ کی مد میں 60$ ایڈوانس جمع کرا کے بقیہ رقم کمپنی کی تشہیر کے ذریعہ حاصل ہونے والی رقم سے ادا کرتا ہے۔''

شرعاً کاروبار کا یہ طریقہ جائز ہے یا نہیں؟ اور اس کاروبار میں شریک ہونے اور حاصل ہونے والی آمدنی کے بارے میں کیا حکم ہے؟

سائل: محمد رضوان، درجہ تخصص دارالعلوم نعیمیہ کراچی

الجواب بعون الملک الوهاب اللهم هداية الحق والصواب

ملٹی لیول مارکیٹنگ (MLM) کا طریقہ کار کوئی نیا طریقہ نہیں ہے، بلکہ گزشتہ کئی سالوں میں مختلف کمپنیاں مختلف ناموں سے اسی طرح کی پروڈکٹ بنا کر مارکیٹ میں آئیں اور انعام یا کمیشن کا لالچ دیکر اپنی سستی سستی چیزیں نہایت مہنگے داموں فروخت کر کے امت مسلمہ کے ڈھیروں روپے سمیٹ کر فرار ہوگئیں۔ سوال میں مذکور کمپنی کو دیکھ لیجیئے کہ کمپنی جس گھڑی یا پروڈکٹ کو ساٹھ ڈالر میں بیچ رہی ہے وہ حقیقۃ پندرہ ڈالر کی بھی نہیں۔ اس کی واضح دلیل یہ ہے کہ کمپنی ہر گھڑی پر صرف تیس ڈالر اپنے پاس رکھتی اور بقیہ تیس ڈالر اپنے کمیشن ایجنٹ کو دے دیتی ہے۔ پھر کمپنی کے پاس جو تیس ڈالر بچتے ہیں کمپنی ان تیس ڈالر میں سے اس پروڈکٹ کو ناروے یا امریکہ

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

سے پاکستان بھیجنے کا خرچہ، کسٹمر کی ویب اکاؤنٹ کا خرچہ، رقم کی وصولی کا خرچہ اور دیگر متعدد اخراجات پر بھی خرچ کرتی ہے جو کہ کسی طرح سے پندرہ ڈالر سے کم نہیں ہونگے۔ لہذا کمپنی کو پروڈکٹ کی مد میں بچنے والی بمشکل کم وبیش پندرہ ڈالر ہونگے بلکہ راقم الحروف کو بعض معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ اس قسم کی گولڈ پلیٹڈ گھڑیوں کی تیاری میں عموما پانچ سے چھ ڈالر کی لاگت آتی ہے۔ راقم الحروف نے اس سے قبل اسی قسم کی تین دھوکہ باز کمپنیوں کے بارے میں شرعی دلائل کی روشنی میں سد ذرائع کے طور پر ناجائز کا فتوی لکھا تھا۔ ان میں سے ایک "گولڈن کی Golden key کمپنی" دوسری "بزناس ڈاٹ کام Biznas.com" اور تیسری "پینٹا گوناPantagona" کے نام سے منظر عام پر آئیں تھیں۔ آج ان میں سے کسی کمپنی کا کوئی پتہ نہیں ہے۔ اور جن لوگوں نے آخری دنوں میں ان کمپنیوں کی پروڈکٹس کمیشن کمانے کے لالچ میں بلاضرورت خریدیں، راقم الحروف نے انھیں کفِ افسوس ملتا پایا۔ بہرحال استفتاء میں مذکور کمپنی کی پروڈکٹ خریدنے اور رکن بننے کے ناجائز ہونے کی وجوہات درج ذیل سطور میں رقم کی جاتی ہیں۔

اولا:

راقم الحروف سے اس کمپنی کے طریقہ کار کے بارے میں شرعی حکم معلوم کرنے کے لئے متعدد افراد نے زبانی، تحریری اور فون کے ذریعے سے رابطہ کیا۔ تقریبا تمام افراد نے کمپنی سے متعلق وہی طریقہ کار بیان کیا جو کہ استفتاء میں مذکور ہے یعنی اگر آپ کمپنی کے ممبر بننا چاہتے ہیں تو آپ کو کمپنی کی پروڈکٹ خریدنا لازم

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

ہے۔ اور جب کوئی شخص پروڈکٹ خرید لیتا ہے تو وہ کمپنی کی ممبر شپ کا اہل ہوجاتا ہے۔اس ممبر شپ کا مقصود یہ ہے کہ لوگ اس کمپنی کی پروڈکٹ خریدیں پھر دیگرلوگوں کواس پروڈکٹ خریدنے کی ترغیب دے کر کمپنی کے زیادہ سے زیادہ ممبر بنوائیں۔قوانین شرعیہ کی رو سے اس کمپنی کی ممبر کی حیثیت (commission agent)یعنی دلال یا سمسار کی سی ہوتی ہے،لہذا اسکا ممبر بننا گویا کہ اس سے عقد اجارہ کرنا ہے جو کہ ان کی پروڈکٹ خریدنے پر موقوف (Depend) ہے۔راقم الحروف نے یہ ہی شرط کمپنی کی ویب سائٹ پر بھی دیکھی۔ شرعی لحاظ سے ایسا کرنا جائز نہیں کیونکہ نبی مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ''نھی رسول اللہ ﷺ من بیع وشرط '' یعنی نبی اکرم ﷺ نے بیع میں شرط لگانے سے منع فرمایا۔ اجارہ دراصل منفعت کی بیع (Sale of Usufruct) کا نام ہے، اور یہ منفعت کی بیع ان کی پروڈکٹ کی بیع کے ساتھ مشروط ہے۔یعنی اگر آپ ان سے عقد اجارہ کرنا چاہیں تو ان کی پروڈکٹ خریدنی ہوگی،اور ایسا کرنا نہ تو عقد کے مقتضی کے مطابق ہے اور نہ ہی اس پر عرف جاری ہے چنانچہ یہ ناجائز ہے۔امام ترمذی اور امام نسائی رحمۃ اللہ علیہما حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ''نھی رسول اللہ ﷺ عن بیعتین فی بیعۃ''یعنی حضور ﷺ نے ایک بیع میں دو بیع کرنے سے منع فرمایا ہے۔

اس قسم کے عقود کے غیر شرعی اور ناجائز ہونے کی تصریحات سے کتب فقہ بھری ہوئی ہیں۔ شیخ الاسلام برھان الدین امام ابوالحسن بن ابوبکر رحمۃ اللہ تعالی

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

فرماتے ہیں۔

ومن اشتری ثوبا علی ان یقطعه البایع ویخیطه قمیصا او قباء فالبیع فاسد لانه شرط لا یقتضیه العقدوفیه منفعة لاحد المتعاقدین و لانه یصیر صفقة فی صفقة۔

(ھدایہ آخرین، صفحہ ۶۰، مکتبہ شرکت علمیہ ملتان)

ترجمہ: ''اگر کسی نے اس شرط پر کپڑا خریدا کہ بائع (Buyer) اسکو کاٹے گا اور وہی اسکو قمیص یا قباء سی کے دیگا، تو بیع فاسد (Invalid Sale) ہے کیونکہ یہ ایسی شرط ہے کہ جس کا عقد تقاضا نہیں کرتا اور اس میں عاقدین میں سے کسی ایک کا فائدہ ہے، اور یہ سودے میں سودا کرنا ہے۔''

لہٰذا اس کمپنی کی پروڈکٹ خریدنا اور اسکا ممبر بننا دونوں ہی ناجائز ہے۔

ثانیا:

اس کمپنی کے طریقہء کار کے مطابق پروڈکٹ خریدنے والے کو 5 عدد گاہک (ممبران) بنانے پر کمیشن دیا جاتا ہے جیسا کہ سوال میں مذکور ہے کہ ''رکن A نے کمپنی کی پروڈکٹ خرید کر رکنیت حاصل کر لی، اور پھر بعد میں اُس نے محنت کر کے B اور C کو پروڈکٹ خریدنے پر آمادہ کیا، اسی C نے D اور E کو، جبکہ B نے F اور G کو آمادہ کیا۔ لہٰذا ان افراد کے رکن بنتے ہی پرامیڈ اسکیم میں چھ افراد

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

مکمل ہوجائینگے اور A پہلا کمیشن لینے کا حقدار ہوجائیگا۔واضح رہے کہ اِسی طرح ہر رکن کے ساتھ معاملہ ہوگا۔ ہر رکن پہلے سے چوتھے کمیشن تک اِس کا مجاز ہوتا ہے کہ وہ اپنے اکاؤنٹ (جو رکن بنتے ہی کھول دیا جاتا ہے) سے جتنی چاہے اور جب چاہے رقم نکال لے"۔

قوانین شرعیہ کی روسے کمیشن کا یہ طریقہ کار بھی جائز نہیں، کیونکہ جب رکن A نے اپنا کام کرلیا تو وہ کمیشن کا مستحق ہوگیا اب اس کمیشن کو بلا وجہ رکن C اور رکن D کے عمل کے ساتھ مشروط رکھنا شرط فاسد ہے جو کہ اس عقد اجارہ کو ناجائز کردیتی ہے۔ اگر اس اعتراض سے بچنے کے لئے کمپنی کی طرف سے یہ کہا جائے کہ کمیشن صرف رکن A کے عمل پر نہیں دیا جاتا ہے بلکہ وہ تمام ارکان کے مجموعی عمل پر رکن A کو دیا جائیگا تو وہ بھی جائز نہیں، کیونکہ کمیشن اور دلالی کا مدار عمل کی مشقت پر ہے جیسا کہ امام اہلسنت احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن اسی طرح کے ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں،

"اگر کارندہ نے اس بارہ میں جو محنت وکوشش کی وہ اپنے آقا کی طرف سے تھی، بائع کے لئے کوئی دوادوش نہ کی، اگرچہ بعض زبانی باتیں اس کی طرف سے بھی کی ہوں، مثلاً آقا کو مشورہ دیا کہ یہ چیز اچھی ہے، خرید لینی چاہیے یا اس میں آپ کا نقصان نہیں اور مجھے اتنے روپے مل جائینگے، اس نے خرید لی جب تو یہ شخص عمرو بائع (Seller) سے کسی اجرت کا مستحق نہیں کہ اجرت آنے

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

جانے، محنت کرنے کی ہوتی ہے، نہ بیٹھے بیٹھے دو چار باتیں کہنے، صلاح بتانے، مشورہ دینے کی۔ ردالمحتار میں بزازیہ ووالوالجیہ سے ہے الدلالة و الاشارة لیست بعمل یستحق به الاجر، وان قال لرجل بعینه ان دلتنی علی کذا فلك کذا، ان مشی له فدله فله الاجر المثل للمشی لأجله، لان ذلك عمل یستحق بعقد الاجارة الخ، غمزالعیون میں خزانۃ الاکمل سے ہے اما لو دله بالکلام فلا شیء له اوراگر بائع کی طرف سے محنت وکوشش ودوادوش میں اپنا زمانہ صرف کیا تو صرف اجر مثل کا مستحق ہوگا یعنی ایسے کام میں اتنی سعی پر جو مزدوری ہوتی ہے اس سے زائد نہ پائیگا، اگرچہ بائع سے قرارداد کتنے ہی زیادہ کا ہو اور اگر قرارداد اجر مثل سے کم کا ہو تو کم ہی دلائیں گے کہ سقوط زیادۃ پر خود راضی ہو چکا، خانیہ میں ہے ان کان الدلال عرض و تعنی وذهب فی ذلك روزگاره کان له اجرمثله بقدر عنائه وعمله، اشباہ میں ہے بعه لی بکذا ولك کذا فباع فله اجر المثل، حموی میں ہے ای ولا یتجاوز به ما سمی، وکذا لو قال اشترلی کما فی البزازیة، وعلی قیاس هذا السماسرة

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

والدلالون الواجب اجر المثل کما فی الوالوالجیة

،ردالمحتار میں تاتارخانیہ سے ہے فی الدلال والسمسار

یجب اجرالمثل وما تواضعوا وعلیه ان فی کل

عشرة دنانیر کذا فذلك حرام علیهم۔

﴿فتاوی رضویہ جلد ۷ صفحہ ۱۴۶۔۱۴۷ مطبوعہ مکتبہ رضویہ

کراچی﴾

اعلیٰ حضرت، مجدد دین وملت، امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن کی مذکورہ بالا عبارت سے روز روشن کی طرح عیاں ہوگیا کہ مذکورہ کمپنی کے کمیشن دینے کا طریقہ ناجائز ہے کیونکہ پہلے درجے کے ممبران کے علاوہ دیگر درجے کے ممبران کے لیے تو اس نے کوئی بھاگ دوڑ نہیں کی، چنانچہ اسے ان پر اجرت یا کمیشن لینا ناجائز ہے۔ یا اس لئے ناجائز کہ اس کا کمیشن تو پہلے درجہ کے دو ارکان B اور C کے رکن بننے کی وجہ سے ثابت ہوچکا تھا پھر اسے B اور C کے عمل پر معلق رکھنا شرط فاسد ہے۔

بالفرض اگر اس ملٹی لیول مارکیٹنگ کمپنی کے کمیشن کے نظام کو درست بھی تسلیم کرلیا جائے تب بھی اس کمپنی کا ممبر بننا جائز نہیں ہے کیونکہ استفتاء میں ذکر کیا گیا ہے کہ پانچواں کمیشن محفوظ کرلیا جاتا ہے ۔ اس گولڈ واؤچر Gold Voucher کو صرف کمپنی کی پروڈکٹ کو خریدنے میں ہی استعمال کیا جاسکتا ہے۔ قوانین شرعیہ کی رو سے جب رکن کمیشن کا مستحق ہوچکا ہے تو اسے اختیار ہے چاہے وہ

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

کوئی پروڈکٹ خریدے یا نہ خریدے۔ بہر حال کمیشن کے نظام کو درست تسلیم کرنے کی صورت میں وہ اس کمیشن کا مالک ہے اور اسے پروڈکٹ خریدنے پر مجبور کرنا شرعا ناجائز و حرام ہے۔

مذکورہ بالا جواب استفتاء میں پیش کی گئی صورت کے اعتبار سے ہے۔مگر راقم الحروف نے کمپنی کی ویب سائٹ پر دیکھا کہ کمپنی پہلے درجے میں دائیں بائیں ایک ایک رکن بنا دینے پر بھی کمیشن دیتی ہے۔اس کے بعد کے درجے میں ہر جانب تین تین ممبر بنانے پر کمیشن دیتی ہے۔ بہر حال اس صورت میں بھی اس کمپنی سے جواب میں مذکور پہلی اور تیسری وجہ کی بنیاد پر کاروباری معاملہ کرنا ناجائز ہے۔

شبہات اور ان کے جوابات

بعض حضرات کے خیال میں اس قسم کے معاملات میں کوئی حرج نہیں کہ یہ جدید کاروباری طریقے ہیں اور اس میں کوئی امر فاسد نہیں۔

جواب: کاروبار کا طریقہ قدیم ہو یا جدید، بہر حال اس کے جواز کے لئے ضروری ہے کہ وہ شریعت مطہرہ کے بیان کردہ قوانین سے متصادم نہ ہو۔اور مسئلہ مجوثہ سراسر ناجائز کہ یہ کئی امور فاسدہ پر مبنی ہے جیسا کہ راقم الحروف نے ابتداء میں اس کی وجوہات بیان کی ہیں۔

شبہ نمبر۲:

بعض حضرات کا خیال ہے کہ مذکورہ بالا ملٹی لیول مارکیٹنگ کمپنی پروڈکٹ خریدنے کی شرط بیع بالشرط کے زمرے میں نہیں آتی ہے کیونکہ یہاں پر بیع کو ممبر بننے

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

سے مشروط نہیں کیا جارہا ہے بلکہ ممبر بننے کو بیع کے ساتھ مشروط کیا جارہا ہے اور یہ دونوں دو الگ الگ معاملات ہیں ۔ حدیث مبارک میں بیع کو کسی دوسری بیع کے ساتھ مشروط کرنے سے روکا جارہا ہے۔ اِسی طرح ہمارے ہاں علمائے کرام کی سرپرستی میں حج وعمرے کی کئی ایسی اسکیمیں موجود ہیں، جن کا ممبر بننے کے لئے ضروری ہے کہ ان کی کوئی کتاب خریدی جائے۔اسی طرح آج کل ایک یا دو سال کی سروس وارنٹی کے ساتھ موبائل اور دیگر الیکٹرونک اشیاء کی خرید وفروخت ہے۔لہذا ملٹی لیول مارکیٹنگ کا ممبر بننے کے لئے کمپنی کا اپنی کسی پروڈکٹ کو خریدنے کی شرط عائد کرنا شرعاً درست ہے۔

جواب: راقم الحروف نے اس اعتراض کا جواب اس فتوی کی ابتداء ہی میں لکھ دیا ہے۔ جس کا خلاصہ یہ کہ حدیث شریف اجارہ کو بھی شامل ہے کہ اجارہ بھی منافع کی بیع ہے۔ لہذا یہ اجارے کو شرط پر معلق کرنا ہے اور اجارے کی بھی وہی تمام شرائط ہیں جو بیع کی ہوتی ہیں سوائے چند باتوں کے جیسا کہ امام اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ ''فتاوی رضویہ'' میں متعدد کتب فقہ کے حوالے سے فرماتے ہیں،

> ''فتوی سابقہ میں مفصلا ثابت کردیا گیا کہ یہ اجارہ فاسد اور اس کا فسخ واجب ہے، وہ روایات سب متعلق اجارہ تھیں، انھیں متعلق بیع کہنا ہی متعلق اجارہ ماننا ہے کہ یہاں اجارہ وبیع کا ایک ہی حکم بلکہ اجارہ معنی بیع کی ایک قسم ہے۔ارشادات علماء بر سبیل اختصار سنئے: مغنی المستفتی پھر عقو الدریہ میں ہے،

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

البیع والاجارۃ اخوان لان الاجارۃ بیع المنافع یعنی بیع واجارہ بھائی بھائی ہیں اس لئے کہ اجارہ منافع کی بیع ہے۔

مختصر امام ابوالحسن قدوری وہدایۃ میں ہے،

الاجارۃ تفسدھا الشروط کماتفسد البیع لأنھا بمنزلتہ۔ یعنی اجارہ کو شرطیں فاسد کرتی ہیں جس طرح بیع کو کہ اجارہ بمنزلہ بیع ہے۔''

(الفتاوی الرضویہ، جلد۱۹،ص ۴۶۳، مطبوعہ: مرکز اھل سنت برکات رضا انڈیا)

امام اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ نے اس بات کے ثبوت میں ۲۸ کتب فقہیہ سے استشہاد فرمایا جیسا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ،

''یہ سردست بعد منازل قمر اٹھائیس کتب معتمدہ کی روشن عبارات ہیں۔ ان عبارات جلیلہ سے واضح ہوا کہ شروط مفسدہ اجارہ کے باب میں روایات متعلقہ بیع کو ذکر کرنا عین حق وصواب ہے۔''

(الفتاوی الرضویہ، جلد۱۹،ص ۴۶۵، مطبوعہ: مرکز اھل سنت برکات رضا انڈیا)

نیز فقہی قاعدہ ہے کہ کوئی بھی معاملہ جو ازقبیلِ تملیک ہو، اسے مشروط کرنا قمار کے حکم میں داخل ہے حتی کہ نکاح کو بھی شرط پر معلق کرنا جائز نہیں۔ اور اجارہ تو سراسر عقد مالی ہے کہ اجارے میں منفعت بھی مال ہے، اور جو کچھ اس کے عوض میں دیا جائیگا وہ بھی مال ہے۔ ان قوانین کی روشنی میں ممبر شپ کو بھی عقد بیع کے

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

ساتھ مشروط کرنا جائز نہیں ہے۔ جہاں تک اس بات سے استشہاد کرنا کہ ہمارے علماء کی سرپرستی میں کئی حج وعمرہ کی اسکیمیں ہیں کہ جن کا ممبر بننے کے لئے ان کی کتاب خریدنا ضروری ہے تو واضح رہے کہ راقم الحروف اور دیگر اہل تحقیق کا اس بارے میں یہی مؤقف رہا کہ یہ اسکیمیں ناجائز ہیں۔ اور آج اس کا انجام اپنی آنکھوں سے دیکھا جاسکتا ہے کہ جن کاروانوں نے یہ کام شروع کیا آج وہ لاکھوں کروڑوں کے قرضوں کے نیچے دبے ہوئے ہیں، بعض تو کارواں بند کرکے پردہ نشین ہوگئے اور بعض نے اپنا کاروان دیگر لوگوں کو بیچ کر جان چھڑالی۔ اور جن لوگوں نے اس ناجائز اسکیم کے تحت سستے اور آسان عمرہ وحج کی امید میں پیسے دیئے وہ افسوس کررہے ہیں۔ ظاہر ہے کہ ناجائز کام کا یہی انجام ہوتا ہے۔ جہاں تک اس بات سے استشہاد کرنا کہ آج کل بعض الیکٹرونک اشیاء کی خرید کے ساتھ سال یا دوسال کی مفت سروس کی آفر کی جاتی ہے تو راقم الحروف کی نظر میں یہ قیاس درست نہیں، کیونکہ راقم الحروف نے آج تک کسی کو نہ دیکھا نہ سنا کہ فلاں شخص کو موبائل کی فری سروس کی ضرورت تھی لہذا اس نے فری سروس حاصل کرنے کے لئے موبائل یا کوئی اور الیکٹرونک شی بلاضرورت خرید لی، بلکہ تجربہ اور عقل سلیم یہی بتاتی ہے کہ اس قسم کے معاملات میں وہی موبائل یا الیکٹرونک آئٹم ہی مقصود ہوتا ہے نہ کہ صرف سروس۔ وہ فری سروس تو اس الیکٹرونک آئٹم کو مخصوص کمپنی یا مخصوص دکان سے خریدنے کی صرف ترغیب (Incentive) بنتی ہے۔ جبکہ مسئلہ مجوثہ میں لوگ کمپنی کی پروڈکٹ نہیں خریدنا چاہتے بلکہ گھر بیٹھے کمیشن کمانے کے لئے بلاضرورت ان

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

سستی اشیاء کو نہایت مہنگے داموں میں مجبورا خریدتے ہیں۔ اور بالفرض اگر کوئی خوشدلی سے بھی خریدے تو بھی دیگر ناجائز امور کی وجہ سے اس کمپنی کا ممبر بننا ناجائز رہے گا۔

شبہ نمبر۳:

بعض حضرات کا خیال ہے کہ یہ بیع کی طرف مائل کرنے کا ایک خاص انداز ہے نہ کہ بیع کی کوئی شرط، اس لئے کہ جب رکن A پروڈکٹ خرید لے تو اس پر لازم نہیں کہ وہ آئندہ کمپنی کے لئے کام بھی کرے، لہذا یہ شرعا جائز ہے کیونکہ شرط فاسد سے خرید وفروخت میں خرابی آتی ہے کسی غیر مشروط آفر سے نہیں۔ پھر اگر A اپنی مرضی سے کام کرے اور لوگوں میں کمپنی کی تشہیر کرے اور ساتھ ساتھ بیع کی طرف مائل کرنے کے لئے کمپنی کی آفر بھی بتائے تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں۔

جواب: ان حضرات نے سادہ لوحی سے غور کیا تو انھیں دونوں معاملے غیر مشروط نظر آئے، حالانکہ اگر یہ کسٹمر کی نظر سے اس معاملے پر غور کرتے اور کمپنی کی ویب سائٹ کو دیکھ لیتے تو انھیں واضح ہو جاتا کہ یہ سراسر اجارہ یا کمیشن بشرط البیع ہی کا معاملہ ہے۔ تفصیل یہ ہے کہ کمپنی نے جو طریقہ کار وضع کیا ہے وہ سراسر کمیشن اور کاروبار کے لالچ پر مبنی ہے۔ کمپنی نے اپنی ویب سائٹ پر اپنی پروڈکٹس کو بیچنے کے لئے جو الفاظ لکھے ہیں وہ انگلش میں ہیں اور ان کا مفہوم یہ ہے کہ،

"ہماری کمپنی آپ کو گھر بیٹھے نفع بخش کاروبار میں مدد دیتی ہے۔ حالیہ طور پر گھر بیٹھے کام کرنے کے بہت وسیع مواقع ہیں۔ چنانچہ

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

اب کاروبار میں شامل ہونے کا بہترین وقت ہے اور اپنا کاروبار بڑھانا شروع کریں۔ ہماری کمپنی میں آپ جو کام کریں گے وہ آپ کو آپ کے خاندان کو آئندہ کئی سالوں تک بار بار آمدنی مہیا کرے گا۔ ایک مرتبہ آپ جو کاروباری منصوبہ اختیار کرلیں گے تو آپ کو صرف اس کو ترقی دینے کی ضرورت ہے ۔آپ آزادانہ طور پر اس ویب سائٹ پر موجود کاروباری ذرائع کا استعمال کریں۔آپ کا کاروبار اچھا ہو۔اگر آپ کسی ایماندارانہ اون لائن کاروبار کی تلاش میں ہیں تو ہماری کمپنی بہترین انتخاب ہے۔"

مذکورہ بالا عبارت سے ظاہر ہوگیا کہ کمپنی کا مقصد تو اپنی پرڈکٹ بکوانا ہے ہمگر آنے والا بدھوتو کاروبار کی لالچ میں آئے گا اور جب وہ اس گھر بیٹھے منافع بخش کاروبار میں شامل ہونا چاہے گا تو اس کے لئے ضروری ہے وہ ان سے بیع کرے یعنی ان کی پروڈکٹ خریدے ورنہ اسے اس آسان کاروبار میں شامل ہونے کا موقع نہیں مل سکتا۔اب اس کسٹمر کے حق میں یہ کمیشن بشرط البیع یا اجارہ بشرط البیع ہوگا یا نہیں؟ ظاہر ہے کہ کسٹمر کو اس کمپنی کی اشیاء خریدنے کی کیا ضرورت پڑی؟ یہ اشیاء تو نہایت آسانی سے کم قیمت پر اپنی پسند کے مطابق یہاں بھی دستیاب ہوسکتی ہیں۔ یہ بلا وجہ کمپنی کی من مانی اشیاء، کمپنی کے من مانے دام میں کیوں خریدے؟ بات صرف یہی ہے کہ لوگ بے روزگاری سے پریشان ہیں، انھیں گھر بیٹھے کاروبار کرنے کا موقع

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

دیا جارہا ہے لہذا وہ اس کاروبار میں شامل ہونے کے لئے ان کی شرط (یعنی پروڈکٹ خریدنے) پر مجبور ہیں۔

شبہ۴:

بعض حضرات کے خیال میں کمپنی کی طرف سے ملنے والا کمیشن اجرت یا کمیشن نہیں بلکہ انعام ہے۔

جواب: اس کمیشن کو مطلقا انعام سمجھنا درست نہیں کیونکہ انعام تو اسے کہا جاتا ہے کہ جس کے مقابلے میں کسی چیز کو بدل (compensation) نہ قرار دیا گیا بلکہ وہ بطور احسان کسی کو دیا گیا ہو جیسا کہ علامہ سید شریف جرجانی رحمہ اللہ کتاب التعریفات میں فرماتے ہیں:

ھی ما قصد به الاحسان و النفع لا لغرض ولا لعوض۔

ترجمہ: ''جس کے ذریعے احسان اور نفع پہنچانے کا قصد کیا جائے نہ کہ کسی غرض اور عوض کے بدلے میں۔''

جبکہ یہاں تو خود کمپنی اس پر عقد اجارہ کررہی ہے نیز اسے کمیشن قرار دے رہی ہے، اور کمیشن اجرت ہی کا تو نام ہے اسے انعام کسی صورت میں نہیں کہا جاسکتا۔ قواعد شرعیہ کی رو سے عقود میں معنیٰ کا اعتبار کیا جاتا ہے نہ کہ الفاظ کا، جیسا کہ علامہ ابن نجیم مصری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''الاعتبار للمعنی لا للألفاظ ، صرحوابه

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

فــي مــواضــع: مـنهــا الكفــالة فهــى بشــرط بــرأة الاصيـل حـوالة ، وهــى بشـرط عدم براء ته كفالة ....وتـنـعـقد الاجارة بلفظ الهبة والتـمـليك ، كـمـا فـى الـخـانيـه وبلفظ الصلح عن المنافع و بلفظ العارية ۔"

(الاشباہ والنظائر مع غمز العیون البصائر جلد۲صفحہ۱۳۷،۱۳۸ادارۃ القران کراچی)

ترجمہ:- عقود میں اعتبار معانی کا ہے نہ کہ الفاظ کا،اوراسکی علماء نے کئی مقامات پر تصریح فرمائی ہے۔اسی میں سے کہ عقد کفالت اگر اصیل کی براءت کی شرط کے ساتھ کیا جائے تو وہ کفالت نہیں بلکہ حوالہ ہوگا،اور اگر حوالہ اصیل کی عدم براءت کی شرط سے کیا جائے تو وہ حوالہ نہیں بلکہ عقد کفالت ہوگا.............................اور عقد اجارۃ ہبہ اور تملیک کے لفظ سے بھی منعقد ہو جائیگا۔

امام اہلسنت احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمان فرماتے ہیں کہ

"واز ہمیں قبیل ست تقرر معاوضه وبدل بر عمل ، اگـرچـه اجـرتـش نگويند وبنام انعام تعبير كنند فـان الـمعانى هو المعتبر فى هذه العقود كما نص

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

علیه فی الهدایة وغیرها‘‘

ترجمہ:’’اور اسی قبیل سے ہے معاوضہ کا تقرر کرنا اور عمل کے مقابلے میں بدل کا تقرر کرنا اگرچہ اسے انعام کہیں اجرت نہ کہیں‘‘۔

(الفتاوی الرضویہ، جلد 19، صفحہ 469، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

ہاں البتہ پہلے درجے کے بعد کے ارکان پر بلا محنت جو کمیشن مل رہا ہے وہ انعام کی تعریف میں داخل ہے کہ بلا بدل مل رہا ہے مگر یہ انعام لینا کیونکر جائز ہوسکتا ہے کہ اس انعام کو حاصل کرنے کے لئے کئی عقود فاسدہ سے گذرنا پڑتا ہے، اور کتنے ہی مسلمانوں کو اس کمپنی کا شکار بنانا پڑتا ہے، جیسا کہ فتویٰ کی ابتداء میں بیان کیا گیا۔ چونکہ یہ انعام شریعت مطہرہ کی خلاف ورزی کے نتیجے میں مل رہا ہے لہذا یہ انعام لینا بھی ناجائز ہے۔ مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ اس قسم کے عقود سے گریز کریں اور لالچ میں گرفتار ہوکر اپنی دنیا وعاقبت نہ خراب کریں۔

شبہ نمبر ۵:

بعض حضرات کا خیال ہے کہ کمپنی کا کمیشن لینا جائز ہے کہ یہ غیر مسلموں کی کمپنی ہے اور غیر مسلموں سے بغیر جھوٹ اور دھوکے سے جو ملے، لے سکتے ہیں۔

جواب: یہ بات تو درست ہے کہ غیر مسلموں سے بغیر دھوکہ وجھوٹ ان کی اپنی مرضی سے مال ملے تو لینا جائز ہے مگر یہاں یہ امر غور طلب ہے کہ یہ کس طرح معلوم ہوا کہ یہ غیر مسلموں کی کمپنی ہے یا اس میں کسی مسلمان کا حصہ نہیں؟ کیا اس

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

کمپنی کا تعلق کسی غیر مسلم ملک سے ہونا اس کے غیر مسلموں کی ملکیت ہونے کے لئے کافی ہے نیز مسلمانوں کے حصہ کے منافی ہے؟ اس امر کا جاننا نہایت ضروری ہے۔اس کی تحقیقی معلومات کے بغیر اسے غیر مسلموں کی کمپنی کہنا درست نہ ہوگا۔عموما سائلین اپنا مطلب نکلوانے کے لئے کچھ کا کچھ لکھ دیتے ہیں۔ایسے مواقع پر مفتی کے لئے احتیاط ضروری ہے۔

بہر حال اگر مان بھی لیا جائے کہ یہ غیر مسلم کی کمپنی ہے اور اس میں کسی مسلمان کا کوئی حصہ (شیئر) نہیں تو پھر بھی مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ اپنے کمیشن کے لالچ میں دیگر مسلمانوں کو ایسی کمپنی کا رکن بننے کی ترغیب دے کہ جس کے معاملات امور فاسدہ پر مبنی ہوں اور خاص کر وہ پیسہ بھی بے روزگار مسلمان عوام کو کاروبار کی لالچ میں پھانس کر بیع کے حیلے کے ذریعے نہایت سستی چیزوں کو نہایت مہنگے داموں فروخت کر کے حاصل کیا جا رہا ہو۔ یہاں پر اس بات کی بھی وضاحت کرتا چلوں کہ ممکن ہے کوئی کہہ دے کہ جب حیلہ ہو گیا تو وہ مال کمپنی کی ملکیت ہو گیا اور کمپنی غیر مسلم کی ہے لہذا کمپنی سے کمیشن لینا غیر مسلم سے کمیشن لینا ہے اس لئے اس میں کوئی حرج نہیں۔اس کا جواب یہ ہے کہ ہمارے علماء نے حیلہ کی دو اقسام بیان کیں ہیں،ایک قسم جائز اور حسن نیت سے باعث ثواب،اور دوسری ناجائز اور مکروہ تحریمی ہے۔اور اس کمپنی کا اپنی سستی چیزوں کو کاروبار کا لالچ دے کر مسلمانوں کے ہاتھوں مہنگے داموں بیچنا حیلے کی دوسری قسم ہی کے تحت آئے گا کہ مسلمان کا نقصان کر کے غیر مسلم کو نفع پہنچانا ناجائز ہے۔چنانچہ جتنے لوگ اپنے کمیشن کے لالچ

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

میں اس کمپنی کے لئے مسلمان گاہکوں کو شکار کرتے ہیں وہ مسلمانوں کے بدخواہ ہیں اور مسلمان سے بدخواہی حرام ہے۔ اور مسلمانوں کو کمیشن کے فریب میں ڈال کر غیر مسلموں کے کاروبار کو ترقی دینے کے لئے حیلے بیان کرنے والے حضرات کو مفتی ماجن کی تعریف میں غور کر لینا چاہیے۔

شبہ نمبر ۶:

بعض حضرات کا خیال ہے کہ کمپنی کے لئے گاہک لانے کی آمدنی نہ تو عقد اجارہ کے تحت داخل ہے اور نہ ہی کمیشن ہے بلکہ یہ 'جعالہ' کا معاملہ ہے۔ اور عقد جعالہ کا جواز سورہ یوسف کی آیت نمبر ۷۲ اور صحیحین کی بعض روایات سے ثابت ہے۔

جواب: اولا: اگر ان حضرات کی رائے کے مطابق اسے عقد جعالہ بھی سمجھ لیا جائے تب بھی ہمارے لئے اس کمپنی کا کمیشن جائز نہیں، کہ حنفی مذہب میں عقد جعالہ جائز نہیں جیسا کہ دکتور وھبہ زحیلی لکھتے ہیں،

"وھی جائزۃ عندالجمھور غیرالحنفیۃ ۔"

ترجمہ: عقد جعالہ جمہور کے نزدیک جائز ہے سوائے حنفیہ کے۔"

(المعاملات المالیۃ المعاصرۃ صفحہ: ۷۸ مطبوعہ: دارالفکر بیروت)

یہ ہی وجہ ہے کہ متقدمین فقہاء حنفیہ کی کتب بشمول متون وشروح وفتاوی میں "جعالہ" کہ نام سے کوئی باب نہیں ملتا۔ اور سورہ یوسف کی آیت ۷۲ سے حنفیہ کے نزدیک جعالہ نہیں بلکہ اجارہ ہی ثابت ہوتا ہے، بلکہ حنفی مفسرین نے اس آیت میں

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

اجارہ کا انکار کرنے والوں کا نا صرف رد فرمایا بلکہ اس پر کئے گئے اعتراضات کے جوابات بھی لکھے ہیں۔ علامہ ابوبکر جصاص رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں،

”فان قیل ان ھذا لم یکن اجارۃ لان الاجارۃ لاتصح علی حمل بعیر وان کانت اجارۃ فھی منسوخۃ لان الاجارۃ لاتجوز فی شریعۃ نبینا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الا باجر معلوم۔ قیل لہ ھو اجر معلوم لان حمل بعیر اسم لمقدار ما من الکیل والوزن کقولھم کارۃ ووقر ووسق۔“

(احکام القرآن ج۲ صفحہ ۱۷۵ مطبوعہ: سہیل اکیڈمی لاہور)

ترجمہ: پس اگر اعتراض کیا جائے کہ اس آیت میں اجارے کا ذکر نہیں ہے کیونکہ اجارہ اونٹ پر لدے بوجھ کے بدلے میں جائز نہیں، اور اگر یہ اجارہ بھی ہو تو منسوخ ہے کیونکہ ہمارے نبی علیہ الصلوۃ والسلام کی شریعت میں اجارہ جائز نہیں مگر یہ کہ اس کی اجرت معلوم ہو۔ اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ آیت مبارکہ میں مذکور اجرت بھی معلومہ ہے کیونکہ ان کے یہاں اونٹ پر لدا بوجھ نام ہے مخصوص کیل و وزن کا جیسے ان کا کہنا کارہ، وقر اور وسق۔

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں،

”أی ضامن فالزم نفسه ضمان الأجرة لردالصاع، وھذا أصل

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

فی جواز قول القائل : من حمل هذا المتاع لموضع کذا فله درهم وأنه اجارة جائزة وان لم یشارط رجلا بعینه وکذا قال محمد بن الحسن فی السیر الکبیر ولعل حمل البعیر کان قدرا معلوما فلا یقال : ان الاجارة لا تصح الا باجر معلوم ۔''

(روح المعانی ج ۷ صفحہ ۳۷ مطبوعہ: مکتبہ حقانیہ ملتان)

ترجمہ: ''یعنی ضامن ہے چنانچہ انھوں نے پیمانے (یوسف علیہ السلام کا صاع) کو لوٹانے کی اجرت کا اپنے اوپر التزام کیا۔ اور یہ اصل ہے اس قائل کے قول کے لئے جو کہے ''اس سامان کو جو بھی فلاں جگہ پہنچادے اس کے لئے ایک درہم ہے''۔ یہ بھی جائز اجارہ ہے اگرچہ اس نے کسی متعین شخص سے شرط نہیں کی، اسی طرح محمد بن الحسن نے سیر کبیر میں ارشاد فرمایا ہے۔ شاید اونٹ کا بوجھ ان کے نزدیک ایک معلوم مقدار تھی چنانچہ یہ اعتراض نہ کیا جائے کہ اجارہ تو قدر معلوم کے بغیر درست نہیں ہوتا۔''

اور حدیث کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کو دم کرنے پر مال ملا، سے حنفی علماء نے اجرت ہی کا استدلال کیا ہے۔ تطویل سے بچنے کے لئے راقم الحروف نے حدیث کے حوالہ جات نقل نہیں کئے ورنہ جو دیکھنا چاہے وہ کتب احادیث کی طرف رجوع کرسکتا ہے۔

ثانیا: اگر فی زمانہ عرف وتعامل کی بناء پر مان لیا جائے کہ عقد جعالہ جائز ہے تو

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

بھی اس کمپنی کا کمیشن لینا جائز نہیں کیونکہ راقم الحروف کے نزدیک اسے عقد جعالہ پر محمول کرنا درست نہیں۔ ہمارے فقہاء نے عقد جعالہ کی جو تعریف بیان فرمائی ہے اس تعریف کا اطلاق اِس کمیشن پر نہیں ہوتا ہے۔فقہاء کی بیان کردہ تعریف کے مطابق عقد جعالہ کا اطلاق صرف اسی کام پر ہوسکتا ہے جسے بعض شرائط کے مفقود ہونے کی وجہ سے اجارہ کے تحت داخل نہ کیا جا سکے اور اس کا حصول مشکل ہو، نیز اس کی ضرورت بھی ہو۔امام قرطبی سورہ یوسف کی آیت نمبر۲۷ کی تفسیر میں رقم طراز ہیں،

”قال بعض العلماء فی هذه الآية دليلان : أحدهما جواز الجعل وقد أجيز للضرورة ، فانه يجوز فيه من الجهالة مالا يجوز فی غيره ، فاذا قال الرجل : من فعل كذا فله كذا صح۔ وشأن الجعل أن يكون أحدالطرفين معلوما والآخر مجهولا للضرورة اليه ، بخلاف الاجارة ۔ فانه يتقدر فيها العوض والمعوض من الجهتين، وهومن العقود الجائزة التی يجوز لأحدهما فسخه الا ان المجعول له يجوز أن يفسخه قبل الشروع،و بعده اذا رضی باسقاط حقه، وليس للجاعل أن يفسخه اذا شرع المجعول له فی العمل ، ولا يشترط فی عقد الجعل حضور العاقدين ، كسائر العقود، لقوله تعالیٰ،

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

[ولمن جاء به حمل بعير] وبهذا كله قال الشافعی۔" (جامع البیان فی تفسیر القرآن ،سورہ یوسف۷۲،پ۱۳)

ترجمہ: بعض علماء نے فرمایا کہ اس آیت میں دو دلیلیں ہیں۔ ایک جُعل کا جواز ہے جو کہ ضرورت کے تحت جائز رکھا گیا ہے۔ پس اس میں کچھ جہالت جائز ہے جو اس کے غیر (یعنی اجارہ) میں جائز نہیں۔ پس جب کوئی کہے کہ جو ایسا ایسا کرے اس کے لئے ایسا ایسا ہے تو یہ عقد درست ہے۔ جعل میں ایک جانب معلوم ہونا چاہیے اور دوسری جہت غیر معلوم کیونکہ اس کی ضرورت پیش آجاتی ہے برخلاف اجارہ کے کیونکہ اس میں جانبین کا معلوم ہونا ضروری ہے۔ جعالہ ان جائز عقود میں سے ہے کہ جس میں کسی بھی فریق کو فسخ کا اختیار ہوتا ہے۔ ہاں البتہ مجعول لہ (جس کے لئے انعام رکھا گیا) کو اختیار ہے کہ شروع کرنے سے پہلے بھی فسخ کرسکتا ہے اور بعد میں بھی کیونکہ وہ خود اپنا حق ساقط کرنے پر راضی ہو گیا، جبکہ جاعل (انعام دینے والے) کے لئے جائز نہیں ہے کہ مجعول لہ کے عمل کی ابتداء کے بعد اپنی مرضی سے فسخ کردے۔ عقد جعالہ میں دیگر عقود کی طرح فریقین کا حاضر ہونا ضروری نہیں ہے اللہ تعالیٰ کے فرمان کی وجہ سے "ولمن

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

جاء به حمل بعیر ‘‘یہ سب امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا۔

امام قرطبی کے الفاظ سے ظاہر ہے کہ جعالہ انھیں عقود میں ضرورۃ جائز ہے جنھیں بعض شرائط کے مفقود ہونے کی وجہ سے عقد اجارہ کے تحت داخل نہ کیا جاسکے۔ دکتور وھبہ زحیلی لکھتے ہیں،

’’الجعالة أو الوعد بجائزة : التزام عوض معلوم علی عمل معین أو مجهول ، عسر علمه ، کالتزام مکافأة لمن یحفظ القرآن أو یتفوق فی النجاح فی دراسته، أو لمن یکتشف علاجا لمرض عضال کالسرطان ونحوه ، أو لمن یثبت شجاعة فی دحر قوات العدو وتحطیم آلیاته أو طائراته۔‘‘

(المعاملات المالیۃ المعاصرۃ صفحہ:۸۷ مطبوعہ: دارالفکر بیروت)

ترجمہ: ’’جعالہ یا انعام کا وعدہ دراصل نام ہے اپنے اوپر معلوم عوض کو لازم کرلینے کا کسی عمل معین یا مجھول کہ جسکا علم مشکل ہو (ظنی) کے بدلے میں، جیسے قرآن حفظ کرلینے والے یا اپنی پڑھائی میں اچھے نمبروں سے پاس ہونے والے یا کسی سخت مشکل مرض مثلاً کینسر کا علاج کرنے والے یا اس کے مثل دیگر معاملات

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

میں کامیاب ہونے کے لئے یا دشمن کے مقابلے میں شجاعت دکھانے والے یا اس کے ہتھیاروں یا طیاروں کو تباہ کرنے کے لئے۔''

دکتور وھبہ زحیلی کی بیان کردہ تعریف اور مثالوں سے بھی ظاہر کہ عقد جعالہ کا اطلاق انھیں امور پر کیا جاسکتا ہے کہ جن کا ہونا یا نہ ہونا غیر یقینی ہو۔ لہذا مذکورہ بالا بیان کردہ دونوں تعریفات کی روشنی میں مذکورہ کمپنی کے کمیشن کا جائزہ لیا جائے تو یہ امر روز روشن کی طرح عیاں ہوجاتا ہے کہ اس کمپنی کے لئے گاہک لانا نہ تو ضرورت کے تحت داخل ہے اور نہ ہی کوئی ایسا مشکل کام ہے کہ جس کا ہونا یا نہ ہونا غیر یقینی ہو۔ راقم الحروف کے خیال میں کمپنی سے ملنے والی آمدنی واضح طور پر سمسرہ (کمیشن ایجنٹی) کے تحت داخل ہے جیسا کہ سمسرہ کی تعریف سے ظاہر ہے۔ دکتور وھبہ زحیلی لکھتے ہیں،

''السمسرة : هی الوساطة بين البائع والمشتری ، لابرام العقد، أو تسهيل الصفقة أو بين الخادم والمخدوم لتقديم خدمة ۔ والقائم بهذا العمل يسمی سمسارا أو دلالا: وهو الوسيط بين الطرفين المذكورين، أو الساعی لواحد منهما۔ ''

(المعاملات المالية المعاصرة صفحہ ۴۵۱ مطبوعہ: دارالفکر بیروت)

ترجمہ: ''دلالی (آڑھت) فروخت کرنے والے اور خریدار کے

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

درمیان واسطے کا نام ہے، جو عقد کو پختہ کرنے یا سودے کو آسان کرنے کے لئے ہوتا ہے یا نوکر و مالک کے درمیان خدمت مہیا کرنے کے لئے کیا جاتا ہے۔اس کام کو کرنے والے کو سمسار یا دلال (آڑھتی یا کمیشن ایجنٹ) کہا جاتا ہے۔ یہ جانبین کے درمیان واسطہ ہوتا ہے یا کسی ایک کے لئے کام کرتا ہے۔''

ظاہر ہے کہ کمپنی کا کسٹمر کمپنی اور نئے لوگوں کے درمیان خرید و فروخت کا معاملہ کرواتا ہے اور کمپنی کے لئے کام کرتا ہے لہذا اسے بھی کمیشن ایجنٹ یا دلال ہی کہا جائے گا نہ کہ صرف اس کی ناجائز آمدنی کو حلال کرنے کے لئے سمسرہ کی تعریف سے صرف نظر کرتے ہوئے اسے عقد جعالہ کہہ دیا جائے۔

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ: محمد ابوبکر صدیق القادری الشاذلی عفی عنہ

۲۲ شوال المکرّم ۱۴۳۱ھ، 14 کتوبر 2010ء

ملٹی لیول مارکیٹنگ کا شرعی حکم
for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari